الحمد اللہ

کہ یہہ رسالہ مستند جسکو

فرمان شاہان دہلی کہنا چاہیے

باسناد معتبرہ مرتب ہوکر حسب الارشاد

صاحبزادگان مطبع نامی چراغ راجستھان

در راجپوتانہ گزٹ اجمیر مین باہتمام

مالک مطبع کے طبع ہوا

ماہ مارچ سنہ ۱۸۸۴ء

عرصہ چاہیئے اسواسطے ہم معذور نہین - اگر یہہ بحث شروع رہے تو سب
ملاحظہ ناظرین مین گذران دئے جاوینگے کہ ہم حق دار ہین - اسکے شہرت پہلے سے
نہین معلوم تہی ورنہ ہم تمام تیار کر رکھتے -

حضرات ناظرین ابہی سردست انکی واہیات کے جواب مین ایک حکم کی نقل
جو عدالت سرکار انگریزی اجمیر مین ہوئی ہے اور دفتر گورنمنٹ سرکار انگریزی
مین موجود ہے بنابر ملاحظہ ناظرین پیش کرتے ہین اسکے ملاحظہ سے واضح
رائے عالی ہوجاویگا کہ دیوان وسجادہ کیا چیز ہے اور اوسکے تقرری ہماری
مرضی پر منحصر ہے یا نہین -

نقل اوسکی یہہ ہے

حکم دستخطی صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر اجمیر -

کہ چون سجادگی و تولیت خدمت ست و بیشتر تقرراین بردریافت
لائق بودن ورع وتقوی واسترضاے جمیع خدا بود چونکہ دریافت لائق
بودن در مذہب اسلام تحقیقات مشکل لہذا ہر کسے کہ از وسلسلہ خدمہ با و
راضی خواہد بود آنکس خواہد ماند وبابت مدد معاش دلوارثہ نقل فرمان بدفتر ا
بملاحظہ گذرانیدہ شود ۵ اکتوبر ۱۸۱۹ء -

ایک بات اور قابل لحاظ ہے کہ اگر یہہ ہی حضرات اولاد تہے تو ہمارے بزرگان
سلسلہ وپیشوایان طریقہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ
وحضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اور اور بزرگ کیونکر

اس سبب صرف چھہ دن غسل مین شریک کیا اور اندر ہاتھہ دھونے دئیے۔
یہہ کیسے اولاد کہ جنکو اندرون گنبد مبارک ہاتھہ تک دھونا نصیب ہوا اور کبھی
بارہ مہینہ صندل چڑہانے مین شریک نہ کرین — چھہ دن شریک ہونے کو فخریہ
تمام زمانہ مین پکارتا پھرتا ہے — یہہ کیسی اولاد جب یہہ اولادی ہے تو ہمارا تو وہان
کچھہ ہونا ہی نہین چاہئیے — مگر جب اولاد ہو ہی — حضرت خواجہ غریب نواز کی اولاد ہونا
تو کجا اصل باپ ہی کا نہ رہا اسیطرح دیوانون کا حال ہے کہ جس وادے کے پیچھے آخر مین ہم ایک عرض اور سب صاحبون سے
کرتے ہین کہ جو صاحب حیدرآباد سے زیارت کے واسطے اجمیر تشریف لے گئے ہین
ہم اونکو خدا اور رسول اللہ و خواجہ غریب نواز کی قسم دیتے ہین کہ ہماری
طرفداری مت کرو اور نہ ان حاسدون کی اپنے ایمان سے سچ کہو کہ مزار پر ہمارا
قبضہ دیکھا اور ہمکو وہان تبرکات و خلعت دیتے اور نذرین لیتے دیکھا یا ان حاسدون کو
ہان یہہ بات اور ہے کہ پہلے کبھی ہم حیدرآباد نہین آئے اور یہہ مال مار مار کر
لیجاتے تھے سو یہہ ظاہر ہے اسمین ہمکو کب انکار ہے مگر حقدارون کو تو کوئی محروم نہین کرتا
سو یہان تو ریاست اسلام ہے دیکھو کیا جھٹ پٹ انصاف ہو گیا اور اسیطرح خدا چاہے
جاگیر کا بھی انصاف ہو جاویگا — اللہ تعالے ہمارے حضور پرنور بندگانعالی متعالی کو
سلامتی رکھے —

ناظرین سے ایک یہہ بھی عرض ہے کہ جیسے ایک دو کاغذ پر حاسد اترائے ہین
اگر ہماری پاس کے کواغذات ملاحظہ فرمائے جاوین تو یقین ہے کہ ان حاسدون کو
پھر کوئی پاس بھی نہین بیٹھنے دیوے مگر یہہ آئین دیر طلب اور چھپکر تیار ہونے مین

بے سبب شروع کی ورنہ ہمکو کچھہ مطلب نہین - ان حاسدون نے اپنے مضمون مین لکہا ہے کہ حاکمان سرکار انگریزی نے ہمکو اولاد خواجہ صاحب لکہا یہہ ہماری اولاد ہونیکا ثبوت ہے - ہم کہتے ہین تحقیق کرکے لکہا یا بلاتحقیق - بولو جواب دو - جیسا تمنے اپنے تئین مشہور کر رکہا ہے ویسا ہی تمہارا نام لکہدیا گیا - لکہنے والے کو اس سے کیا مطلب کہ تمہاری تحقیقات کرکے لکہتا - ہان جب تحقیقات ہونے فوراً قلعی کہل گئی - دیکہو مقدمہ موجودات کہ پہلے اپنے دعوے مین تمنے آپ کو اولاد لکہا اور پہر ہمارے جواب خود دعوی ترمیم کیا - دیکہو مقدمہ اشرفیون کا اور گولک کا - کہ اولاد کی تحقیقات شروع ہوتی ہے حکام سے ہاتہہ جوڑنا شروع کیئے اور اولاد کی تحقیقات ملتوی کرائے - افسوس ہے کہ سردست اون مقدمات کے فیصلہ موجود نہین ورنہ اونکی نقلین ناظرین کے ملاحظہ مین گذرانے جاتے انشاءاللہ تعالی آئندہ حسب پیش کردیئے جاوینگے - اسطرح ناواقفون کی لکہنے سے یا کسی سے مضمون لکہوادینے سے یہہ حاسد اولاد نہین ہوسکتے - یہہ جوان حاسدون نے ایک کاغذ کا حوالہ لکہا ہے اور اس بات پر اپنا بڑا فخر ظاہر کیا ہے کہ گنبد شریف کے اندر والے بدرروین دیوانجی ہاتہہ دہوتے ہین واہ صرف ہاتہہ یہہ دن کا دہونا ثابت ہے یا بارہ مہینے کا جسکی تین سو ساٹہہ دن ہوتے ہم لوگ تو ہمیشہ وہان ہاتہہ دہویا کرتے ہین اور غسل کراکے خود بہی وہین غسل کرتے ہین - اسی سے صاف ظاہر ہے کہ ان بیچارون کو ہم لوگ نہ غسل مین شریک ہونے دیتے تہے نہ اندر گنبد مبارک کے ہاتہہ دہونے دیتے تہے وہ تو اسکے تقدیر سے فوجداری مین ہم دیوان اور دیوان کے حامیون کے مارنے کی علت مین نہنس گئے

شفیع حسین نے جو اپنے تئین خواجہ شفیع حسین کرکے لکھتے ہین ایک طوائف جو اجمیر مین کسب کراتی تھی اپنے خانہ انداز کرلی ہے اوس سے یہہ چارون لڑکے شفیع حسین کے جنکے نام خواجہ امداد حسین خواجہ الطاف حسین و فلان و فلان رکھے ہین پیدا ہوئے اب لوگون کی یہہ مرشد بنگئے۔ آفرین ہے اون مریدون پر۔

قاضی منیرالدین کی گہر مین ایک عورت خانہ انداز ہے جس سے اولاد موجود ہے

اصغر علی کی گہر مین طوایف خانہ انداز ہے۔

دیوان غیاث الدین پر عدالت اجمیر مین وارنٹ جاری ہین گہر سے باہر چہپ کر نکلتے ہین اور طوائف نوکرانکی والدہ سنجانی۔ شیخ چشتی بخش کے بیٹی جو جعل کے علت مین سر کار سے سات سال کو قید گیئے اور قید ہی مین مرا۔ اور کئی کاغذ انکے بدچلنی کے دفتر کو رٹ آف وارڈس مین موجود غرض این خانہ ہمہ آفتاب است۔ کہان تک کوئی انکی تعریف کرے۔ اور یہہ ایک ہی تعریف کیا کم ہے کہ باپ کا ہی پتہ نہین کہ کسکی اولاد ہین یہہ چند سطرین اسواسطے لکھدئے ہین کہ کوئی مسلمان ان کے پہندے مین پڑکر اپنا ایمان و مذہب خراب نکرے۔ اور یون اپنی خوشی کو کہا خراب ہو تو ہمارا کچہہ ہرج نہین۔ ہمنے تو خیر خواہی کے نظر سے تہوڑا سا واقف کردیا۔

ان جو باتین ہمنے انکی نسبت لکہی اوسکا ثبوت ہمارے ذمہ اگر کسی صاحب کو شک ہو تو حیدرآباد مین اسکی تحقیقات فرمالین اور جو صاحب چاہین ہمارے ساتھہ اجمیر شریف تشریف لاکر بچشم خود ملاحظہ فرمالین۔ شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔

سویہہ اظہار بہی جب کیا گیا کہ خواہ مخواہ ان حاسدون نے ہمارے ساتھہ شرارت

حضرات ناظرین ان حاسدون نے جو کتابون کے نام لکہدئے ہین انسے کوئی مضمون تو دربار کرو کہ اوسمین کیا لکہا ہے - تزک جہانگیری - اقبالنامہ - تاریخ فرشتہ کی عبارت حرف بحرف ہمنے نقل کردیے ناظرین ملاحظہ فرمادین اور انصاف کرین کہ اومین انکا

اولاد ہونا لکہا ہے یا اولاد سے خارج ہونا ہم انہی کتابون پر حصر کرتے ہین -
تو وجہہ کیا کہ ان بیچارون نے اصل کتابین تو دیکہی ہی نہین کہ اونمین کیا لکہا ہے نام سنکر درج کردئے - انسے نیہہ تو دریافت کیا جاوے کہ ان کتابون مین جیسے ہمنے پنچایت و تحقیقات کراکے نکو اولاد سے خارج کرایا اور کہی ویسی ہی پنچایت و تحقیقات کسی بادشاہ کی روبرو ہمارے مقابلہ مین ہو کر کہین ہمارا اولاد ہونا لکہا گیا ہے -
جو کسی کتاب مین یہہ بتلادین تو ہم ابہی تسلیم کرتے ہین -
حضرات ناظرین ہمارا اور ان حاسدون کی مورثونکا حال تو ہم درج کر چکے اب جو یہہ حضرت لنبی چوڑی لیتے ہین انکی موجودہ حالت ہی قابل ملاحظہ اور یاد رکہنے کے ہے -
اور موجودہ حال مین کسی گواہ کی ضرورت نہین وہ یہہ ہے کہ - کہ دیوان سراج الدین اور قاضی منیر الدین - وشفیع حسین - و اصغر علی کا ماموں شیخ چشتی بخش تہا اوسنے درگاہ شریف کی جاگیر مین ایک زمین کے بابت جعلسازی کی تہی اور کاغذ بنالیا تہا اوسکے سزا مین سات سال کو جیلخانہ گیا اور قید ہی مین مرا دوم دیوان سراج الدین کے گہر مین طوایف خانہ انداز تہے اوسی سے نظام الدین لڑکا پیدا ہوا جو حلیہ بلدہ حیدرآباد کے اندر رہتا ہے - اسکی شادی ایک طوایف کی لڑکی سے جو ایک پارسی آتش پرست کے خانہ اندازی ہوئی ہے -

وغیرہ مصارف

ایک بات اور بہی لائق لحاظ ہے کہ جب یہہ حاسد اولاد ہین تو جا - اولاد کی ہوتے

آستانہ شریف کی ہمارے بہائی متولی درگاہ کی قبضہ مین کیون ہین - مگر ان حاسدون مین اتنی عقل نہین ہے -

متولی کا کیا کام ہے - مگر ان حاسدون مین اتنی عقل نہین ہے - اور اب حال مین

جو پہلے بادشاہون کے وقت مین ہماری عظمت تہی وہ ہم کتابون سے ظاہر کر چکے اور اب حال مین

ظل آستانہ و مزار مبارک ہمارے قبضہ مین ہے اور تبرکات و خلعت مزار پر دینے کا

ہمارا منصب ہے - قاضی منیر الدین و شفیع حسین کا تو ذکر ہی کیا ہے الکا نوکر

آستانہ مین کچہہ واسطہ نہین ہے - دیوان جسکے یہہ گذارہ خود ہین - یہہ بہی کام نہین

کر سکتا - صرف مزار کے نذرین سے دیوان اپنے ذات سے نصف لے سکتا -

اور جو جاگیر مصارف روضہ منورہ کیواسطے ہے قریب تیس ہزار سالانہ کی وہ

ہمارے بہائی متولی درگاہ کے قبضہ مین ہے اوسمین ایک حبہ کا تصرف دیوان نہین کر سکتا

ہمارے ذاتی جاگیر کے اسنے کانو اکبر شاہ و جہانگیر بادشاہ و فرخ سیر بادشاہ کے دیے ہوئے فرمان

اب تک ہمارے قبضہ مین موجود ہین - گورنمنٹ قیصر ہند و انگلینڈ نے بدستور بحال

موضع بیر - موضع رانگیدہ - موضع گنگل - موضع کانکنیا داس - موضع

موضع [illegible] - موضع بموڑی - موضع باندلہ - اور موضع دانٹرہ -

ان حاسدون نے جو یہہ لکہا ہے کہ شیخ حسن ہمارے مورث کی اور فیضی کی عداوت تہی

اور اکبر نامہ فیضی نے کہا ہے - ان حاسدون کو یہہ تو معلوم ہی نہین ہے کہ اکبر نامہ کا

لکہنے والا کون تہا کہان فیضی کہان اکبر نامہ - اور عداوت کی کیا سوجہی ہے

خیرات خوردان سے اور فیضی سے عداوت کا کیا سبب

ان حاسدون نے جو یہہ لکہا ہے کہ یہہ خواجہ صاحب کے اولاد نہین ہین اسکا سبب
یہہ ہے کہ حسد اور رنج و شرم کے سبب یہہ لوگ بدحواس ہو رہے ہین ورنہ اسکا
کیا محل تھا ہمنے اولاد ہونے کا دعوے کب کیا ہے جو انہون نے یہہ ٹیر لگانے شروع کیے
ہان ہم حضرت غریب نواز کی پیر بہائی اور بہائی کے اولاد ہین۔

دیکہو تاریخ فرشتہ صفحہ ۳۷۵ مقالہ بارہوان

کہ سید فخرالدین ہمارے مورث حضرت خواجہ عثمان ہارونی صاحب اپنے مرشد کے
ساتہہ سفر بغداد مین موجود تھے۔ جو حضرت خواجہ غریب نواز کے مرشد ہین اور
مدتون اپنی مرشد کی خدمت کی ہے۔ بولو حضرت خواجہ غریب نواز کے ہم کیا ہوئے
اسیطرح شیخ محمد یادگار صاحب کا حال پڑہو کہ سبزوار کے حاکم تھے اور حضرت
خواجہ غریب نواز خواجہ معین الدین چشتی کے خادم و مجاور ہونا ہمارا فخر ہے
خدا ہمکو حضرت خواجہ کے ساتہہ ہمیشہ دارین مین رکھے۔ ہمارے بزرگون کی خدا
سہکو خادم و مجاور رکھے کہ ذریعہ عاقبت بخیری ہے۔ اور تمکو خواجہ کے مزار کی
خدمت و مجاورت سے دوری نصیب ہے۔ ارے یہہ وہ خواجہ ہے کہ جسکے خادم
خواجہ قطب الدین اور خواجہ فریدالدین گنج شکر تھے۔ دیکہو جو ان حاسدون کو
خادمی و مجاوری خواجہ سے نخوت تھے اوسکا یہہ ثمرہ ہے کہ مجہول النسب ہوگئے
اور اصل باپ بہی جاتا رہا اب نہین بتا سکتے کہ دراصل کسکی اولاد ہین۔
حضرات ناظرین اسپر غور فرماوین کہ دیوانجی کیا عہدہ ہے کیا اولاد کو جو مالک گہر کا ہوتا ہے دیوان
[illegible] کوئی ذی عقل دیوان کو وارث و اولاد تجویز نہ کریگا۔

تفویض فرمودند تنسیق مناظم لقبۂ متبرکہ و ترویج اشراعات آئیدہ در روضہ اہتمام تمام فرمودند و عمارت عالی بنا از مسجد و خانقاہ دران حوالی طرح انداختہ آسایش عبادت نہادند

اکبرنامہ صفحہ ۸۶۱

درین روز شیخ حسین بتولیت مشہد فیض بخش خواجہ معین الدین فرستادند او خود را از دختری نژاد خواجہ میداند از ناہنجارے چندی بزندانی دلستان برنشاند و روزگار بے سرناکامی دست بود درین ہنگام نوازش فرمودند برین بنگاہ فرستادند تیمار داری گذشتہ نشینان آن قدسیہ برین و سرانجام اشتخانہ بدو باز گردید۔

کتاب اقبالنامہ جہانگیری صفحہ ۲۳۸

خصوص شیخ حسین کہ دعوی فرزندی آنحضرت مینماید کثیران مبلغ را متصرف شدہ بفقرا و مساکین چنانچہ باید نمی بردارد و بعد العہد از تحقیق ظاہر شد کہ دعوی فرزندے نیز اصلی ندارد و لاجرم تولیت آن آستانہ آسمان رفعت شیخ محمد بخاری کہ از اکابر سادات ہندوستان بہ نیک ذاتی و خوش صفاتے آراستگی داشت تفویض یافت +

کتاب اقبالنامہ جہانگیری صفحہ ۴۷

شیخ حسین ۔ متولیت مزار متبرکہ خواجہ معین الدین چشتی ۔ فرق عزت برافراخت او خود را النوائسہ خواجہ میکرد و دران ایام کہ حضرت خاقانی در ہر سال یکمرتبہ بزیارت آن روضہ متبرکہ تشریف می بردند مگر از سلوک ناملایم و ستم شریکی او فقرا دلگشتہ

ماه الہی موافق شب چہارشنبہ دوم جمادی الاولی بحساب دیت و شب سوم امر او بطالع
حمل بحساب حکمای یونان و بطالع حوت بحساب دانایان ہندوستان در خطۂ فیض
اساس اجمیر کہ طولش صد و یازدہ درجہ و پنج دقیقہ و عرضش بست و شش درجہ است و
آواز جہان آفرین جہان آرا حضرت شاہنشاہی را فرزندے بلند اختر کرامت فرمودہ
و بطلوع این کوکب نورانی منت بر آن زمین و آفاق نہاد گیہان خدیو از استماع این
نوید سرور پیشانی صبح پرنور را زمین سائے سجدۂ شکر فرمودہ بسپاس و ستایش
الہی کامیاب دولت گشتند و ظہور این امر را پیشتر فتوحات بی اندازہ دانستہ جشنہای
عالی ترتیب دادہ انجمن پیرای عشرت شدند خلایق بصلاح عام نشاط تازہ از
سر گرفتند و نقود و افضال در دامن عالی ریختند **شعر** گل شگفت جان پرور درین باغ
کہ بویش صد گلستان آکند داغ + ازین شمشاد بن کاز ادجنا رست + زہفت اختر مبارکبار رخاست
خدیو از سر طرب را بال ور داد + صدائے می بہفت اقلیم در داد + نشاط آویخت از
بلا نہ + لوا بسجید در معمورہ زمانہ + کرم از ہمت والا نظر داشت + تمنا را حجاب از پیش برداشت
مولد گرامی را کہ خانۂ شیخ دانیال بود منظور داشتہ و استمداد و تائید از حضرت
دانیال اکبر در نظر مقدس آوردہ نام نامی آن نونہال گلشن اقبال را سلطان
دانیال بر لوحہ دولت نقش بستند +

حضرات ناظرین اب انصاف کرو اور ان حاسدون سے جواب لو کہ اکبر شاہ بادشاہ نے
و شاہجہان بادشاہ نے ہمارے مورثون کو ہزارون اور لاکھون روپیہ دئے یا ان
حاسدون کے مورثون کو اور اکبر بادشاہ کی ہم صحبت ہمارے مورث رہے تھے اور خالق اللہ

تاریخ فرشته صفحه ۲۶۲

خود با جمیر رفته قریب دو لک از نقد و جنس (اکبر شاه بادشاه) مجاوران خطیره
خواجه معین الدین چشتی قدس سره و سید خنگ سوار و مستحقین رسانیده باگره باز آمد -

سیر المتاخرین صفحه ۲۶۵

از دولتخانه تا مزار خواجه معین الدین پیاده بارفته مراسم زیارت بتقدیم رسانیده
(شاهجهان بادشاه) ده هزار روپیه بخدمه مزار عنایت شده -

منتخب التواریخ صفحه ۳۰۰ تا ۳۰۱

واشنائے (اکبر بادشاه) مجاوران آستان رفیع الشان حضرت معینیه قدس الله سره
بهم رسانیده اکثر اوقات بمباحثه قال الله قال الرسول لی در پی گذشته و سخنان تصوف
و تذکره علمی و تحقیقی مسایل حکمی و فقهی و غیر ان مصروف میشد -

اکبر نامه صفحه ۲۶۴ تا صفحه ۲۶۶

دران هنگام که موکب معلی از اجمیر نهضت بسیر موده یکے از پردگیان سرادق عصمت زمان
دولت ولادت و وقت انکشاف صبح سعادت نزدیک رسیده بود و نقل و حرکت مزاج ان
عفت سرشت بر نمی تاخت بهمین و تبرک جسته خانه اشرف منشیان روضه منقبه
اعنی معتکفان بقعه قدسیه و انیال نام که نور صلاح و فلاح از ناصیه او متیافت خالی ساخته
دران جا گذاشته بودند موکب اقبال بپوند در حوالے ببلود از مضافات زنی از سرکار نجنو
تا گو نزول اجلال فرموده بود که قاصدان خجسته مقدم از اجمیر رسیدند و نوبت نصرت
افزاے آوردند که بعد از گذشتن جیل و ایک پل از شب آسمان بست و هفتم شهر

کہا ہی نہین - یہہ حاسد اب تک بیٹھے رہے حضور پرنور سے اونکو کچھہ خیرات عطا نہوئی -
لاحول ولاقوۃ - اِن حاسدون سے کوئی یہہ تو دریافت کرے کہ کیا تمہارا حضور
پرنور کے ذمہ کچھہ قرض آتا ہے جو حضور پرنور نے ادا نہین کیا - یا تمہارے باپ کا
کچھہ اجارہ ہے کہ جو کچھہ خیرات ملے تمکو ہی ملے کسی اور کو نہ ملے - تم خیرات لینے آئے
یا لڑنے - تم حضور پرنور سے خیرات ہی مانگتے ہو یا کوئی کام چاکری تمنے کی ہے
ارے میان ہزارون لاکہون تمسے فقیر آتے ہین اور جو جسکے مقدر کا ہوتا ہے
لیجاتا ہے تم کس کس کو دیکہکر روؤ گے - اور یہہ سینہ زنی کرو گے - پہر تم جیسے حریص
اور خدا فراموش لوگونکا تو کبھی پیٹ ہی نہین بہرتا ہے کوئی کہان تک دیوے - آئے دن
آتے ہو اور لیجاتے ہو پہر بہوکے کے بہوکے - تمکو یہہ تو غیرت ہی نہین کہ ابھی لے گئے تھے
اب ایسی جلدی پہر کس منہ سے - جاوین تمکو اگر عزت ہوتی تو خود اپنے دلمین سوچکر
چپ ہو رہتے کہ ہم ابہی لیکر آئے ہین ایسی جلدی کیون جاوین - پہر ایسے بے غیرتون
اور بے صبرونکا تو یہہ ہی علاج ہے کہ انکی ایک نہ سنے اور رونے دین - اسمضمون مین
ہمارے نسبت اونہون نے لکہا ہے کہ انہون نے کسی سلاطین تیموریہ کو تبرک دیا نہ خلعت
زیب جسم کرایا الکاحق سوائے ریوڑی - مالیدہ - گزی و پیسہ کے - اور کچھہ نہین
اسکا جواب ملاحظہ فرمائی -

اکبر نامہ صفحہ ۳۳۲

شرایط زیارت تبقدیم رسانیدہ روز اول مبلغ دہ ہزار روپیہ (اکبر شاہ بادشاہ) بمجاوران
بقعہ شاہ خدا آستانہ رفیع عنایت فرمودند -

تاریخ فرشتہ صفحہ ۲۶۲

خود با اجمیر رفتہ قریب دو لک از نقد و جنس (اکبر شاہ بادشاہ) بجاوران حظیرہ خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ و سید خنگ سوار و مستحقین رسانیدہ باگرہ باز آمد۔

سیر المتاخرین صفحہ ۲۶۵

از دولتخانہ تا مزار خواجہ معین الدین پیادہ پا رفتہ مراسم زیارت تبقدیم رسانیدہ (شاہجہان بادشاہ) دہ ہزار روپیہ بخدمہ مزار عنایت شدہ۔

منتخب التواریخ صفحہ ۳۰۰ تا ۳۰۱

و آشنائے (اکبر بادشاہ) بمجاوران آستان رفیع الشان حضرت معینیہ قدس اللہ سرہ بہم رسانیدہ اکثر اوقات بمباحثہ قال اللہ و قال الرسول لی در پی گذشتہ و سخنان تصوف و تذکرہ علمی و تحقیقی مسایل حکمی و فقہی وغیر ان مصروف میشد۔

اکبر نامہ صفحہ ۶ ہم تا صفحہ ۶ ۴۶

دران ہنگام کہ موکب معلی از اجمیر نہضت سیر مودہ یکے از پردگیان سرا وق عصمت زمان دولت ولادت و وقت انکشاف صبح سعادت نزدیک رسیدہ بود و نقل و حرکت مزاج آن عفت سرشت بر نمی تافت ہمین و تبرک جستہ خانہ اشرف منتسبان روضہ منقبہ اعنی معتکفان بقعہ قدسیہ و امثال نام کہ بنور صلاح و فلاح از ناصیہ او ساختہ خالی دران جا گذاشتہ بودند موکب اقبال بیوند در حوالے بہلود از مصافات زنی از سرکار ناگور نزول اجلال فرمودہ بود کہ قاصدان خجستہ مقدم از اجمیر رسیدند و نوبت نصرت بخش مژدہ فزاے آوردند کہ بعد از گذشتن حیل و ایک پل از شب ہشتم ہفتم شہر لوبر

ہتا ہی ہنین - یہہ حاسد اتبک بیٹھے رہے حضور پرنور سے اونکو کچھہ خیرات عطا نہو ئی -
لاحول ولا قوۃ - اِن حاسدون سے کوئی یہہ تو دریافت کرے کہ کیا تمہارا حضور
پرنور کے ذمہ کچھہ قرض آتا ہے جو حضور پرنور نے ادا نہین کیا - یا تمہارے باپ کا
کچھہ اجارہ ہے کہ جو کچھہ خیرات ملے تمکو ہی ملے کسی اور کو نہ ملے - تم خیرات لینے آئے
یا لڑنے - تم حضور پرنور سے خیرات ہی مانگتے ہو یا کوئی کام جاکری تمنے کی ہے
ارے میان ہزارون لاکہون تمسے فقیر آتے ہین اور جو جسکے مقدر کا ہوتا ہے
لیجاتا ہے تم کس کس کو دیکہکر روؤ گے - اور یہہ سینہ زنی کروگے - پہر تم جیسے حریص
اور خدا فراموش لوگونکا تو کبھی پیٹ ہی نہین بہرتا ہے کوئی کہان تک دیوے - آئے دن
آتے ہو اور لیجاتے ہو پہر بہوکے کے بہوکے - تمکو یہہ تو غیرت ہی نہین کہ ابھی لے گئے تھے
اب ایسی جلدی پہر کس منہ سے - جاوین تمکو اگر عزت ہوتی تو خود اپنے دلین سوچکر
چپ ہو رہتے کہ ہم ابہی لیکر آئے ہین ایسی جلدی کیون جاوین - پہر ایسے نے غیرتون
اور بے صبر ونکا تو یہہ ہی علاج ہے کہ انکی ایک نہ سنئے اور رونے دین - اسمضمون
ہمارے نسبت اونہون نے لکہا ہے کہ انہون نے کسی سلاطین تیموریہ کو تبرک دیا نہ خلعت
زیب جسم کرایا انکا حق سوائے ریوڑی - مالیدہ - گزی و پیسہ کے - اور کچھہ نہین
اسکا جواب ملاحظہ فرمائی -

اکبر نامہ صفحہ ۲۳۲

شرایط زیارت تقدیم رسانیدہ روز اول مبلغ دہ ہزار روپیہ (اکبر شاہ بادشاہ) مجاوران
بقعہ شریف و خدام آستانہ رفیع عنایت فرمودند -

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد میلش اندر طعنہ پاکان برد

جواب ترکی بہ ترکی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جواب اطلاع قاضی منیر الدین و شفیع حسین

جو حمید الدین دہلوی کے نام سے ہماری برائی میں انہوں نے چھپوا کر تقسیم کی ہے
حضرات ناظرین اس بحث میں ہمکو معذور خیال فرماویں کہ ابتدا ہماری طرف سے
نہیں - دوسرے ہمنے ان حاسدین کا کچھہ نقصان نہیں کیا - بے وجہہ ہمسے یہہ لوگ الجھے ہیں
اور ناحق ہمسے تکرار شروع کردی ہے - جب اسقدر انہوں نے زیادتی کی تو کیونکر
خاموش رہا جاوے - سبب اس حسد کا یہہ ہے کہ حضور پر نور رشید کالعالی استحانی نے
درویش نوازی و سادات پروری فرما کر ہمارے ہاتھ سے تبرک و خلعت
حضرت خواجہ غریب نواز کا بعد ملاقات و اعزاز کلیا کے قبول فرمایا اور دو ہزار روپیہ ہمکو
عنایت فرمائے - یہہ حضور پر نور کا فیض اور بخشش ہے ورنہ کچھہ ہمارا دعوی تو

قطعہ تاریخ طبع احسن السیر مولفہ منشی محمد اکبر جہان صاحب متخلص شگفتہ از تصنیف عاصی پرمعاصی حافظ غلام احمد فرغی ولد شیخ غلام منصور صوبہ دار اجمیر متوسل ریاست بھوپال متوطن الور بتجارہ ذبیحہ ہو لوے تجف علیخان تجف

منشی نامور شگفتہ کہ ہست … خوش سیر باکمال و نیک سرشت
کرد تالیف نسخۂ بہ سیر … حال اجمیر اندران بنوشت
ہم رقم زد بطرز شائستہ … حال و قال جناب خواجہ چشت
طبع در مطبع مفید عام … گشت و گردید ہمچو باغ بہشت
سال طبعش فرغی خستہ … طبع شد نسخۂ نفیس بہشت

قطعہ تاریخ سید شاہ محمد اکبر ابو العلائی داناپوری

خوب چھپی واہ یہ تاریخ واہ … نسخۂ اکسیر ہدایت ہے یہ
صوفی صافی شہ اکبر جہان … آپ ہی کی ساری کرامت ہے یہ
ہے لب اکبر سے یہ تاریخ طبع … مشعل راہ حقیقت ہے یہ
۱۳۰۰ھ

قطعہ تاریخ شیخ ریاض الدین اکبری ابو العلائی اکبر آبادی مرید حضرت سید محمد اکبر ابو العلائی

چو شد طبع این نسخہ با حسن و زینت … نگہدار دش حق ز عین الکمال
پئے سال طبعش بدل بود فکرے … ز پیر خرد ہم نمودم سوال
ندا آمد این از زبان دلم … زہے ذکر اجمیر پاک ای ہلال
۱۳۰۰ھ

اجمیر تک صاحب اختیار و اقتدار رہے کپتین چانما بیان کرتا ہے کہ راجہ اجمیر
نے اونکو ایسا مطیع کیا کہ اجمیر کی گلیونمین پانی بھرنے لگے ۱۷۲۵ء مین بہ سبب پناہ
دینے دیوسنگہ ٹہاکر فراسولی کے راجہ سوائی جے سنگہ والی جیپور نے میرونپر
حملہ کیا مگر اونکے مطیع کرنے مین وہ کامیاب نہوسکا ۱۷۵۴ء مین مہارانا ے
اودے پور نے ہتون کے قلعہ پر ایک فوج بہیجی ٹہاکر بدنور اور سلطان
سنگہہ ٹہاکر سعودہ اس فوج کے ساتہہ گئے میر لوگ بمقابلہ پیش آئے اور
ٹہاکر سعودہ مارا گیا وہ مہم بہی ناکام رہی ۱۷۸۸ء مین بجے سنگہ جودہپور
کے راجہ نے چانگ کے قلعہ پر فوج بہیجی اس فوج نے بہی میرون سے شکست
کہائی ۱۸۰۰ء مین پہلے مرہٹونکے سردار سیواجی نانا صوبہ دار اجمیر نے جہاگ
اور شام گڈہ والون سے لڑائی کی الا کچہہ حاصل نہوا ۱۸۰۱ء مین بالا راؤ
صوبہ اجمیر نے ساٹہہ ہزار فوج سے مگرہ پر حملہ کیا اس موقع پر کل علاقہ مگرہ کے
باشندے میر میرات اور راوتون نے اتفاق کرکے بالا راؤ کی فوج پر حملہ
کیا اور اوسکو شکست دی قریب ۱۸۱۰ء کے محمد شاہ خان اور راجہ بہادر نے
جو امیر خان والی ٹونک کے امیرون مین تہے باشارہ راجہ مان سنگہ یا بطور
خود فوج لیکر جہاگ پر گئے ان سردارون سے بہی کچہہ نہوسکا اور آخر وہ اپنی
فوج وہان سے لیگئے ۱۸۱۶ء مین فوج رانا بہیم سنگہ کی برار پر آئی یہہ مہم بہی
ناکام رہی اور رانا کی فوج بڑا نقصان اوٹہاکر واپس گئی اس لڑائی مین بگسین
بہگوان پورہ کا مارا گیا۔ شروع ۱۸۱۸ء مین سپاہ سرکار انگریزی زیر حکومت
خاص جنرل سر ڈیوڈ اختر لونی جسمین آٹہہ رجمنٹ پیادونکی اور ایک سوارونکی
اور توپ خانہ جنگی سے راجپوتانہ مین داخل ہوئی خاصکر واسطے پریشان کردینے
امیر خان کی فوج کے امیر خان نے قبل ازین اپنے واسطے سرکار انگریزی سے

انتظام کیواسطے جناب مسٹر وایٹ صاحب بہادر سپرنٹنڈنٹ پولیس مقرر ہوئے
اور سنہ ۱۸۸۲ع مین اجمیر سے مالوہ ریلوے جاری ہوئی سنہ ۱۸۶۱و۶۲ع مین آگرہ سے
اجمیر تک اور اجمیر سے ڈیسہ تک تار برقی لگانیکی تجویز ہوئی فروری سنہ ۱۸۶۴ع
مین آگرہ سے بہرت پور تک تار طیار ہوا اور جون مین بہرت پور سے جے پور ہوکر اجمیر
تک اور ستمبر مین اجمیر سے ڈیسہ تک ختم ہوگیا۔

مگرہ میرواڑہ

میرواڑہ کہ جسکو ملک راجپوتانہ مین قوم میر کی ولایت کہنا چاہیے اور یہی وجہ
تسمیہ اس ضلع کی ہے ایک پہاڑی ملک ہے بہت سے متوازی سلسلہ پہاڑونکے
اسمین شمال و مشرق سے جنوب و مغرب کو چلے گئے ہین چڑہالی اور دیور سے
لیکر اودتا مارواڑ تک پہاڑی پر پہاڑی اور پہاڑ پر پہاڑ نظر آتا ہے یہہ
سرزمین اصلی باشندگان سے معمور و آباد ہے سرکار دولتمدار انگریزی کی
عملداری سے پہلے باشندے وہانکے وحشیانہ حالت آزادی مین زندگی
بسر کرتے تھے نہ کسی کی اطاعت کرتے اور نہ کسی کو حاصل دیتے تھے رات دن لوٹ
مار کرتے رہتے تھے اگرچہ میر لوگ اپنے آپکو پرتھی راج چوہان راجہ اجمیر کی نسل
مین تبلاتے ہین مگر تواریخون سے ثابت ہے کہ پرتھی راج سے آٹھہ پشت پہلے
بھی میر لوگ پہاڑونمین بستے تھے بلکہ راجہ بیسلدیو کے وقت مین راجہ منڈور سے
جو جودہپور سے تین کوس اب ویران ہے وہان آگے بہت بڑا راج تنور کا تھا
اوسی کو غارت کرکے مارواڑ مین راٹھور نے اپنا راج قایم کیا میرون نے بڑے
بڑے مقابلے کیے اوسوقت پرتھی راج کا نام و نشان بھی نتھا الغرض یہہ
پہاڑی لوگ قدیم سے لوٹ مار اور شرارت کے مشہور اور عہد بیسلدیو راجہ

ہونے سے اب بہت آبادی بڑہ گئی ہے شہر کے اندر ترپولیہ دروازہ سے مدار
دروازہ تک فرش سنگین بنایا گیا شب کو تمام شہر کے بازار اور گلی کوچون مین
لالٹینین روشن کیجاتی ہین جس سے اور بہی رونق اور روز بروز آبادی
بڑہتی جاتی ہے ؀

مئو کالج اجمیر

اس تعمیر کیواسطے پہلے میجر والٹر صاحب نے ۶۸ و ۱۸۶۹ء کی رپورٹ مین تحریک کی
اور اونکی رائے کو حکام والامقام نے پسند کیا اور وقت تشریف آوری لارڈ
مئو صاحب بہادر ویسرائے و گورنر جنرل کشور ہند نے ۲۲ اکتوبر سنہ ۱۸۷۰ء کو بمقام
اجمیر دربار کیا اور راجپوتانہ کے اکثر رئیسون کے اجتماع کو موقع غنیمت سمجھکر اس
مدرسہ کے مقرر کرنیکی تجویز فرمائی حسب الارشاد صاحب موصوف مبلغ چہ لاکہ
اکتیس ہزار روپیہ چندہ کا مدرسہ مذکور کے واسطے فراہم ہوا اور بہی اکثر
رئیسون نے اپنی اپنی ریاست کے طالبعلمون کی سکونت کیواسطے مکانات تعمیر
ہونیکا حصہ ادا کیا۔
یکم اگست سنہ ۱۸۷۵ء کو ریلوے سڑک اجمیر سے آگرہ تک جاری ہوئی اگرچہ اس سڑک
کا عرض ایسٹ انڈیا کمپنی و سندہ پنجاب و دہلی ریلوے وغیرہ ہندوستان
کی اکثر سڑکون کے عرض سے کم ہے اور موافق کمی عرض سڑک کے گاڑیان اور
اسٹیشن وغیرہ تعمیرات بہی چہوٹی ہین اسی باعث سے بہ نسبت عریض سڑک کی
گاڑیون کے یہہ ریل کم تیزی سے چلتی ہے اور اوتنی گنجایش بہی نہین تاہم
مال و مسافر باسانی تمام و آسایش اپنی منزل مقصود کو پہونچ جاتے ہین سنہ ۱۸۷۴ء
مین جب ریل کی آمدرفت جاری ہوئی اسٹیشنون اور سڑکون کی حفاظت

کنوئین بنوائے گئے ہزار شاخ آہو جو مدت العمر مین شکار کیے تھے منارون کی چوٹی پر لگائے گئے تاکہ عالم مین یادگار رہین میل شاخ اوسکی تاریخ ہے اوسوقت سے بادشاہی انتظام واسطے مصارف درگاہ کے ہوا جب جہان آرا بیگم بنت شاہ جہان زیارت درگاہ کو آئین اونہون نے اپنے اکثر ملازمین کو آستانہ مین نذر کر دیا چنانچہ حافظ خطیب مولود خان فراش باورچی چراغچی وغیرہ اوسوقت کے اہل فرمان ہین کہ اولاد اونکی ابتک اپنے اپنے کار خدمت پر مامور ہے بعض فرامین شاہی جو راقم نے دیکھے اونمین خانقاہون کا ذکر اور اونکے مصارف کیواسطے دیہات مقرر کرنے کا مضمون درج ہے مگر اب اون خانقاہون کا پتا تک معلوم نہین صرف ایک خانقاہ عقب مجلس خانہ جسکا بیان باب اول مین ہو چکا موجود ہے

فصل پانچوین

محمد شاہ بادشاہ کے عہد سے بسبب ضعیف ہو جانے سلطنت کے اس شہر کی آبادی گھٹنی شروع ہوئی یہانتک کہ مرہٹون کی عملداری مین محلہ کے محلے اور کوچہ کے کوچے ویران تھے جب ۱۸۰۳ء مین سرکار دولتمدار انگلشیہ کا یہان عمل ہوا اوسوقت سے یوماً فیوماً آبادی بڑہنی شروع ہوئی چنانچہ فصیل سابق کے اندر اندر تھوڑے ہی برسون مین جو جو مقامات ویران تھے اونمین لاکھون روپیہ کی لاگت کی عمارتین ستہری بنگئین واسطے گنجایش کے شہر پناہ جدید بیرون کی دروازہ جو اب ڈگی دروازہ کے نام سے معروف ہے ۱۸۲۸ء مین بنا اوسکی شروع ہوئی اور ۱۸ اکتوبر ۱۸۳۱ء کو بنکر طیار ہوئی اوس حصہ مین بخوبی آبادی اور رونق ہو گئی شہر کے شرقی اسٹیشن ریلوے اور میو کالج اور مہاراجگان جیپور و جودہ پور و بھرت پور و الور متعلقہ میو کالج اور نیز اور کوٹھیون کی تعمیر

تمام عمر کسی کار و نگار نہ کیا استغنائی مزاج پر بہت تھی علم جفر مین اپنا نظیر نہین
رکھتے تھے کیمیا ریمیا سیمیا مین بڑا دخل تھا کسی نے اگر کوئی تعویذ یا نقش چاہا تو اونکا
پندرہ کا نقش لکھ دیتے اونکے عامل معلوم ہوتے تھے باقی **حضرت مولانا**
قطب الدین آپ حضرت مولانا فخر الدین علیہ الرحمۃ کے فرزند ارجمند
ہین حضرت ممدوح کے بعد مسند خلافت پر متمکن رہے شہر محرم الحرام
سنہ ۱۲۰۰ ہجری مین عالم فانی سے ملک بقا کیطرف رحلت فرمائی حضرت خواجہ
قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کے جوار مین آسودہ ہین **حضرت حاجی**
غلام نصیر الدین آپ حضرت مولانا قطب الدین علیہ الرحمۃ کے فرزند ارجمند
ہین مجاہد آپکے اوس سے کہین زیادہ ہین جو لکھنے مین آوین ابو ظفر سراج الدین
محمد بہادر شاہ بادشاہ دہلی نور اللہ مرقدہ آپکے مرید اور خلیفہ تھے تمام سلاطین
اور جمیع امراء عظام آپکی آستانہ بوسی کو سعادت ابدی سمجھتے تھے آخر سنہ
ہجری بارہ سو اڑسٹھ مین آپنے رحلت فرمائی انا للہ وانا الیہ راجعون مزار
مبارک قطب صاحب کی درگاہ مین زیارتگاہ خلائق ہے انتظام درگاہ شریف
عہد سلاطین غوری کے انتظام کا حال تو کسی تحریر سے ظاہر نہین ہوتا کہ اوسوقت
درگاہ شریف حضرت خواجہ بزرگ رضی اللہ عنہ کا کیونکر انتظام تھا خاندان
تیموریہ مین چونکہ جلال الدین محمد اکبر کو کمال درجہ کا اعتقاد حضرت خواجہ بزرگ کا
سے تھا ملا عبد القادر بدایونی جو اوسوقت مین پیش امام اکبر کے تھے لکھتے ہین کہ
ہر سال بادشاہ نے عقیدت سے شہر اجمیر کا کہ بلدہ طیبہ و تربت بزرگوار اونکی
مین واقع ہے آنا مقرر کیا اسلئے آگرہ سے منزل اجمیر تک عمارت محلات عالی اور
قصرہائے رفیع و وسیع منزل بمنزل تعمیر کرائے اور ہر ایک فرسخ پر ایک ایک منارہ
آگرہ سے لاہور تک بنوائے چنانچہ یہی منارہ اور چاہ و سرائے بنے ہوئے ابتک باقی ہین اور

اپنے والد کے تہا اجمیر شریف سے چالیس کوس سمت جنوب ایک موضع بہلواڑہ کے
نام سے معروف ہے کہ وہ منزل اخیر تہی پہونچے ہنوز دروازہ سے تہوڑے فاصلہ
پر تہے کہ نوبت کی صدا بلند ہوئی آپ نے فرمایا کہ یہہ نوبت شادی کی ہوئی یہان
خوشی ہوگی اوسوقت اس رمز کو مین نہ سمجہا دلمین خیال آیا کہ خدا جانے کیا خوشی
ہوگی جو آپ اسطرح فرماتے ہین القصہ ایک مسجد مین جو صدر قصبہ کے تہی اوترے
چندے وہان مقیم رہے اوسوقت ایک بکری کا بچہ مجہکو لے دیا جب مین سبق سے
فارغ ہوتا اوسکو چرانے چلا جاتا۔ ایک شب وقت نماز عشا کے والد ماجد واسطے
رفع استنجا کے اوترتے تہے کہ زینہ مسجد سے بیر پہسلا مین بہی ہمراہ تہا یاد پڑتا ہے
کہ دو چار زینے مسجد کے باقی تہے کہ آپ نیچے گر گئے تہے دوڑکر سنبہالا تو اچہی طرح
اوٹہہ بیٹہے اور کلمہ لا الله زبان سے نکلا پہر اچہی طرح زینہ پر چڑہتے چلے آئے
اور استراحت فرمائی وقت صبح صادق مجہہ سے پانی طلب فرمایا مین نے حاضر
کیا وہ پانی نوش فرماکر آپنے آرام فرمایا بعد نماز صبح کے کیا دیکہتا ہون کہ آپ
پلنگ پر چادر تانے سو رہے ہین چونکہ یہہ بات خلاف عادت تہی مینے پہلے تو آواز
دی جب جواب نہ ملا تو گوشہ چادر چہرہ سے علحدہ کیا اگرچہ کبہی ایسا سانحہ نہین
دیکہا تہا مگر یقین گزرا کہ آپ نے سفر آخرت کیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ؁
ترسٹہہ برس کی عمر مین ذیقعدہ کی چہٹی تاریخ بروز جمعہ اوس گنج معانی کو زیر
خاک پنہان کیا مادہ تاریخ یہہ ہے۔ مقبول حق وفات یافت (۱۲۶۴ھ) ۔
حلیہ آپکا یہہ ہے۔ اوسط اندام سبز رنگ ریش و بروت سفید مطابق شرع
شریف اور شانہ پر دو زخم شمشیر لگے ہوئے تہے دندان مبارک از حد خوشنما تہے
لباس درویشی پہنے رہتے حقہ سے نہایت نفرت تہی اکثر آردجو مین نمک ملاکر پانی
مین آٹے کو گہولکر پی لیتے نہ اپنی حیات مین کسیطرح کی یگانہ و بیگانہ کو تکلیف دی

ستائیسوین شب کو یہہ عاصی پیدا ہوا چونکہ قبل اسکے والدہ ماجدہ کی پانچ بیٹیان ہو چکی تہی مگر بچپن ہی مین ہی اونہون نے قضا کی لہذا والد ماجد نے میرا نام محمد جنید رکہا اور میری والدہ نے ہمارے خاندان کے بموجب محمد اکبر جہان کہکے پکارا بچپن مین والد ماجد نے بوقت آشنا ہونے زبان کے تسمیہ شروع کرائی اور مسائل ضروری مین مطلع فرمایا اول جو رباعی یاد کرائی یہہ تہی رباعی

گل گفت کہ من مذہب دینی دارم	با روح رسول ہمنشینی دارم
رنگم چو محمد است و بویم چو علی	خلق حسن و خوے حسینی دارم

اور اردو مین یہہ شعر

کہ پوچہینگے بیٹا ترے کام کو	نہ پوچہینگے کچہہ باپ کے نام کو

اور فارسی مین یہہ شعر

تا خاک ترا کوزہ نسازند کلالان	ہرگز بلب لعل نگارے نرسی
کار خود کن کار بیگانہ مکن	در زمین دیگران خانہ مکن

چہہ برس کی عمر مین نام حق اعتقاد نامہ ماقیمان پندنامہ وغیرہ کتب نصائح پڑہ چکا تہا ساتوین سال ولادت کے مجہکو نماز معکوس پڑہائی گئی اور شرف بیعت سے مشرف فرماکے مثنوی شریف کا دفتر اول اور دیوان خواجہ حافظ ردیف الف تک پڑہا دیا جو لطف اور کیفیت اوسوقت مجہکو حاصل ہوتا تہا وہ قابل بیان نہین ہے باپ جیسا مشفق بتانے والا مادر مہربان یاد کرانے والی تمام دن ذات مین تہا اور والدین کا سایہ عاطفت کہیل کود جانتا ہی نہ تہا اگر کہیلنے مین ابتدا سے طبیعت عاشقانہ تہی بقول شخصے - طفلی مین بہی ہم کہیل ہے دیکہا تو صنم کا - نوین برس حضرت والد نے عزم سفر کا کیا اثنائے راہ مین اوسوقت میرکا ب

مین فرماتے کہ والدہ ماجدہ کی خدمت مین بصورت تاہل تصور ہوگا جب
حضرت والدہ ماجدہ یعنی بندہ درگاہ کی دادی صاحبہ نے سفر آخرت کو کوچ
کیا آپ بعمر پنجاہ سالگی تہین اوسوقت سلوک پر جذب طریقت غالب آیا عرصہ تک
اوسی حال مین رہے دنیا و مافیہا سے کچھ علاقہ نہ تہا اوسی حالت مین بمقام
اجمیر شریف واسطے زیارت روضہ شریف حضرت خواجہ غریب نواز کے تشریف
لائے اور درگاہ حضرت برہان الدین قتال مین قیام پذیر رہے یہہ مقام
بہی ہوگا تہا دیکھنے والے کہتے ہین کہ جب ہم آپکے پاس جاتے تو آپکے حجرہ کے
دروازہ کے اندر ایک کالا سانپ جسکی موچہین سفید تہین سوئے آپ کے گرد
حلقہ مارے بیٹہا رہتا اہل محلہ سے جو کوئی وہان جاتا یہہ صورت دیکھکر خائف
ہوتا اور جرات آگے بڑہنے کی نہوتی آپ اونکو بلاتے تو وہ لوگ کہتے کہ حضرت
ہم کسطرح حاضر ہون آپنے افعی کو دربان بنا رکہا ہے آپ اوس سے مخاطب
ہوکر فرماتے کہ ہٹ جا وہین وہ غایب ہوجاتا واللہ اعلم کیا اسرار تہا قصہ مختصر
یہان سے بہ جب ارشاد باطنی حضرت خواجہ بزرگ کے گوالیار تشریف لیگئے اور
زمانہ مین حضرت شاہ خواجہ ابو الحسن صاحب ابو العلائی چھوٹے معروف بہ حضرت
جی کی مجالست مین رہے اور محلہ نور گنج واقع گوالیار حویلی مرزا عزیز اللہ بیگ
مین قیام کیا یہہ حویلی بہی تمام محلہ نور گنج مین بڑی مہیب تہی اور جنات کا
مسکن تہا میری والدہ شریف فرماتی تہین کہ اوسی حویلی مین بعد نکاح آپنے
مجہکو اوتارا تہا درجہ زیرین مین ہم رہتے اور بالاخانہ پر جنات کے قدمونکی
آواز آیا کرتی جیسے متعدد آدمی اپنے مکان مین رہتے اون اور آواز اونکے
آنے جانے کی نیچے آنے والونکو معلوم ہوا کرتے تہی مدت تک اوس حویلی مین
قیام رکہا بعدہ حضرت اجمیر مین حاضر ہوئے سن ہجری بارہ سو چہپن مین رمضان کی

مغفور نے آپکی تربیت کماحقہ کی بعد فارغ ہونے تحصیل کے دستار فضیلت باندھی
گئی اور آپنے محمد ضیاء الحق کے نام سے مخاطب فرمایا جب سے بنام ضیاء الحق معروف
ہوئے چونکہ ابتدائے طبیعت پر ذوق درویشی غالب تھا خلفاء بارگاہ مولانا فخر الدین
رحمۃ اللہ علیہ خصوص مولانا شمس الدین صاحب و مولوی رحیم بخش صاحب و مولانا
نیاز احمد صاحب کے جلسہ مین شریک رہتے بالآخر حضرت مولانا رحیم بخش صاحب نے
خرقہ خلافت سے بارہ سو اکتالیس سال ہجری مین مشرف و ممتاز فرمایا چنانچہ
خلافت نامہ آپکا درج کتاب کیا جاتا ہے و ہو ہذا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد و آلہ و اصحابہ
اجمعین اما بعد یقول و یکتب عبد الضعیف معدن المعاصی مخزن الآثام متمنی
مولانا محمد فخر الدین رحیم بخش غفر اللہ ذنوبہا و ستر عیوبہا لطالب المولی محمد ضیاء الحق
اعلیت اجزت ان اصاحب من مشایخی فی طریقۃ القادریہ و الچشتیہ و النقشبندیہ
والسہروردیہ لارشاد الطالبین الصادقین المعتقدین بشرط العلم والعمل علیہا
و متابعۃ الشرع الشریف و سنت المشایخ قدس اللہ تعالیٰ و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و صحبہ
وسلم [یا رحیم بخش ۱۲۳۸] اللہم اہدنا و ایاکم و الذین معنا و منکم الی صراط المستقیم بحرمۃ
النبی الکریم فی سنہ ۱۲۴۱ ہجری بعد حاصل کرنے خرقہ خلافت

[شہد بذالک — نیاز احمد ۱۲۴۱] [شہد بذالک — نثار احمد]

کے بمقام جے پور بموجب اجازت اپنے پیر و مرشد کے تشریف لائے محلہ چابک سواران
مین ایک برج قدیم ویران پڑا تھا اور اوسمین لوگ کسی جن کا مسکن بتاتے تھے
اور یہی وجہ اوسکے ویران پڑے رہنے کی تھی آپنے اوسکو پسند کرکے قیام
کیا اور اپنی والدہ کی خدمت مین دم آخر تک مصروف رہے ہرچند لوگ
شادی کرنیکو اصرار کرتے تھے مگر چونکہ مزاج پر تجرد غالب تھا آپ اونکے جواب

ہوئے آپکی ہدایت وارشاد سے ایک خلق کثیر بہرہ مند اور سعادت یاب ہوئی
اور یہہ عجب کرامت حضرت کی ذات فایض البرکات سے ظاہر ہوئی کہ آپ کے
خلفا رباصفا اطراف ہندوستان مین باعث نجات سرگشتگان روزگار اور
ہادی گمراہان تبہ کار ہوئے کتاب نظام العقاید اور رسالہ مرجیہ اور فخر الحسن
حضرت کی تالیف سے ہے اور چہار دانگ ہندوستان سے ولایت تک لکہوکہا
آپکے خاندان کے مرید ہین جب سن شریف تہتر تک پہونچا تاریخ ۲۷ جمادی الآخر
کو سن گیارہ سو نناوے ہجری مین عالم بقا کو راہی ہوئے خورشید دوجہانی
آپکی رحلت کی تاریخ ہے مزار آپکا متصل دروازہ چار دیواری مرقد مبارک
حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ کی زیارت گاہ خلایق ہے ۔

احوال حضرت رحیم بخش قدس سرہ

حضرت مولانا رحیم بخش صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ دہلوی موضع غیاث پور مین
جہان درگاہ شریف حضرت مولانا نظام الملتہ والدین حضرت نظام الدین محبوب
آلہی کی ہے رہتے تہے خلفاے حضرت مولانا فخر الدین رضی اللہ عنہ سے ہین بڑے
صاحب کمال تہے اکثر اوقات دہلی مین تشریف رکہتے درس مثنوی مولانا روم
آپکے حلبہ مین ہوا کرتا حضرت مولوی محمد ضیاء الحق دہلوی رحمتہ اللہ علیہ جو ولد
ماجد اس فقیر پرتقصیر کے تہے سنہ ۱۲۰۰ ہجری مین ماہ مبارک رمضان مین
پیدا ہوئے اسلئے اونکی والدہ ماجدہ نے جو قوم سادات سے تہین اپنے فرزند
کا نام رمضان علی کہ اسی نام سے سن ولادت اونکا نکلتا ہے رکہا جب چار
سال چار ماہ چار روز کے ہولئے والدہ شریفہ حضرت موصوف نے مولانا عبد العزیز
صاحب کی خدمت بابرکت مین واسطے تحصیل علم کے بٹہلایا حضرت مولوی صاحب

مخدوم سید محمد گیسو دراز سے ہین اوایل حال مین اورنگ آباد سے دہلی مین وارد ہوئے اگرچہ اول مین فقط تحصیل علوم رسمی مد نظر تہی لیکن چونکہ خواست تقدیر اور مشیت کردگار قدیر یہہ تہی کہ آپکا خاندان ارشاد حقائق معارف کے ساتھہ موصوف ہو حضرت فانی فی اللہ باقی باللہ شیخ کلیم اللہ جہان آبادی قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت مین فایز ہوکر شرف بیعت کے مشرف ہوئے ازبسکہ ذات فایض البرکات اونکی جامع کمالات صوری و معنوی تہی تکمیل علوم ظاہری اور باطنی کی انہین کی خدمت مین کرکے منصب خلافت سے سرفراز ہوئے اور آخر الامر معاودت کی اجازت پاکر اورنگ آباد کو تشریف لیگئے اور سالہا سال خلق کو فیض باطنی کیطرف ہدایت فرمائی تاریخ بارہوین ذیقعدہ سن ہجری گیارہ سو بیالیس مین عالم بقا کو راہی ہوئے مزار مبارک اورنگ آباد مین ہے

فخر الملۃ والدین مولانا محمد فخر الدین علیہ الرحمۃ

آپکے مقامات اور خوارق اور کرامات لاتعد ولاتحصی ہین آپنے پدر والا اقتدار مولانا نظام الدین قدس سرہ کی خدمت مین علوم ظاہری و باطنی کو تحصیل کرکے مرتبہ خلافت حاصل کیا اور بعد اوسکے چند سال نواب نظام الدولہ ناصر جنگ الی حیدر آباد دکن اور ہمت یارخان کی سرکار مین بسر کی آپکے انفاس متبرکہ کی برکت سے بہت سے گمگشتگان بادیہ ضلالت نے راہ ہدایت حاصل کی - ازبسکہ قدیم الایام سے ترک تعلق غالب تہا وہان سے دل برداشتہ ہوکر اجمیر شریف مین تشریف لائے اور چندے مزار مبارک قدوہ واصلان بارگاہ ذوالجلال حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ کی زیارت کے وسیلہ سے قیام اختیار کیا آخر بموجب ارشاد باطنی حضرت خواجہ ممدوح کے دہلی کو تشریف فرما

اور فرمایا کہ حضرت سیدنا ابو العلا اور خواجہ غریب نواز تشریف لائے ہین چالیس
عرس حضرت سیدنا رضی اللہ عنہ کے کئے اور پانچ حج کئے چنانچہ یہ تاریخ حضرت
مولانا محمد سعید صاحب عظیم آبادی نے اس تاریخ مین آپکا مختصر حال لکھا ہے قطعہ

شہ اقلیم عرفان سید پاک ۔۔۔ کہ کردہ پنج حج کعبۃ اللہ
ز ترکیب محمد شد بسجاد ۔۔۔ عیان نام خوش آن شاہ دیجاہ
ہزار و دو صد و سی یک ولادت ۔۔۔ دو شنبہ شب جب بست و یک از ماہ
مہ ذیقعدہ یکشنبہ دہ و چار ۔۔۔ بود روز وفات آن حق آگاہ
سنین عمر آن مقبول باری ۔۔۔ ز سجاد آشکارا گشت دلخواہ
اگر پرسند سال انتقالش ۔۔۔ بگو داخل بجنات النعیم آہ

چوتھے روز حضرت سید محمد اکبر صاحب باتفاق جملہ اکابر شہر سجادہ نشین ہوئے حضرت
شاہ محمد یحیی صاحب ابو العلائی کی تاریخ سجادہ نشینی یہہ ہے ؛

چو شد حامل سر سجاد اکبر ۔۔۔ بجمعی کہ منظور اہل نظر شد
سپردند تسبیح و سجادہ اورا ۔۔۔ مفوض بحقدار حق سر بسر شد
رقم کرد تاریخ یحیی مسکین ۔۔۔ ہمایون پسر جانشین پدر شد
۱۲۹۱ھ

حضرت یحیی مدنی وفات آپکی ۲۸ صفر سن گیارہ سو ہجری مین ہوئی قبر
آپکی مدینہ منورہ مین جنت البقیع کے اندر نیچے روضہ حضرت امیر المومنین عثمان
ابن عفان رضی اللہ عنہ کے ہے **حضرت شیخ کلیم اللہ جہان آبادی**
وفات آپکی تاریخ ۲۴ ربیع الاول ۱۱۴۲ھ ہجری مین ہوئی مزار پر انوار آپ کا
دہلی مین جامع مسجد اور لال قلعہ کے بیچ ہے جسجگہہ پہلے خانم کا بازار تہا **حضرت
شیخ نظام الدین اورنگ آبادی** نسب آپکا حضرت شیخ
ین سہروردی تک پہونچتا ہے زوجہ مطہرہ آپکی زبدہ اولاد حضرت

حضرت سید شاہ خواجہ ابو البرکات قدس سرہ خلیفہ اعظم حضرت
مین بمقام الہ آباد
رکن الدین عشق قدس سرہ سے شرف بیعت حاصل کیا اور پورے چالیس برس
کی عمر مین تارک دنیا ہوئے اور بار اول اوسی سال حج کو تشریف لیگئے اور
دو برس مدینہ طیبہ مین حاضر رہے اور بحکم حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم اجمیر شریف مین حاضر ہوئے اور بہت عرصہ تک حضرت خواجہ غریب نواز
کی حضوری سے مشرف رہے پہر بمقام دانا پور مین آکر خانہ نشین ہوگئے پہر تیسری
حج کو تشریف لیگئے اور عرصہ تک مدینہ طیبہ مین حاضر رہے اور معمول یہہ تہا کہ
شب کو حرم مبارک مین رات بہر مراقب رہتے تہے ایک روز کا واقعہ یہہ ہے کہ
حضرت کی ایک سید صاحب نے مجرد گوشت کی دعوت کی اوس روز حضرت کا
حرم شریف مین حاضر ہونا نہوا شب کو آپنے حضرت سرور عالم کو خواب مین دیکہا
کہ آپ فرماتے ہین کہ اے فرزند تم مدینہ مین گوشت کہانے آئے ہو یا ہمارے
پاس آئے ہو اوسی روز سے آپنے عہد کیا کہ اب گوشت نہ کہاؤنگا چنانچہ پہر عمر
بہر گوشت نہ کہایا اور سال بہر قبل انتقال کے آپنے اپنی قبر شریف کی جگہہ بمقام
پر تجویز فرمائی تہی آٹہہ روز قبل انتقال کے کسی طرح کی علالت نتہی آپنے فرمایا
کہ میرے جد امجد حضرت مرتضی علی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اے فرزند تم کہین
انتقال کرو مین تمہین نجف لیجاؤنگا اور پہر آپنے سید شاہ رضی الدین حسین
...لمہ اپنے برادر زادہ کو بیس روپیہ نقد دیے اور فرمایا کہ یہہ میری تجہیز وتکفین
...خرچ ہے اور یکشنبہ کو آپ دانا پور آجائیگا اور آپ مقام نوآباد اپنے برا...
...زادے جناب شاہ مولوی نصیر الحق صاحب کے یہان تشریف لیگئے اور ...
علیل ہوئے جمعہ کو مکان پر تشریف لائے اور یکشنبہ کے روز مغرب کے ...
بعد ادائے نماز عصر انتقال فرمایا اور پانچ منٹ پہلے انتقال کے کیفیت...

آہ از واقعۂ قبلۂ دینم سجاد ۔۔ شدہ سررشتۂ صبر از کف دل گم
روز خراشیدہ ز اندوہ نوشتم تاریخ ۔۔ سہ ذیقعدہ و یوم احد و چار دہم
۱۲۹۸ھ

جب حضرت سیدنا امیر ابو العلا اکبر آبادی حضرت خواجہ غریب نواز کے حضور مین حاضر ہوئے تو آدہی رات کا وقت تہا دروازہ شریف روضہ مبارک مقفل ہو چکا تہا فوراً قفل زنجیر سے جدا ہو گیا اور آپ داخل روضہ مبارک ہوئے حضرت خواجہ غریب نواز بصورت مثالی جلوہ گر ہوئے اور آپکو عینی توجہ دی اور ایک چیز دانۂ تسبیح کے برابر سرخ رنگ اپنے دہن شریف سے نکال کر آپ کے دہن مبارک مین ڈالدی اور فرمایا کہ میرے بعد یہ نعمت اللہ تعالے نے تمکو عطا کی اسکے محافظ رہنا اور بیعت اپنے چچا امیر عبد اللہ سے کرلو آپنے فرمایا کہ حضرت وہ بزرگ نقشبندی ہین سماع سے احتراز کرتے ہین۔ اور مجھے اب آپکے طفیل سے سماع سے نہایت رغبت ہوگئی ہے آپنے ارشاد فرمایا کہ وہ تمکو اجازت سماع سے کی دیدینگے چنانچہ آپنے چچا صاحب کی خدمت مین آکر شرف بیعت حاصل کی اور اجازت سماع سے بہی مشرف ہوئے یہہ سبب ہے کہ جو ابو العلایہ بزرگوار سماع سنتے ہین چنانچہ حضرت سید شاہ محمد قاسم صاحب جو اپنے وقت مین طریقہ ابو العلایہ کے مجدد ہوئے ہین تمام حالات حضرت سیدنا امیر ابو العلا کے رسالہ نجات قاسم مین مفصل تحریر فرماتے ہین جو آپکے حالات کا شایق ہو اوس رسالہ کو معاینہ کرے ؛

حالات حضرت شاہ حاجی محمد سجاد صاحب ابو العلائی داناپوری قدس سرہ

آپکی ولادت مقام داناپور مین ۱۲۳۱ھ روز یکشنبہ شب دوشنبہ رجب کی ۱۲ تاریخ کو واقع ہوئی چنانچہ مظہر عجایب ۱۲۳۱ھ آپکی تاریخ ولادت ہے۔ ۱۷ برس کی عمر

اور پٹنہ بہار میں بھی ہیں اب جو طریقۂ ابو العلائیہ کے بزرگوار شہر اکبر آباد اور اجمیر شریف اور الہ آباد اور بنارس اور فیض آباد اور لکھنؤ اور عظیم آباد اور دانا پور اور قصبہ کاکو ضلع گیا یہہ مقام قدیم مشایخ کی بستی ہے حضرت سیدنا مخدوم شرف الدین بہاری کے چچا سیدنا حضرت سلیمان لنگر زمین کا مزار اور حضرت بی بی کمال صاحبہ حضرت مخدوم شرف الدین بہاری کی خالہ صاحبہ اور حضرت سلیمان لنگر زمین کی زوجہ کا مزار بھی یہیں ہے سید محمد اکبر حضرت بی بی صاحبہ کی اولاد سے ہیں اور مونگیر اور کلکتہ میں بھی پائے جاتے ہیں اکثر حضرت سید شاہ محمد قاسم اور حضرت سید شاہ محمد سجاد قدس سرہما کے فیض یافتہ ہیں حضرت سید شاہ محمد قاسم صاحب قدس سرہ نے ۱۱ شوال ۱۲۸۱ھ میں وصال فرمایا مزار آپکا شہر منیر حضرت سیدنا احمد یحییٰ منیری کے روضہ میں واقع ہے

قطعہ تاریخ وصال حضرت شاہ محمد قاسم

قاسم کہ بود سید و سالار اہل فقر	رخت حیات خویش زفانی سرا ببست
تاریخ در روز و سال و مہ انتقال او	یوم الخمیس از مہ شوال ہفدہ است ۱۲۸۱ھ

اور حضرت مولانا سید شاہ محمد سجاد صاحب قدس سرہ نے ۴ ذیقعدہ کو ۱۲۹۹ھ روز یکشنبہ شب دوشنبہ کو وصال فرمایا اور مزار آپکا شہر دانا پور میں اپنے جد امجد کے روضہ میں واقع ہوا اب ان دونوں حضرات کے سجادہ سید محمد اکبر خلف حضرت سید شاہ محمد سجاد و خلیفہ حضرت سید شاہ محمد قاسم قدس سرہما ہیں حضرت سید شاہ محمد سجاد صاحب قدس سرہ کا عرس اجمیر شریف میں حضرت خواجہ غریب نواز کے خزانہ سے مقرر ہو گیا اور تاریخ وصال آپکی یہہ ہے۔

قطعہ تاریخ

چالیس مین ہوئی مزار پرانوار آپکا احمد آباد گجرات مین متصل مسجد انصار کے ہے *

حال طریقہ ابو العلائیہ

حضرت سیدنا امیر ابو العلا اکبر آبادی رضی اللہ عنہ کو فیض روحی بحکم حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ حضرت غریب نواز خواجہ خواجگان معین الدین حسن سنجری چشتی رضی اللہ عنہ سے اور بیعت آپکو طریقہ نقشبندیہ مین اپنے عم بزرگوار حضرت سید امیر عبداللہ قدس سرہ سے ہے ولادت باسعادت آپکی سنہ ۹۹۰ ہجری مین قصبہ نریلہ مین کہ شاہجہان آباد سے لاہور کی جانب ایک منزل کے فاصلہ پر ہے واقع ہوئی اور وفات شریف آپکی سنہ ۱۰۶۱ ہجری ۹ ربیع صفر المظفر کو سہ شنبہ کے دن ہوئی عمر شریف آپکی ۷۱ برس کی تہی مزار مبارک آپکا شہر اکبر آباد محلہ وزیر پورہ مین واقع ہے اور حالات آپکے کتاب نجات قاسم مصنفہ حضرت مولانا سید شاہ محمد قاسم صاحب قدس سرہ ابو العلائی داناپوری مین مفصل مرقوم ہے طریقہ آپکا حضرت سید دوست محمد قدس سرہ آپکے خلیفہ اعظم سے جاری ہے اوسکی تفصیل یہہ ہے شجرہ حضرت سیدنا امیر ابو العلا رضی اللہ عنہ کے خلیفہ حضرت سید دوست محمد قدس سرہ آپکے خلیفہ حضرت شاہ محمد فرہاد دہلوی آپکے خلیفہ حضرت مولانا برہان الدین خدا نما آپکے خلیفہ حضرت مولانا رکن الدین عشق آپکے خلیفہ حضرت خواجہ ابو البرکات دیوانوی آپکے چند خلفا خلیفہ اول آپکے حضرت خواجہ ابو الحسن صاحب قدس سرہ آپکے خلیفہ تہے اور چہوٹے صاحبزادے حضرت سید شاہ فخر الدین حسن عظیم آبادی حضرت مولوی تراب علی اور حضرت مولانا سید شاہ محمد قاسم صاحب داناپوری اور حضرت مولانا حاجی الحرمین الشریفین حضرت شاہ محمد سجاد صاحب داناپوری یہہ دونون حضرت حقیقی بہائی ہین

چو تاریخ فوتش بجستم زغیب | ندا داد ہاتف شہنشاہ دین

حضرت شیخ نصیر الدین محمود - آپ بڑی اولیاء اللہ مین سے ہین اور حضرت
نظام الدین اولیا محبوب الٰہی کے خلیفہ اعظم تھے اور روشن چراغ دہلی آپکا لقب
ہے کہتے ہین کہ حضرت عبداللہ یافعی نے حضرت مخدوم جہانیان سے طواف کعبہ
مین پوچھا تہا کہ دہلی مین اب کون بزرگ ہے مخدوم صاحب نے جواب دیا کہ
اس زمانہ مین شیخ نصیر الدین محمود ہے دہلی کا چراغ روشن ہے جب سے
آپکا لقب روشن چراغ دہلی ہوگیا روز جمعہ اٹھارہوین رمضان المبارک
سنہ ٧٥٧ ہجری مین آپکا وصال ہوا سواد دہلی مین آسودہ ہین حضرت
شیخ کمال الدین علامہ آپکی وفات تاریخ ٢٧ ذیقعدہ سن ہجری
سات سو چھپن مین ہوئی آپکا مزار مبارک دہلی مین اپنے مرشد کی خانقاہ مین ہے
حضرت شیخ سراج الدین وفات آپکی تاریخ چھبیسوین جمادی الاول
سن آٹھ سو سترہ مین ہوئی مزار آپکا پیران پٹن مین ہے حضرت شیخ علیم الدین
وفات آپکی ٢٦ ماہ صفر کو ہوئی قبر آپکی پیران پٹن مین ہے حضرت شیخ محمود
وفات آپکی تاریخ بائیسوین ماہ صفر سنہ ٩٠٠ ہجری مین ہوئی مزار آپکا پیران پٹن
مین ہے حضرت شیخ جمال الدین آپ نے بیسوین ذالحجہ سن نو سو
چالیس ہجری مین ملک بقا کو رحلت فرمائی قبر آپکی بلدہ چانپانیر مین ہے قریب
احمد آباد کے لیکن بعض کتاب مین لکھا ہے کہ آپ احمد آباد مین آسودہ ہین حضرت
شیخ حسن محمد وفات آپکی ٢٩ ربیع الآخر کو اور ایک یہہ بھی روایت ہے کہ
اٹھائیسوین ذیقعدہ سن نو سو بیاسی ہجری مین ہوئی قبر آپ کی احمد آباد گجرات
مین دروازہ کے باہر مسجد انصار کے قریب ہے حضرت شیخ محمد وفات آپکی
اٹھائیسوین ذیقعدہ اور ایک روایت ہے ٩ ربیع الاول سن ہجری ایکہزار

آپکا جوار دہلی مین زیارتگاہ خاص و عام ہے **حضرت شیخ فرید شکر گنج**
مرید اور خلیفہ حضرت قطب الاقطاب کے اپنے عہد مین اعظم واصلین حق سے
تھے آپکا سلسلہ نسب شریف فرخ شاہ عادل بادشاہ کابل تک منتہی ہوتا ہے
کمالات آپکے اوس سے سوا ہین جو بیان مین آدین روز شنبہ پانچوین محرم
۶۶۹ھ ہجری زمانہ سلطنت غیاث الدین بلبن مین یاحی یاقیوم کہتے ہوئے
ان کو ساتھہ جان آفرین کے تسلیم فرمائی عمر شریف آپکی پچانوے سال کی تھی قصبہ
پٹن واقع پنجاب مین مدفون ہوئے کبھی کبھی فکر شعر وسخن فرماتے تھے یہ شعر آپکا

ہچو مرغ نیم بسمل بر درت	در میان خاک وخون پر میزنم

حضرت شیخ نظام الدین اولیا اجداد بزرگوار آپکے بخارا شریف
تھہ سلسلہ نسب آپکا بقول اکثر مورخین کے امیر المومنین حسین ابن علی علیہ السلام
تک منتہی ہوتا ہے روز آخری چارشنبہ ۲۷ ماہ صفر ۶۳۵ھ ہجری کو بعد طلوع
آفتاب کے قصبہ بدایون مین پیدا ہوئے اور سن تمیز کو پہونچکر بدایون مین
تحصیل علوم رسمی کیا چونکہ مباحثہ علوم مین ہر شخص پر آپ غالب آتے تھے نظام محفل
سے مشہور ہوئے بیس برس کی عمر مین معاملات دنیا سے ہاتھہ کھینچکر طرف قصبہ
پٹن کے گئے اور وہان حضرت شیخ فرید الدین شکر گنج سے مستفیض ہوکر مدت
تک آپکی خدمت مین حاضر رہے بعد اسکے دہلی کو مراجعت فرمائی آپکو شعر وسخن سے
بہت شوق تہا یہہ بیت آپکے نتائج طبع سے ہے **ع**

از تو نتواند برید ن کس بآسانی مرا	گر نمیدا ند کسے آخر تو میدا نی مرا

جب سن شریف آپکا نواسی برس کا ہوا ربیع الآخر کی اٹھارہوین تاریخ ۷۲۵ھ
مین وفات فرمائی جوار دہلی مین مدفون ہوئے تاریخ آپکے وفات کی یہہ ہے

نظام دو گیتی شہ ماؤطین	سراج دو عالم شدہ بالیقین

سیدنی ہزار ہار روپیہ علی قدر حیثیت خرچ کرتے ہین اور نذرانہ مین ہر چیز تحفہ
حضور مین نذر جمین نصف نذرانہ حق دیوانجی صاحب سجادہ نشین کا ہوتا ہے
اور نصف حصہ کو خدام تقسیم کرتے ہین ؛

فصل چوتھی

واضح ہو کہ خاندان چشت اہل بہشت مین بعضے اولیار اللہ تو ایسے گذرے کہ
اونکو رتبہ بادشاہت صوری و معنوی حاصل تہا اور ہزارون اولیا اللہ ایسے
ہوئے کہ کتابین کی کتابین اونکی کرامات اور مجاہدات سے بہری ہوئی ہین۔
لہذا تبرکاً مختصر حال اون بزرگوارون کا جو بعد حضرت خواجہ بزرگ کے وقتاً فوقتاً
زیب مسند ہدایت و ارشاد رہے بیان کیا جاتا ہے ؛

حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین رحمتہ اللہ علیہ

خواجہ قطب الدین بن کمال الدین بن احمد بن موسیٰ اوشی اعظم خلفار حضرت خواجہ
بزرگ سے ہین اوش ایک قصبہ کا نام ہے توابع ماورالنہر سے اور بعضے کہتے ہین
دیار فرغانہ کے متعلقات سے ہے لقب آپکا بختیار کاکی تہا اپنے وقت کے قطب
عالم اور پیشوائے بنی آدم تہے مدت تک اجمیر شریف مین ریاضت اور مجاہدہ
مین مستغرق رہے آخر حضرت خواجہ کے ارشاد کے موافق آپنے دہلی کا قیام اختیار
فرمایا عرصہ تک مردمان دیار و امصار کو آپ سے فیض باطنی حاصل ہوتا رہا
جب سن شریف چونسٹھہ سال اور دوسری روایت سے پچہتر سال کو پہونچا
زمانہ سلطنت سلطان شمس الدین التمش مین روز دوشنبہ چودہوین تاریخ
ربیع الاول سن ہجری چہہ سو تینتیس مین آپنے وفات فرمائی مزار پر انوار

آسمانِ نہم نثارش باد   سرمہ در چشم من غبارش باد
کوہ اجمیر تاج طور از تو   اے بچشم کلیم نور از تو
شد مطاف ملک احاطۂ نور   ہست جاروب کش زگیسو حور
بہر دیدار جہالرا کوثر   نیز ندر وز و شب بساحل
چشم نم ہست چون چہ زمزم   دار وش عشق جہالرا غم
دیگ تو رشک خوان ابراہیم   ہمچو انعام حق کند تقسیم
جالیۂ پاک روضہ ات شاہا   دل من کرد چاک از صد جا
اے بر و مرہم از عنایت نہ   بندۂ خویش را بشارت دہ
زن و فرزند خویش واخوانم   من از انہا سلام میخوانم
السّلام اے حبیب خاص خدا   السّلام اے ولی ہر دوسرا
السّلام اے فروغ دین نبی   السّلام اے بہار باغ علی
السّلام اے نسیم باغ حسن   السّلام اے می ایاغ حسن
نور چشم شہید بر تو سلام   بے عدیل و ندید بر تو سلام
جان زین العباد بر تو سلام   دل فدا یتو باد بر تو سلام
السّلام اے دلم اسیر تو باد   شرف خطرہ ام ضمیر تو باد
السّلام اے گرہ کشای جہان   السّلام اے رفیق بے وطنان
السّلام اے ودائے درد دلم   الفت تو خمیر آب و گلم
جان اکبر نثار گنبد تو   محسن من فدائے مرقد تو
نام و ززندن

"اصن بازار پیش درگاہ دور ویہ دو کانات کے آگے دوکانین لگ جاتی ہین تمام
شہر مین خلقت کا ہجوم رہتا ہے۔ غدر سن ستاون عیسوی سے پہلے میدنی کثرت
اتی تہی بعد غدر کے چند سال تک کم آئی وجہ اسکی بربادی خلق اللہ تہی۔ ابل

روضہ شریف کے شرقی جنوبی صحن مین چلنے درخت ہین اونمین عوام لوگ ڈوریان
آکر لٹکے ہوئے کوئی ہاتھہ ڈوریون سے باندہے کھڑا ہوا ہے کوئی پیرونکو
باندہے ہوئے بیٹھا کوئی اولٹا لٹک رہا کوئی گلا باندہے ہوے اپنی مراد مانگ رہا
ہے ع فکر ہرکس بقدر ہمت اوست ؛ غرض چھہ دن تک ہر ایک مقام پر ایک
نیا تماشا اور قدم قدم پہ ایک عجیب رولا ہوتا ہے - اوسی کیفیت مین بعض اہل
باطن درگاہ شریف کے اندر اور بعض باہر سرنگون خاموش بیٹھے رہتے ہین
چنانچہ عرس شریف مین دور دور کے صاحب کشف وکرامات حاضر ہوتے ہین
ایک صاحب سید محمد اکبر صاحب ابوالعلائی خلف حضرت مولانا حاجی حرمین
شریفین مولوی محمد سجاد قدس سرہ کے ہین ہر سال واسطے زیارت کے داناپور
واقع عظیم آباد پٹنہ سے تشریف لاتے ہین چنانچہ اونکی تصنیف سے ایک سلام
اس مقام پہ لکھا جاتا ہے جو حالت ذوق وشوق مین اونہون نے عرض کیا
ہے وہو ہذا :

سلام حضور خواجہ غریب نواز

خواجہ خواجگان عرش مکان	بادشاہ زمین وفخر زمان
یا معین الغیاث کن مددم	دہ رہائی مرا ز بخت بدم
تو معینی معین ما باشی	دستگیرم پئے خدا باشی
نروم من ز درگہت محرومم	خاک روب در تو قیصر رومم
درگہ تو امیدگاہ من است	بندگی تو عز وجاہ من است
طوطیائے من است خاک درت	اے دل وجان من فدا است
قبہ روضہ ات دل عرش است	نور چشم ملک در ان فرش است

زرتاب فرش نہایت پاکیزہ اور مصفا بچھا ہوا استادون کے قریب چاندی
کی انگیٹھیان جنمین اگر اور عود سلگتا ہوا دماغ کو معطر کر دیتا ہے اگر دائیون کے
قریب مرزنگیان سرخ سبز شربتی نزاکت کی بہری روشن جہاڑ فانوس ہانڈی
کنول وغیرہ سے مجلس خانہ رشک گلشن بہر رات گزرے اس مقام پر محفل سماع
یعنی قوالی کا جلسہ ہوتا ہے ہزارہا آدمی وارد وصادر و اہل شہر کیفیت محفل
کی دیکھتا ہے ہزارون درویش سیکڑون مشایخ اس محفل قدس منزل مین
حاضر ہوتے ہین کٹہرے کے نیچے جو روضہ شریف کے اندر درجہ اول مین جانیکا
راستہ ہے اوسمین خاص وعام کی کشمکش سے شانہ سے شانہ چہلتا ہے نسیم و
صبا کو بہی سیدہا راستہ نہین ملتا ہے ہر صحن مردوزن سے بہرا ہوا جا بجا
مہندیونپر روشنی کا جوبن کٹہرہ کے قریب حوض مین مدار کے جلالے فقیرون
کی دہوم دہام خلقت کا اژدحام علاوہ انکے جس کسی طوایف نامی کو ناچنا گانا
منظور ہوتا ہے وہ حوض کے اندر ناچتی ہے گراوسکے اور بہی طایفہ دس بیس
جنکی پوشاکین نہایت عمدہ ونفیس حوض کے کنارونپر بیٹھہ جاتے ہین مردمان
رقص پسند نغمہ دوست اون کے آس پاس کہڑے ہوئے تماشا
دیکھتے ہین سنہلی دروازہ کے برابر فقیر زادون کا مجمع گرزمار دنکی صدائین
اور طرح طرح کی ضربین لگانا عجب لطف دکہلاتا ہے دورویہ دوکانہار
کافروش حلوائی تنبولی فالودہ ساز ہر ایک کی جدی جدی خوشنما آواز دوکانون
مین ہر شے افراط سے دہری ہوئی خوانچہ کے خوانچہ بہرے ہوئے بیچتے ہین روضہ
عالی کے روبرو ہزارون میواتی مردعورت شام کے وقت اپنے اپنے ہاتھونپر
گہی کے چراغ روشن لئے ہوئے بتیرون کے روبرو دس دس پانچ پانچ
الغوزے لئے ہوئے اپنی بولی مین حضرت خواجہ بزرگ کی صفت وثنا کرتے ہین

دی ہین آخر شب کو وہ آواز ساکت ہوئی جب وقت نماز کا ہوا ہر چند دستک دی جواب نہ ملا ناچار دروازہ کھولا اور دیکھا کہ حضرت خواجہ واصل بحق ہوئے اوس رات کو چند کس اولیا اللہ نے حضرت شاہ رسالت علیہ الصلواۃ والتحیت کو خواب مین دیکھا کہ فرماتے ہین ہم آج کے روز واسطے استقبال محبوب اللہ معین الدین کے آئے ہین ہر سال رجب کی چاند رات سے چھٹی تاریخ تک ایکا عرس ہوتا ہے اکثر ملکون سے زن و مرد امیر و غریب سیدنی کے ہمراہ چلتے ہین چاند رات کے دن اکثر ملکون سے سیدنی اجمیر مین آپہونچتی ہے بیوپاری بھی اس میلہ مین دور دور سے آتے ہین اور اقسام اقسام کی چیزین لاتے ہین بہ نسبت اور قومون کے میواتی لوگ بیشتر آتے ہین جوکیان بھرتے ہین نذرین چڑہاتے ہین غرضکہ چھہ دن تک تمام شہر مین خلق کا انبوہ اسقدر رہتا ہے کہ کان پڑی آواز سنی نہین جاتی۔ درگاہ شریف مین رویت ماہ سے محفل وجد و حال منعقد ہوتی ہے جو ابتدا رشب سے انتہاے رات تک رہتی ہے یہہ کیفیت ہوتی ہے کہ مجلس خانہ کے انتہاے صحن پر یعنے درجہ دوم کے پیش دالان سرخ سبز کٹھرا چوبی لگا دیا جاتا ہے اور اوس صحن مین دل بادل ڈیرہ استادہ کرکے بیچ مین قمقمہ اور پہولون کے ہار لٹکا دئے جاتے ہین چارون گوشو نپر چار چوبین نہایت بلند جنکا نام خواجہ بخش قطب بخش میران بخش مدار بخش ہے ڈیرہ کے نیچے لگا کر گرد اونکے کئی ڈورین کہینچ کر اوسپر قندیلین اور لالٹینین روشنی کی برابر برابر لگا دیتے ہین چنانچہ ایک ہزار قندیل ہر شب کی روشنی کے لئے مقرر ہین ہر قندیل پر سرخ سبز غلاف چڑھے ہوئے بتون پر پہولون کے ہار پڑے ہوئے عجب جوبن اور بہار دیتے ہین اس دل بادل ڈیرہ کے نیچے یعنے مجلس خانہ کے آگے ایک بوقلمون نگیر اچاندی کے استادون پر کھڑا کیا جاتا ہے زیر شامیانہ

بادشاہ نے مشایخین اور علمار وقت سے تصدیق اس امر کی طلب کی شیخ حسین
ناگوری اور مولانا رستم اجمیری کہ علمار عصر اور قرار اجمیر سے تھے مع علمار دیگر کے مقرر ہوئے
کہ شیخ بایزید فرزندون شیخ قیام الدین بن حسام الدین بن شیخ فخر الدین تھے حضرت
خواجہ معین الحق والملتہ والدین سے ہین - شیخ حسین ناگوری نے فرزندان شیخ
بایزید سے نسبت خویشی کی کری انہین شیخ بایزید کے بارہ مین اختلاف الاقوال
ہوکر ثبوت نسبت اولاد حضرت خواجہ کے ہوا ہے واللہ اعلم بالصواب والیہ
مرجع والمآب سجادہ نشین حال شیخ دیوان غیاث الدین علیخان ابن دیوان
سراج الدین علیخان ہین جنکو سن ستر عیسوی مین سرکار انگریزی سے شیخ المشایخ
کا خطاب ملاہے ابہی نوجوان ہین امید کیجاتی ہے کہ اپنے بزرگونکا طریقہ حاصل کرین
کتاب اخبار الاخیار مین اور دوسرے ملفوظات حضرت خواجہ مین لکہا ہے کہ آپ
کی وفات کے بعد پیشانی نورانی پر بخط سبز یہہ عبارت لکہی ہوئی تہی ہذا حبیب اللہ
مات فی حب اللہ - اور دوسری روایت پر یعنے اگر ولادت سن پانسو ستائیس
فرض کیجاوے تو عمر آپ کی ایک سو چہہ سال کی تہی اور ایک یہہ بہی روایت ہے
کہ سن ہجری چہہ سو تیس مین پیر کے دن تاریخ چہٹی ماہ رجب کو آپنے انتقال
فرمایا اور دوسری روایت یہہ ہے کہ اتوار کے دن ذالحجہ کے مہینے سن ہجری
چہہ سو تینتیس مین لیکن پہلا قول صحیح ہے کہ حضرت نظام الدین اولیا اور بہی
اس خاندان کے دوسرے بزرگوارون نے تصحیح اسکی کی ہے صاحب سیر الاقطاب
لکہتے ہین کہ جس رات کو حضرت معین الحق والدین نے اس جہان پر ملال سے
انتقال فرمایا بعد نماز عشا کے دروازہ حجرہ متبرکہ کو بند فرماکر خواص اصحاب کو
آمد و رفت حجرہ سے منع کردیا محرمان درگاہ جو در حجرہ پر تہے تمام رات صدائے
دم دم جیسے کوئی وجد مین رہتا ہے سنتے رہے یقین ہوا کہ حضرت خواجہ وجد مین

چراغ دہلی کے ہوکر خرقہ خلافت سے مشرف ہوئے آپکا مزار پرانوار بائین روضہ منورہ
سمت جنوب محوطہ سنگ مرمر کے اندر ہے یہہ محوطہ روضہ حضرت بی بی حافظ جمال کے
...ہے بعض تو محوطہ ثانی مین حضرت خواجہ کے اولاد امجاد کے مزارات بتاتے
...بزرگوار ون کے اسماے گرامی کسی معتمد کتاب مین راقم اثم کی نظر سے
...ری واللہ اعلم بالحقیقۃ الحال۔
...بایزید سلطان محمود خلجی بادشاہ مانڈو کے عہد مین بقید حیات تھے جب
...مین کہ شہر اجمیر بسبب عملداری رانا سانگا کے خراب اور برباد ہوگیا تھا
...والی اجمیر مین شیر رہتے تھے قبل از عملداری رانا حضرت شیخ بایزید بموجب
...رت زوجی حضرت خواجہ کے عازم سفر بیت اللہ ہوئے اس عرصہ مین بسبب
...با قوام راجپوت شہر اجمیر ویران ہوگیا مسلمانون سے ایک متنفس باقی نہ تھا
...اجد اور خانقاہون مین بجاے نعرہ تکبیر صداے ناقوس ہونے لگی وہ اُن
...کی جگہہ برہمن لوگ بید خوانی کرنے لگے ایک عرصہ تک یہی صورت رہی جب سلطان
محمود خلجی نے باستمداد باطنی حضرت خواجہ بزرگ کے شہر اجمیر کو رانا سانگا کے قلعہ دار
...گجادہر سے فتح کیا اور ہر گلی و کوچہ خون راجپوتون سے نمونہ گلزار بنی کشتو نکے
...پشتے لگا دیئے پچشت خان کو سیف خان کا خطاب ملا اوسوقت شیخ بایزید بیت اللہ
...سے بعزم وطن روانہ ہوئے اور حاکم وقت سے نسبت فرزندی حضرت خواجہ کی
ظاہر کی سلطان محمود خلجی بادشاہ منڈو نے شیخ موصوف کو واسطے درس تدریس
خطہ شریفہ و ساکنین اجمیر شریف کے مقرر فرمایا شیخ احمد مجدد کا قول ہے کہ اختلاف
عوام الناس حضرت خواجہ بزرگ کی اولاد مین انہین حضرت شیخ بایزید سے ہے
چونکہ آپ عرصہ دراز کے بعد سفر حجاز سے آئے تھے ایک جماعت نے نسبت شیخ
بایزید کے انکار فرزندی حضرت خواجہ کا کیا اور یہہ قصہ بادشاہ وقت تک پہونچا

آپ ابدالونکی صحبت مین غایب ہوگئے مگر فقیر کی دانست مین اور نیز تحقیقا
سے ایسا پایا گیا کہ حضرت ابو سعید اور حضرت ابو صالح حضور خواجہ بزرگ کی
اوسط و خورد تھے جنکے مزارات بالاے چبوترہ دروازہ جھالرہ کے جنتہ سے قریب
سمت بائین روضہ منورہ و مرقد مقدسہ حضور خواجہ ممدوح کے بنی ہوئی ہین
پہلے ان مزارات کے گرد کٹہرہ نہ تھا ۱۲۹۹ ہجری مین بعہد تولیت میر امیر علی
متولی درگاہ یہ کٹہرہ سنگ مرمر کا مزارات دیگر سے علحدہ کرا کر لگائے گئے ہین
تعویذ مزارات بدستور چونہ اور گچ کے رہتے آئے اگر بجاے کتبہ مزارات کے
تعویذ اور کٹہرہ جدید خزانہ سرکار درگاہ سے خریدے جا کر لگائے جاتے تو مناسب
تھا۔ ان بزرگوارونکی تاریخ وفات کسی تواریخ مین راقم کی نظر سے نہین گزری
ورنہ درج صحیفہ ہوتی اور حضرت شیخ حسام الدین سوختہ جنکو حضرت خواجہ بزرگ
کا فرزند سومی بعض بعض کتب مین لکھا ہے آپ حضرت خواجہ کے درحقیقت پوتے
ہوتے ہین کیونکہ حضور کے فرزند چہارم کوئی نہ تھے صرف تین صاحبزادہ
اور ایک صاحبزادی جنکا ذکر خیر و برکت قلمی ہو چکا حضور کے لکھے ہین آیندہ
العلم عنداللہ حضرت خواجہ حسام الدین سوختہ قصبہ سانبھر مین جسکو کان نمک
ہین لب شاہراہ اجمیر شریف سمت غربی قصبہ کے آسودہ ہین۔ آپ حضرت شیخ المشایخ
حضرت نظام الدین محبوب الٰہی قدس اللہ سرہ العزیز کے ہمعصر تھے۔ خواجہ
معین الدین خورد خلف اعظم حضرت خواجہ حسام الدین سوختہ کے ہین لقب
آپکا معین الدین خورد بہ نسبت اپنے جد بزرگ حضرت خواجہ معین الدین
چشتی سجزی کے تھے قبل از مرید ہونیکے ریاضت اور مجاہدہ آپکا یہانتک
تہا کہ بغیر واسطہ کے حضرت خواجہ بزرگ رضی اللہ عنہ سے استفاضہ حاصل
فرماتے بالآخر بموجب ارشاد باطنی حضرت خواجہ کے مرید حضرت شیخ نصیر الدین محمود

حضرت سید حسن مشہدی
زوجہ مطہرہ الدین حضور کی جنابہ بی بی عصمت اللہ دختر
مشہور خنگ سوار قلعہ دار اجمیر شریف کی ہیں سلسلہ نسب آپکا حضرت امام
زین العابدین رضی اللہ عنہ تک منتہی ہوتا ہے۔ اور زوجہ ثانی حضور کی بی بی
امۃ اللہ کسی راجہ کی بیٹی۔ حضرت سید محمد گیسو دراز جو مرید اور خلیفہ حضرت شیخ
نصیر الدین چراغ دہلی کے ہیں مع ایک جماعت درویشوں کے قایل ہیں کہ حضرت
شیخ ابو سعید اور حضرت فخر الدین و شیخ حسام الدین حضرت بی بی عصمت اللہ کے
بطن سے ہیں اور سید شمس الدین طاہر ایک جماعت سے اس بات کے قائل ہیں
کہ شیخ ابو سعید بی بی عصمت اللہ سے اور دونوں صاحبزادے شیخ فخر الدین
و شیخ حسام الدین اور جناب مخدومہ مکرمہ صاحب حال و قال حضرت بی بی حافظ
جمال جو علاوہ نسبت فرزندی حضرت خواجہ بزرگ کے خرقہ خلافت سے مشرف تہیں
بی بی امۃ اللہ سے پیدا ہوئی۔ حضرت شیخ فخر الدین ابن حضرت خواجہ معین الدین
صاحب مقامات عالیہ حضرت خواجہ موصوف کے بعد بیس برس تک زیب دہ مسند
ہدایت وارشاد رہے آخر ۶۵۳ ہجری ہیں کہ اوسوقت سن شریف آپکا تریسٹھ
برس کا تہا بمقام قصبہ سرواڑ واصل حق ہوئے یہہ قصبہ شہر اجمیر سے سولہ کوس
سمت جنوب گوشہ شرق کیطرف جہکتا ہوا راجہ کشنگڈہ کی عملداری ہیں ہے اس قصبہ
میں تانبڑہ کی کان ایک میدان ہیں جو قصبہ مذکور کے جنوبی ہے واقعہ ہے ہر سال
ہزار ہا روپیہ کا تانبڑہ کہود کر نکالا جاتا ہے تاجر لوگ دور دور لیجاتے ہیں اور
منافع خاطر خواہ اوٹہاتے ہیں اس قصبہ کے جانب شمال کنارہ سے تالاب کے
ایک محوطہ پر فضا میں کرسی دار چبوترہ پر حظیرہ عالی سنگ کہٹو سے بنا یا گیا ہے
بندہ درگاہ بہی ملازمی سرکار انگریزی ہیں بوقت سفر قصبہ بوندی زیارت سے
مشرف ہوا تہا۔ خلف دویمی شیخ حسام الدین جنکے بارہ ہیں متعدد روایات ہیں

فیض بخش جہان بہ علم و یقین	خواجۂ حق نما معین الدین
رونق خاندان چشت ازوست	زینت روضۂ بہشت ازوست
سال ترحیل و نقل او برخوان	ہاتفم گفت شمس عدن و جنان

ایضاً

روز جمعہ و ششم رجب بود	کز جہان خواجہ نقل فرمودہ
نود و ہفت سال عمرش بود	کانزمان نقل از جہان زمود
سال نقلش بعزت و تمکین	گو سراج جنان معین الدین
روضۂ پاک اوست در اجمیر	زایرش جن و انس اندر و شیر

ایضاً

خواجۂ والا معین الدین کہ از انوار او	گشت روشن در دو عالم ماہتاب ملک ہند
محو شد در نور حق چون آن چرخ یقین	شد ندا از چرخ چارم آفتاب ملک ہند

ایضا

معین الدین معین ہر دو عالم	دلش روشن ز انوار تجلی
بتولیدش امام مجتبیٰ خوان	وصالش نیر اکبر معلی

ذکر اولاد امجاد حضرت خواجہ بزرگ

مخفی نرہے کہ حضرت خواجہ بزرگ کا جب سن شریف نواسی برس کا ہوا اوسوقت بموجب ارشاد فیض بنیاد حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آپ کتخدا ہوئے

...یرہ شہر فتح ہوگئے یہہ فتح سنہ ۵۸۱ ہجری مین سلطان کو نصیب ہوئی۔
۱۹ سلطان غازی معز الدین نے اجمیر کے فتوحات سے کئی چیزین
...سوغات کے سلطان غیاث الدین محمد سام کی خدمت مین بھجوائی تھین
...بجملہ پانچ کنگرہ زرین جڑاؤ تھے ہر ایک تین گز سے زیادہ اونچا اور دو
...ڑا تہا۔ اور دو ہما سونے کے بنے ہوئے تھے ہر ایک ہما کا ڈیل ڈول
...ے بڑے اونٹ کے برابر تہا۔ اور سونے کی زنجیرین اور حلقے۔ اور ایک
...ڑی طلائی نقارون کی۔ اور ایک جریرہ جسکا دایرہ پانچ گز سے پانچ
...ر تہا۔ ان چیزون کو سلطان غیاث الدین نے فیروزکوہ کے قلعہ اور جامع
مسجد پر رکھوا دیا تہا۔
اور یہہ بھی ایک روایت ہے کہ از روے غضب کے آپ نے یون فرمایا کہ پتھورا
کو ہمنے زندہ پکڑا اور دیدیا چنانچہ اوسکا ظہور ہوا اور وہ شخص کہ جو مرید ہونے
کے واسطے آپکی خدمت مین آیا تہا قصداً پانی مین ڈوب کر مر گیا۔

فصل تیسری

واضح ہو کہ روز تشریف آوری حضرت خواجہ بزرگ سے تہتر سال تک مردمان
دیار و امصار کو آپ سے فیض صوری و معنوی حاصل ہوتا رہا کتاب سیر العارفین
مین لکہا ہے کہ خواجہ صاحب بعد کرنے نکاح کے سات برس زندہ رہے بعد ایکے
انتقال فرمایا تواریخ آرایش محفل مین لکھا ہوا ہے کہ زندگانی آپنے دنیا مین ستانوے
برس کی آخر رجب کی چھٹی تاریخ ہفتہ کے دن سن چھہ سو تینتیس ۶۳۳ ہجری مین وفات
پائی کتاب مخبر الواصلین مین یہہ قطعہ آپکی تاریخ وفات کا لکھا ہوا ہے۔

قطعہ

باگ موڑی مگر زخم کی شدت سے گھوڑے پر ٹھہرنے کی طاقت نرہی تھی لشکر
بھاگ نکلا اور ایسی آپادہاپی ہوئی کہ سلطان کو بھی سنبھالنے والا کوئی نہین
رہا - قریب تھا کہ سلطان گھوڑے سے گر پڑے مگر ایک بہادر خلجی نے سلطان کو
پہچان کر جھٹ اوسکے گھوڑے پر چڑھ کر سلطان کو اپنی گود مین پکڑ لیا اور گھوڑے
کو ایسی ڈانٹ بتائی کہ میدان جنگ سے باہر لے نکلا اور وہان تک پہونچا دیا
کہ جہان اس شکستہ حال لشکر نے راجگان ہند کے تعاقب سے امن پاکر ڈیرہ
کیا تھا سلطان کے پہونچنے سے سبکو تسلی ہوئی لشکر پریشان بھی جمع ہوگیا -
سلطان نے غزنین کی راہ لی اور قاضی تولک کو قلعہ سرہند مین چھوڑ گئے
تھے راے پتھورا نے اس قلعہ کو جا گھیرا اور تیرہ مہینے سے زیادہ لڑائی ہوتی رہی
آخر صلح کرکے قلعہ لے لیا - ادھر سال بھر کے بعد سلطان غازی نے پھر لشکر اسلام
جمع کرکے پچھلے سال کا بدلا لینے کو ہندوستان پر چڑھائی کی اب کی بار اس فوج
غازی مین ایک لاکھ بیس ہزار سوار کی بھیڑ بھاڑ تھی ترائین کی حدود مین
سلطانی کمپ قایم کیا اور پتھورا راے اجمیری اور گوبند راے دہلوی وغیرہ کے
مقابل صف جنگ درست ہوئی لڑائی کے وقت ہر سمت سے دس دس ہزار
سوارون نے دہاوہ کردیا چالیس ہزار سوار برابر چارون طرف سے راجاؤنکے
لشکر پر جا پڑے اور باقی سامان ہاتھی گھوڑے سوار پیادے کئی میل پیچھے کمک
کے لئے تیار ڈٹے ہوئے حاضر تھے اس معرکہ مین راجگان ہند کی افواج کے پاؤ
اوکھڑ گئے حریفون کو پشت دکھاکر بھاگے دہلی کا راجہ گوبند راے میدان جنگ
مین مارا گیا اوسکا سر دیکھکر دونون ٹوٹے داتون سے خود سلطان نے اوسے
پہچان لیا اور راے پتھورا ہاتھی سے اوتر گھوڑے پر چڑھ کے بھاگ گیا تھا کہ سرسہ
کیطرف سے گرفتار ہوکر آیا اور قتل ہوا دارالملک اجمیر اور تمام سوالک اور ہانسی

یقین کرتا ہے اس سے کہدو کہ میرے شہر سے چلا جاوے جب یہ حقیقت آپ نے
تی ہنگر راجہ سے کہلا بھیجا کہ تین روز کی مہلت ہمکو دیوے آئین یا تو وہ خود
چلا جاویگا یا ہم اوسی عرصہ مین سلطان اسلام معزالدین بن محمد سام کا لشکر یورش
کرکے آیا اور راجہ پتھورا اوسکے مقابلہ کو گیا اور زندہ گرفتار ہوا ٭

انتخابی ترجمہ کتاب طبقات ناصری تالیف قاضی منہاج الدین جرجانی علیہ الرحمۃ کہ معاصر سلطان شمس الدین التمش اور سلطان ناصر الدین محمود کی تھی انار اللہ برہانہما

از نسخہ مطبوعہ کلکتہ

احوال ۵۸۷ھ ہجری صفحہ ۱۱۸ و ۱۱۹

چنانچہ طبقات ناصری سے مستنبط ہے کہ ۵۸۷ھ ہجری مین سلطان غازی (معزالدین
محمد سام) لشکر اسلام کو طیار کر کے قلعہ سرہند پر آیا اور اوسکو فتح کیا بعدہ ملک
ضیاء الدین قاضی تولک کے سپرد کیا اس شرط پر کہ وہ آٹھ مہینے قلعہ کی حفاظت کرین
تا کہ سلطان غازی پھر غزنین سے واپس آجاوے لیکن راے پتھورا نزدیک
آپہونچا تھا اور ہندوستان کے تمام راجگان اوسکے رفیق تھے سلطان بھی اوسکے
مقابلہ پر ترائین مین آگیا۔ عین جنگ مین سلطان نے اپنے ہاتھ مین نیزہ لیکر
اوسی ہاتھی پر حملہ کیا جسپر دہلی کا راجہ گوبند راے سوار تھا اور ایسا نیزہ اوسکے
مونہہ پر مارا کہ راجہ کے دو دانت ٹوٹ کر اوسکے مونہہ مین جا پڑے راجہ نے بھی
سلطان پر سیل مارا کہ جسکا زخم شدید بازو پر لگا سلطان نے اپنے گھوڑے کی

واسطے مشاہدہ حق و باطل کے ایک خلقت جمع ہوگئی تھی جب یہہ حالت اجیپال کی
راے پتھورانے دیکھی سخت حیران اور از حد پشیمان ہوکر اپنے گھر گیا کہتے ہین کہ اجیپال
ابتک زندہ ہے کوہستان اجمیر شریف مین سیر کرتا ہے اور ہر روز زیارت روضہ
شریف کیواسطے آیا کرتا ہے زمانہ جاہلیت مین جس مقام پر کہ رہتا اور کڑی کڑی
ریاضتین کرتا تھا اب تک اجمیر کے غربی تین کوس کے فاصلہ پر موجود ہے اور
نام اوسکا عبداللہ بیابانی مشہور ہے اکثر مردمان نواحی اجمیر سے سنا گیا کہ ہم رستہ
بہول گئے تھے عبداللہ بیابانی نے ہمکو راستہ بتایا اور بعضون نے وقت شب
جب درگاہ شریف کے دروازے بند ہوجاتے ہین اوسی جوگیانہ وضع سے اوسکو
آستانہ مین جاتے ہوئے دیکھا ہے القصہ حضور خواجہ ممدوح نے راے پتھوراکو
ہدایت مسلمان ہونیکی فرمائی لیکن وہ بدبخت ایمان نہ لایا المختصر اجیپال اور شادی
جن منت سماجت کرکے حضرت خواجہ کو مقام شادی پر لائے آپ نے وہ جگہہ پسند
فرمائی جماعت خانہ اور عبادت خانہ اور باورچیخانہ بنوایا جس مقام پر کہ مطبخ خاص
تہا اب وہان روضہ مبارک آپکا ہے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے
جو مرید اور خلیفہ حضرت خواجہ بزرگ کے ہین نقل ہے کہ ایک شخص پتھوراکے پاس
سے بہ نیت مرید ہونے کے خواجہ صاحب کے پاس آیا آپنے اوسکو مرید نہ کیا اوس
نے آپکی شکایت پتھوراکے روبرو کی راے مذکور نے کسی آدمی کو بہیجکر سبب
مرید نکرنیکا دریافت کرایا آپ نے جواب دیا کہ تین چیز کے سبب سے جو اوس شخص مین
ہین اور نہ کبھی اوس سے جاوینگی اول تو یہہ گنہگار بہت بڑا ہے دوسرے ہمارے
طریقہ کا نہین ہے اور ہم ایس شخص کو کلاہ نہین دیتے جو غیر کے روبرو سر جہکاوے
تیسرے لوح محفوظ پر ہمنے لکہا دیکہا ہے کہ وہ اس جہان سے بے ایمان جاویگا
جب یہہ جواب راے پتھورانے سنا بہت برہم ہوکر کہنے لگا کہ یہہ درویش غیب کی

حضرت خواجہ بزرگ نے نعلین کو سرکوبی سے منع فرمایا جوگی اجیپال عرض کرنے لگا
کہ اب امیدوار اس بات کا ہون یعنے حضور بھی اپنا رتبہ عالی دکھلاوین آپ
نے وہین مراقبہ کیا اور روح پرفتوح نے عالم بالا کو عروج کیا جو کہ اجیپال نے
بھی بہت کچھ ریاضت شاقہ سے قوت استدراج حاصل کی تھی اوس نے بھی مراقبہ
کیا اور روح اوسکی عقب روح پاک حضرت کے چلی جب قریب آسمان اول کے
پہونچی حضور کی روح مقدس تو بالائے آسمان عرش پرواز ہوئی اور اجیپال
کی روح آسمان کے نیچے رہ گئی مطلق راہ نہ ملی اوسوقت عاجزی اور زاری
شروع کی اوسوقت آپ ترحم کرکے ہمراہ اپنے عالم بالا کو لیگئے اور زیر عرش برین
پہونچے بہ برکت روح مطہر حضرت خواجہ بزرگ کے حجاب اجیپال کی روح کے سامنے
سے اوٹھا لیا گیا تعظیم اور ادب فرشتگان ملاء اعلیٰ کا کہ روح پاک حضور سے
کرتے تھے دیکھا جبکہ روح منور نے اوس جگہہ سے ارادہ بازگشت کا کیا اور آسمان
اول تک واپس آئے دوسری بار پھر ارادہ عروج کا کیا اجیپال نے بھی ثانیاً استمداد
ہمراہی رکاب کی چاہی اور یون عرض کی کہ مجھکو یہان تنہا نہ چھوڑئے کیسلئے کہ حضور
کے ہمراہ رہکر قدرت حق جل وعلی کی دیکھون آپنے فرمایا کہ تو لایق سیر اون مقامات
کے اوسوقت ہوگا جو صدق دل سے خدا اور رسول خدا پر ایمان لاوے اجیپال
نے بصدق تمام قبول کیا اور کہا کہ مین مسلمان ہوتا ہون لیکن امیدوار اس
بات کا ہون کہ تاقیامت زندہ رہون آپ نے دعا کی اور دست مبارک اجیپال
کے سر پہ پھیر کر فرمایا کہ انشاء اللہ تعالےٰ تو زندہ رہیگا اجیپال نے کلمہ شہادت پڑہا
اوسوقت حضور کی روح نے روح اجیپال کو ہمراہ لیکر عروج کیا یہانتک کہ قریب عرش
اعظم کے پہونچے الغرض عجائب غرائب آسمانون کے ملاحظہ فرماکر مراجعت کی آپنے
بہ چشم حق بین مراقبہ سے کھولی کہ اجیپال کلمہ طیب کہتا ہوا قدمون پر گرا اس عرصہ مین

دولت واقبال اوس جن کے طفیل سے جانتا تہا بجرد تشریف آوری حضرت خواجہ
صاحب کے جن مذکور خدمت مین حاضر ہوکر مسلمان ہوا آپ نے اوسکو مسلمان کرکے
نام اوسکا عبد اللہ عرف شادی رکہا اوسدم آپنے اوس جن کو حکم چھاگل لانیکا
دیا شادی جن چھاگل اوٹہا لایا آپنے اوس چھاگل سے تہوڑا سا پانی تالاب
بیسلہ اور آناساگر کیطرف ڈالدیا فرمان الٰہی سے کل چاہ وچشمے پرآب ہوگئے اور
بہی آپنے دعا کی کہ پتہورا کے اونٹ اوٹہ کہڑے ہوئے مشاہدہ اس کرامت سے
جو بحضورت خواجہ صاحب سے ظاہر ہوئی اور مسلمان ہوجانے جن سے مخالف
کف افسوس ملنے لگے اور نہایت حیران ہوکر کہنے لگے کہ ہمنے تمام عمر پرستش
اس جن کی اور خدمتگذاری اجیپال کی کی خزانہ کثیر انکے اصراف مین خرچ
کیا لیکن حیف ہے کہ ان سے کچہہ بہی مطلب نہ نکلا آخر کار اجیپال جوگی نے عرض
کی کہ آپنے بارگاہ ایزدی مین کیا منصب پایا ہے اور کس مقام والا تک آپ کی
رسائی ہے آپنے فرمایا کہ اول جو بات تونے حاصل کی ہے وہ دکہلا اوسوقت اجیپال
نے پوست آہو کو ہوا پر ڈالا کہ وہ مرگ چھالا ہوا پر پہنچ گیا بعد اسکے حبس دم کرکے
ایک جست کی اور اوس پوست پر جا بیٹہا یہہ حال دیکہکر پتہورا اور اوسکے ہمراہی
بہت خوش ہوئے جسوقت اجیپال نے ہوا پر پرواز کیا تہا تو حضور مراقبہ مین تہے
جب کچہہ عرصہ گزرا ارشاد ہوا کہ اجیپال کہانتک پہونچا خدمت گزارون نے عرض
کیا کہ برابر ایک مرغ کے دکہلائی دیتا ہے بار دگر بعد ایک لمحہ کے عرض کی کہ اب
نظرون سے غائب ہوگیا اوسوقت حضور نے نعلین چوبین کیطرف اشارہ کیا فوراً
وہ ہوا ہوئین اور رفتہ رفتہ اجیپال تک پہونچکر سرکوبی شروع کی آواز ضرب کی
اور شور و فریاد داد بیداد اجیپال کی حاضرین نے سنی پاپان کار زد و ضرب کرتے
ہوئے اوسکو زمین پر لائین آخر اجیپال قدم مبارک پر گرگیا اور امان چاہی

خدمت حضور خواجہ غریب نواز مین حاضر ہوا۔

فصل دوسری

واضح ہو کہ ادہر تو راے پتہورا آپکی خدمت مین حاضر ہوا اور اسطرف سے اجیپال
جوگی فن جادوگری مین کامل علم سحر کا عامل پندرہ سو جادو کے چکر اور سات سو
اژدر خونخوار سے جنپر ہر ایک ساحر غدار سوار تہا سحر کی نیرنگیان دکہاتا ہوا چلا
حضرت خواجہ صاحب پر یہہ بات ظاہر ہوئی کہ جوگی اجیپال بڑے زور شور سے
واسطے مقابلہ کے چلا آتا ہے پہلے آپنے وضو کیا اور ایک حصار دور تک کہینچا جسکے
اندر تمامی خدمتگذار بیٹہہ گئے یکایک غولان بیابانی اور فرعون باسامانی ساحرون
کا نمودار ہوا اور انواع انواع کے سحر کرنے لگے الغرض عرصہ تک کوئی دقیقہ جادو
کا باقی نرکہا جب کوئی منتر اور جادو موثر نہوا تو اون پندرہ سو چکر کو ایکبارگی
آپکیطرف پہینک مارا مگر وہ بہی سب رد ہو کر وہان جہان ساحرونکے ہوئے اور جسقدر
اژدہاے آتش فشان تہے سب زمین پر سر مار مار کر مر گئے کہتے ہین کہ اجیپال جوگی
کے چکرون مین تاثیر سحر اس درجہ تہی کہ جو کسی جادوگر سے لڑتا یا کوئی اوس سے ضد
علت کرتا تہا اپنے چکرون کو جانب مخالف پہینکتا وہ سو سو کوس تک معلق ہوا مین
جا کر دشمن کو قتل کرتے تہے القصہ جب راجہ پتہورا اور اجیپال جوگی نے یہہ حال دیکہا
اور تمام آدمی بہ سبب نایابی آب کے قریب ہلاکت کے پہونچے عاجزی کرنی شروع کی
حضرت خواجہ نے اجیپال جوگی سے فرمایا کہ اوس چہاگل کو اوٹہا لا ہر چند اجیپال
نے ارادہ اوٹہانے چہاگل کا کیا نہ اوٹہی نہایت لاچار ہوا آپنے فرمایا کہ یہہ سحر اور
جادو نہین ہے جو رد ہو جاوے یہہ چہاگل مردان راہ خدا کی ہے کتاب مونس الارواح
مین منقول ہے کہ ایک جشن تہا جس سے پتہورا نہایت اعتقاد رکہتا تہا اور باعث

ارادہ طہارت کا کیا برہمن لوگ منع کرنے لگے اور مستعد فساد ہوئے ناچار خادمون نے واپس آکر تمام حال تہانون کا اور آمادہ ہونا قوم برہمن کا فساد پر روبرو حضرت خواجہ کے بیان کیا آپنے چھاگل مین پانی تالاب بیسلہ اور آناساگر کا بزور کرامت بند کردیا گویا دریا کوزہ مین سماگیا۔ فوراً آب تالاب آناساگر اور بیسلہ کا خشک ہوگیا چونکہ حوالی شہر مین کوئی چشمہ بجز ان دونون چشمون کے نہتا بلکہ اور جو حوض و کنوئین تہے سب دفعتاً سوکھ گئے یہانتک کہ شیر زنان طفل دار اور چہار پایونکا خشک ہوگیا الغرض جب خبر آنے حضرت خواجہ صاحب کی اور نہ اوٹھنے اونٹونکی جانے نشست سے اور خشک ہوجانے آب تالاب بیسلہ و آناساگر اور شدت پیاس و بیقراری رعیت کی راے پتہورانے سنی بہت گہبرایا اور تمام حال اپنی ماسے جاکر بیان کیا اوس نے سب حقیقت سنکر جواب دیا کہ یہہ وہی درویش ہے جسکے آنے کی خبر تجہکو دی تہی مگر کسی طرح کی ایذا اور تکلیف اسکو نہ دینا بلکہ تعظیم اور تواضع سے پیش آنا چاہئے کہ یہہ موجب تیرے فائدہ کا ہے اور اوسکے ناخوش کرنے سے سرتاسر نقصان ملک و دولت کا اوٹہانا ہوگا یہہ گفتگو سنکر راے پتہورانے واسطے خبر پہونچانے اس حادثہ کے کسی آدمی کو پاس جوگی اجیپال کے کہ وہ بڑا جادوگر اور راجہ کا گرو تہا بہیجکر مدد چاہی اجیپال نے جواب دیا کہ راجہ سے کہدو یہہ جادوگر ہے مین تدبیر اسکے مدافعہ کی کرتا ہون الغرض اوسی حالت اضطراب مین راے پتہورانے دوسرا آدمی جوگی مذکور کے پاس بہیجکر کہلا بہیجا کہ مین اوس درویش کا دیکہنا چاہتا ہون تم اپنی تدبیر کرکے جلد آؤ جسوقت راے مذکور اپنے محل سے نکلا راہ مین کوئی امر بیہودہ نسبت خواجہ بزرگ کے تجویز کیا اوسیوقت اندہا ہوگیا جب اوس قصد کو دل سے دور کیا آنکہین بدستور روشن پائین چنانچہ سات دفعہ نابینا اور بینا ہوا آخر کار اوس ارادۂ باطل کو دل سے دور کر

ہمیشہ غمگین رہتا تھا بلکہ راجہ کی ماں نے حلیہ تک خواجہ صاحب کا علم نجوم سے بتا
دیا تھا الغرض راے پتھورا نے اوس حلیہ کو جابجا بھجوایا اور راجہ بابوؤن کے
نام فرمان جاری کیے کہ جو کوئی نو وارد اس حلیہ کے مطابق تمہارے یہان آوے
بہت جلد اطلاع اوسکی کرو بلکہ بحفاظت وحراست روانہ اجمیر کردو القصہ اکثر راجہ جو
مطیع اور فرمان بردار پتھورا کے تھے درپے تلاش آپکے رہے جب کہ آپ قطع
منازل کرتے ہوئے قصبہ سمانہ نواحی پٹیالہ مین پہونچے راے پتھورا کے آدمی جو
اوس جگہہ موجود تھے اونہون نے آپ کو دیکھا اور حلیہ سے مطابق پایا براہ
فریب التماس کرنے لگے کہ آپکے لیے رہنے کی جگہہ تجویز کرین اوسجگہہ آپ کو سبطرح
آرام ملیگا اوسوقت حضرت خواجہ نے مراقبہ کیا تو کیا دیکھتے ہین کہ جناب رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین اے معین الدین قول ان لوگونکا ہرگز منظور
نکرنا اسلیے کہ انکی نیت مین شر ہے پس آپ اون سے مخاطب ہوکر فرمانے لگے کہ درویش
کو بجز ذات خداوند تعالے کے کسی سے غرض نہین ہے بعد اسکے جو واقعہ آپنے مراقبہ
مین مشاہدہ کیا تھا یاران ہمراہی سے ظاہر کیا اور اجمیر کیطرف روانہ ہوئے بعد طے
منازل کے دسوین تاریخ محرم کو کہ اوسوقت سن ہجری پانسو اکسٹھہ تھے اجمیر مین
پہونچکر ایک سایہ دار درخت کے نیچے آپنے ارادہ قیام کا کیا معاً ایک آدمی نے آواز
دی کہ یہان راجہ کے اونٹ بیٹھا کرتے ہین تم اور جگہہ پر ٹھیرو آپ نے فرمایا کہ راجہ
کے اونٹون سے ہمکو کیا غرض ہے بیٹھے رہنے دو اوسوقت خواجہ بزرگ مع مردان
ہمراہی بالاے آناساگر اوسمقام پر کہ جہان اب آپکا چلہ بنا ہوا مشہور ہے ایک درخت
سایہ دار کے نیچے ٹھہرے آپکے ہمراہیون مین بعضون نے شکار کرکے کباب طیار کیے
اور بعضے سیر کرتے ہوئے تالاب بیسلیہ پر جا نکلے اوسوقت کنارہ تالاب پر صدہا
بتخانے تھے کئی من تیل اور پہول روشنی وخوشبو مین صرف ہوتا تھا انہون نے

پُر ہوگئی آپ نے اوسکو فرمایا کہ اپنا حق انہین سے لیلے اور زیادہ طلبی نکرا دسر
شخص نے ہاتھ دراز کرکے چاہا کہ اپنے حق سے زیادہ لے فی الحال ہاتھ اوسکا
خشک ہوگیا یہہ حالت دیکھکر فریاد وزاری کرنے لگا اور آپکے قدم مبارک پر
گر پڑا توبہ و فریاد کی آپنے دست مبارک اپنا اوسکے دست بیکار پر پھیرا اوسیدم
آپکے دست شفا سے اوسکا ہاتھ جو خشک ہوگیا تھا اچھا ہوگیا ؎

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند — آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

نقل ہے کہ حضرت خواجہ خدمت خواجہ عثمان ہارونی سے رخصت حاصل کرکے
مکہ شریف مین آئے اور مکہ معظمہ سے واسطے زیارت روضہ رسول خدا حضرت
محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ مین گئے عرصہ تک روضہ شریف کی خدمت
کرتے رہے ایکروز روضہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آواز آئی
کہ اے معین الدین حسن ولایت ہند ہمنے تمکو بخشی اجمیر کو جاؤ کیونکہ کفر اوس
سرزمین مین بہت ہے تمہارے جانے سے حق تعالیٰ اسلام کو قوت دیگا یہہ حکم
سنکر آپکو حیرت دامنگیر ہوئی کہ بار خدایا اجمیر کہان ہے اسی تردد مین آنکھ لگ گئی
اور حضرت رسول خدا نے طرفۃ العین مین تمام عالم شرق سے غرب تک اور جنوب
سے شمال تک آپکو دکھلا دیا اور قلعہ اور کوہسار اجمیر کا بھی نشان تبلا دیا اور ایک
انار بہشتی آپکو عطا فرماکر رخصت کیا جسدم آپ بیدار ہوئے ہندوستان کا
قصد کیا ہر ایک بلاد و امصار مین کامل کامل بزرگون سے ملاقات کی اوسوقت
چالیس درویش ہمراہ آپکے تھے کہ آپ براہ غزنین ولاہور و دہلی جانب اجمیر راہ نورد
ہوئے اوس زمانہ مین راجہ پتھورا تخت نشین اجمیر کا تھا مادر اسکی علم نجوم مین بہرہ
کامل رکھتی تھی اوس نے بارہ سال پہلے راے پتھورا کو یہہ خبر دی تھی کہ ایک
رو[illegible] مین آویگا اور راج تیرا خاک مین ملادیگا اسوجہہ سے رای مذکور

لے اور دامن کوہ کے پاس کلنگ کاشتکار تیر سے کیا آگ روشن کرکے کباب طیار
انے مین مصروف تھے اتفاق سے حکیم ضیاء الدین بہی وہان آپہونچا اور آپ
ے پاس بیٹھا آپ نے کباب طیار ساختہ سے حکیم کو دیا بمجرد کھانے کباب کے زمین
ہ گر پڑا اور بیہوش ہوگیا جب ہوش مین آیا نہایت عقیدت سے مرید ہوکر جسقدر
کتب حکمت اوسکے کتب خانہ مین موجود تھین سب کو دریا مین ڈالکر کاملان وقت
سے ہوا بعد اسکے حضرت خواجہ بزرگ بلخ سے غزنین اور غزنین سے لاہور اور
دہلی ہوتے ہوئے اجمیر مین تشریف لائے۔ نقل ہے کہ ایکروز بعد نماز صبح کے
ایک آدمی حضور کی خدمت مین حاضر ہوکر بچشم اشکبار و دیدہ خونبار عرض کرنے
لگا کہ حاکم ظالم نے میرے فرزند کو بے جرم و گناہ قتل کیا ہے آپکی درگاہ عالی سے
امید انصاف کی رکھتا ہون آپ یہہ حال سنکر مقام سکونت سے روانہ ہوکر
بالین مقتول پر پہونچے اور اوس مقتول کے سر کو اوسکے جسم سے ملاکر فرمایا کہ اے
جوان اگر حاکم ظالم نے تجھکو ناحق قتل کیا ہے تو خدا کے حکم سے زندہ ہو جا یہہ کہنا تھا
کہ فی الحال جسم اوسکا جنبش مین آیا اور زندہ ہوگیا۔ نقل ہے کہ ایکروز حضرت
خواجہ راستہ مین چلے جاتے تھے اور شیخ علی نامی مرید آپکے ساتھ تھے ایک شخص
آیا اور شیخ علی کو پکڑ لیا اسواسطے کہ چند درم قرضہ کے شیخ علی کے ذمہ اوس کے
تھے وقوع اس حال سے حضرت خواجہ بزرگ نے بملایمت قرضخواہ سے مخاطب ہوکر
فرمایا کہ چند روز کی مہلت دے اسمین وہ تیرے درم ادا کر دیگا اوس نے
فرمانا حضور کا قبول نہ کیا اور گستاخانہ جواب دیا کہ اگر آپ اسکی شفاعت کرتے
ہو تو اپنے پاس سے قرضہ اوسکا ادا کر دیجئے یہہ جواب اوسکا سنکر حضور کو
جوش حمیت آیا اور ردائے نورانی جو زیب دوش پردہ پوش حضور کے تہی
زمین پر بچھادی فی الفور آپکی کرامت سے درم و دینار وہان سے ردائے مبارک

خلقت سے آزاد اور کسیکو گبر و ترسا سے دشمن نہ جانے بلکہ صلح کل اختیار کرے کہ سب ایک ما باپ کی اولاد ہین اور سب آدمیونکو عاجز اور ضعیف جانے اور اپنے کو سب سے کمتر تیسرے شفقت ساتہہ خلق اللہ کے یعنی وہ بات اون سے کہے جو دنیا و آخرت مین اونکو فائدہ بخشے چوتہے تواضع سب آدمیونکو حرمت سے دیکہے اور اونکو عزیز رکہے پانچوین رضا و تسلیم ششم تحمل یعنے صبر اختیار کرنا ساتوین بے طمع ہو کہ طمع ام الخبائث یعنی ماں سب بدی کی ہے آٹھوین قناعت نہم آزادی یعنے اپنے ہاتہہ یا زبان سے کسیکو آزار نہ پہونچاوے بلکہ حتی المقدور راحت دیوے دسوین تمکین۔

مونس الارواح مین لکہا ہے کہ حضرت خواجہ کا حجرہ متبرکہ ابتک قصبہ جیل مین موجود ہے پہر آپ جیل سے ہمدان اور ہمدان سے تبریز اور استرآباد اور ہرات تشریف لیگئے اوسجگہہ کا حاکم محمد یادگار نام مذہب شیعہ رکہتا تہا آپ اوسکے باغ مین پہونچے اور لب حوض قیام فرمایا اتفاقاً ایک روز محمد یادگار واسطے سیر گل و گلزار کے اوس باغ مین آیا جبکہ حوض کے قریب پہونچا آپکو دیکہکر غضبناک ہوا آپ نے جو ہین آنکہہ اوٹہا کر اوسکی طرف دیکہا فی الفور غش مین آکر بیہوش ہو کر گر گیا حضرت خواجہ بزرگ نے جب اوسکو اس حال مین دیکہا حوض سے پانی لیکر اوسکے مونہہ پر چہڑکا جب ہوش آیا اوسیدم اپنی کردار باطل سے تائب ہو کر مع اعیان و ارکان مرید ہوا چندروز مین فیض صحبت حضرت خواجہ بزرگ سے تکمیل کو پہونچکر خرقہ خلافت پایا اور خلافت صوری و معنوی ملک ہرات پر مامور ہوا بعد اسکے حضرت خواجہ ہرات سے متوجہ بلخ کے ہوئے اور چندے نزدیک شیخ احمد خضرویہ کے اقامت کی اوسجگہہ ایک حکیم ضیاءالدین نامی نہایت مغرور و متکبر علم حکمت مین بہرۂ کامل رکہتا اور درویشون سے منکر تہا ایک روز آپ واسطے شکار کے تشریف فرما

رہتا ہے فقیرون غریبون مسکینون سے اوسکو محبت چاہیے اور اونکی مصاحبت
اختیار کرے دنیا و اہل دنیا سے پرہیز کرے جب درویش ایسا ہوگا محب حضرت
ذو الجلال ہوگا بعد اسکے حضرت شیخ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا الٰہی معین الدین کو
قبول فرمایا ہاتف نے آواز دی کہ ہمنے قبول کرکے سر حلقہ مشایخونکا کیا حضرت خواجہ
نے اوسوقت مناجات کی کہ الٰہی ایک اور عرض ہے جیسا اپنے فضل و کرم سے اس
درویش معین الدین کو قبول فرمایا ہے میرے اور مریدون کو بھی مقبول درگاہ
اپنی کا فرما آواز آئی کہ اے معین الدین جو شخص تمہارے شجرہ اور خانوادہ مین
داخل ہوگا تا بروز قیامت سب کو ہمنے قبول کیا بعض کلمات قدسی آیات حضرت
پیر دستگیر کے یہہ ہین یعنے فرمایا آپنے کہ دل عاشق کا آتشکدہ سوختہ آتش محبت
جناب الٰہی ہے جو شے اوسمین پڑے فوراً جلجاوے اور نابود ہووے اسلیے کہ
کوئی آگ بالاتر آتش محبت سے نہین ہے۔ فرمایا آپنے کہ ندی اور نالون سے
پانی جاری ہوتا ہے اور آواز اونکی پرشور ہوتی ہے جسوقت کہ سمندر مین پہونچتے
ہین ساکن ہوجاتے ہین ایسا ہی حال طالبان و اصل حق کا ہوتا ہے کم بولتے
ہین اور جوش خروش دنیوی زایل ہوجاتا ہے فرمایا آپنے کہ میرے پیر و مرشد
فرماتے تھے جس کسی مین یہہ تین خصلتین ہونگی حق سبحانہ تعالےٰ اوسکو دوست
رکھیگا اول سخاوت مانند سخاوت دریا کے دوسرے شفقت مثال شفقت آفتاب
کے سوم تواضع مانند تواضع زمین کے۔ قولہ صحبت نیکونکی بہتر ہے کار نیک سے اور
صحبت بدون کی بدتر ہے کار بد سے فرط محبت وہ ہے کہ مطیع رہے اور ڈرے کہ
مبادا دوست نکال نہ دوے۔
قولہ اہل حقیقت کو دس چیزون کا عمل کرنا لازم ہے اول یہہ کہ سالک خدا رسیدہ
ہو دوسرے صحبت نیک سے خلوص اور صحبت بد سے نفرت جب واصل حق ہوکر

عرض کی کہ سوار ہوکے میدان کیطرف گیاہے فرمایا کہ جاؤ وہ گھوڑے سے گرکے
مرگیا مرید حضرت کا باہر آیا کیا سنتا ہے کہ شہر مین شور وغل برپاہے لوگون سے
دریافت کیا کہنے لگے کہ والی شہرنے گھوڑے سے گرکے جان دی۔
نقل ہے کہ رائے پتھورانے جب کمالات حضرت خواجہ کے مشاہدہ کئے کف افسوس
ملے اور یہہ کہنے لگا کہ اس درویش نے بزور کرامت مجھکو عاجز کردیاہے اگر
کام شمشیر سے پڑتا اوسوقت بڑی جرأت معلوم ہوتی کسی شخص نے آپ سے یہہ
عرض کی کہ رائے پتھوراکو اپنی ہمت اور شمشیر زنی کا بڑا غرور ہے چنانچہ اوسنے
ایسا کچھہ اپنے حضار مجلس سے کہا آپنے تبسم فرماکے اوس شخص کو یہہ جواب دیا کہ اگر
اوسکا ایسا حال ہے تو یہہ دعوی بہی اوسکا ہم باطل کردیتے ہین جو کہ قبل
ازین سلطان شہاب الدین غوری شکست رائے پتھورا سے پاچکا تھا اور بعد
شکست پانے کے اوسکو ہمیشہ رنج والم لاحق رہتا ایک شب خواب مین تھا کیا دیکھتا
ہے کہ ایک بزرگ فرشتہ صورت تشریف لائے اور اپنے دست خاص سے تاج
سلطان کے سرپر رکھا اور شمشیر کرمین باندہی اور یہہ ارشاد ہوا کہ قصد محاربہ کا
رائے پتھورا سے کر بعون وعنایت باری تجھکو فتح ونصرت رائے پتھورا پر حاصل
ہوگی سلطان بیدار ہوا اور اس بشارت سے اپنے جامہ مین پہولا نہ سمایا اور اپنی
فوج کو ساز وسامان سے آراستہ کرکے روانہ ہوا اور رائے پتھورا پر فتحیاب
ہوا اور اوسکو زندہ گرفتار کرکے قتل کیا۔
نقل ہے کہ بعد عطا فرمانے خلافت کے حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ
خواجہ بزرگوار کو ارشاد فرمایا کہ اے معین الدین خرقہ درویشونکا تمنے پہنا
ہے لازم ہے کہ کام درویشونکا کرو اور کام درویشونکا فقر وفاقہ کھینچنا او
محنت ورنج دیکھنا غم واندوہ چکھنا ہے درویش اپنے غم واندوہ مین شادما

آخر تک اور سو بار درود شریف پڑہے بعد اسکے تلاوت قرآن شریف مین مشغول
ہو اوسوقت تک کہ وقت استوا آوے نماز استوا گزارے چار رکعت ہر رکعت
مین فاتحہ ایکبار اور اخلاص پچاس بار بعدہ قیلولہ کرے جب وقت ہو نماز پیشین
ادا کرے اسکے بعد صلوٰۃ الخضر کی دس رکعت ہر رکعت مین الم ترکیف سے قل اعوذ
برب الناس تک پڑہے امید ہے کہ حضرت خضر سے ملاقات حاصل ہو بعد اسکے
سورہ فتح پڑہکے سورہ والنازعات پڑہے مشایخان دین فرماتے ہین کہ جو شخص
سورہ والنازعات پڑہیگا قبر مین نرہیگا یعنی زندہ ہوجاویگا۔ بعدہ نماز شام
ادا کرے دو رکعت نماز حفظ الایمان ادا کرے اور سر بسجدہ ہوکر تین بار یاحی
یاقیوم ثبتنی علی الایمان بعدہ سورہ واقعہ پڑہے اور دس بار درود شریف
بہیجے۔ اوسوقت صلواۃ الاوابین ادا کرے چہہ رکعت ہر رکعت مین فاتحہ ایک بار
اور سورہ اخلاص تین بار بعد اسکے ذکر اور درود شریف مین مشغول ہو جب
وقت نماز کا گزر جاوے کہے اللھم اعنی علی ذکرک وشکرک وحسن عبادتک بعدہ
نماز عشا ادا کرے اور سر بسجدہ ہوکر تین بار یاحی یاقیوم ثبتنی علی الایمان اور یہہ
دعا پڑہے اللھم انی اسئلک برکۃ فی العمر وصحۃ فی البدان وراحۃ فی المعیشۃ و
وسعۃ فی الرزق وزیادۃ فی العلم ثبتنا علی الایمان بعد اسکے رات کے تین حصہ
مقرر کرے اول قسم نماز مین قسم دوم ذکر مین قسم سوم تلاوت مین اور آخر
شب نماز تہجد ادا کرے جو کچہہ جانتا ہو پڑہے۔

نقل ہے کہ ایک وقت حضرت خواجہ بزرگوار یاد پروردگار مین مستغرق تہے
اور ابواب عالم علوی منکشف ہو رہے تہے اسی اثنا مین ایک مرید حضرت کا آیا
اور والی شہر کا شکوہ کیا کہ مجہکو بلاقصور شہر بدر کرنیکا حکم ہوا ہے آپ نے فرمایا
کہ والی شہر کہان ہے یعنے وہ دنیا مین نہین رہا مگر وہ شخص اس رمز کو نہ سمجہا اور

ملکا بادشاہا مہمات دینی و دنیاوی من بندہ رابنظر عنایت خود راست آر بحق
مسلمانان آمین رب العالمین برحمتک یا ارحم الراحمین -
حضرت خواجہ فرماتے ہین کہ جسوقت آدمی خواب سے جاگے تو اوسکو لازم ہے کہ
سیدہی کروٹ سے اولٹے اور یہہ کہے بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ الذی
انزل الرحمۃ والبرکات بعد اسکے بیت الخلاء سے فارغ ہوکے وضو کرے اور نماز دوگانہ
اداکرکے جانماز پر بیٹھے اگر یاد ہو تو ستر بار آیہ سورہ بقر اور تیس بار آیہ سورہ یوسف
پڑہے اور ستر مرتبہ کلمہ طیبہ پڑہکر دو رکعت سنت صبح اداکرے رکعت اول مین
فاتحہ ایک بار اور الم نشرح ایک بار اور دوسری رکعت مین بعد فاتحہ الم ترکیف
اور بعد فراغ سنت کے سورہ مزمل ایک بار اور سو بار سبحان اللہ وبحمدہ واستغفر
اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ پڑہ کے فرض نماز اداکرے اور روبقبلہ بیٹھے
اور دس مرتبہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حی
لایموت ابدا ابدا ذوالجلال والاکرام بیدہ الخیر وھو علی کل شئ قدیر پڑہے اور
تین بار اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمد عبدہ ورسولہ
اور تین مرتبہ درود شریف اور تین مرتبہ کلمہ تمجید پڑہے جب آفتاب برآمد ہو
نماز اشراق اداکرے ترکیب اوسکی یہہ ہے کہ دس رکعت دوگانہ بہ نیت اشراق
شفعہ اول مین الحمد ایک بار اور آیت الکرسی واذا زلزلت الارض ایکبار اور
رکعت دوم مین فاتحہ یکبار اور سورہ انا انزلنا ایک بار اور شفعہ سوم مین فاتحہ
ایک بار و انا اعطینٰک الکوثر ایک بار اور شفعہ چہارم مین فاتحہ ایک بار و اخلاص
ایکبار اور شفعہ پنجم مین فاتحہ ومعوذتین ایک بار جب فارغ ہووے دس بار
درود شریف پڑہے بعد اسکے نماز چاشت اداکرے بارہ رکعت ۳ سلام سے ہر
بعد فاتحہ سورہ والضحی ایک بار بعد سلام کے سبحان اللہ والحمد للہ

کلمات قدسی آیات فرما رہے تہے کہ ایک لڑکا لکڑیکا پیالہ ہاتہہ مین لئے ہوئے اوس
طرف سے گزرا نظر فیض اثر حضرت خواجہ کی اوس طفل خورد سال پر پڑی فرمانے
لگے کہ ایک روز یہہ لڑکا ہندوستان کا بادشاہ ہوگا لوگون نے اوسکا نام
دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اسکا نام شمس الدین ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بعد
فوت ہونے قطب الدین ایبک بادشاہ دہلی کے شمس الدین معروف بہ سلطان
شمس الدین التمش بادشاہ دہلی ہوا۔

مناجات

حضرت خواجہ بزرگ فرماتے ہین کہ جس شخص کو کوئی مہم درپیش آوے یہہ مناجات
ایک مرتبہ ہر روز بوقت معین واسطے برآمد حاجات دینی اور دنیوی کے پڑہا کرے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الہ الا اللہ بزرگی وجباری لا الہ الا اللہ رحیمی وغفاری لا الہ الا اللہ مرا
بخلق نگذاری لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ آلہی بحرمت وبرکت یکصد وچہاردہ
سورہ قرآن آلہی بحرمت وبرکت شش ہزار وششصد وشصت آیہ قرآن آلہی
بحرمت وبرکت حروف مقطعات قرآن آلہی بحرمت وبرکت سہ صد وبست ویک
لک وہزار وششصد ونود ونہ حروف قرآن آلہی بحرمت وبرکت نود ونہ نام
باریتعالے آلہی بحرمت وبرکت ملائکہ مقربین آلہی بحرمت وبرکت اصحاب رسول اللہ
آلہی بحرمت وبرکت سادات آلہی بحرمت وبرکت سہ صد مرد نقبا آلہی بحرمت وبرکت
ہفتاد مرد نجبا آلہی بحرمت وبرکت چہل مرد ابدال آلہی بحرمت وبرکت ہفت مرد اوتاد
آلہی بحرمت وبرکت یک مرد غوث آلہی بحرمت وبرکت یک مرد قطب آلہی بحرمت و
برکت جمیع علما وفقہا آلہی بحرمت وبرکت زہاد وعباد رحمۃ اللہ علیہم اجمعین خداوند

جب سائل آتا تو اوسکے واسطے بھی یہی طریقہ حضرت خواجہ کی داد و دہش کا تہا-
نقل ہے کہ ایک وقت حضرت خواجہ مع مصاحبون خاص جلسہ مین رونق افروز تہے
کہ ایک آدمی پتورا کے لشکر کا چہری آستین مین چہپائے ہوئے بہ قصد ہلاکت حضرت
خواجہ کے آیا اور اپنے سر کو زمین پر رکہہ کر جیسا کہ دستور معتقدون کا ہے بیٹہہ گیا
اور اپنا بہ نیت بیعت حاضر ہونا ظاہر کیا حضور بار بار اوسکی طرف دیکہتے اور تبسم
فرماتے تہوڑی دیر بعد زبان درفشان سے ارشاد ہوا کہ درویشون کے پاس جو
شخص آتا ہے دو بات سے آنا اوسکا خالی نہین یا بہ نیت عقیدت یا بہ خیال اذیت
ان دونون باتون مین ایک بات اختیار کر جب حضرت خواجہ نے یہہ فرمایا وہ شخص
کہڑا ہو گیا اور چہری اپنی آستین سے نکالکر پہینک دی اور تائب ہو کر مرید حضرت
کا ہو کے ایسا خوش عقیدہ ہوا کہ جو کام حضرت فرماتے اوسکو وہ بخلوص قلب انجام
پہونچاتا آخر کار جب تکمیل کو پہونچا پچپن حج ادا کئے بالآخر مکہ معظمہ مین وفات پائی
مدفن اوسکا درمیان مجاوران خانہ کعبہ مقدسہ کے ہوا-
روایت ہے کہ جس زمانہ مین حضرت خواجہ بزرگ نے سکونت اجمیر کی اختیار فرمائی تہی
حاجی لوگ جو آتے وہ بیان کرتے کہ آپکو ہم ہمیشہ طواف خانہ کعبہ مین دیکہا کرتے تہے
یہانکے باشندے جواب دیتے کہ حضرت خواجہ ہمیشہ دولتخانہ خاص مین معتکف
رہتے ہین بلکہ جب سے یہان تشریف لائے ہین حج کو تشریف لیجانے کا اتفاق نہین
ہوا وہ لوگ متحیر ہوتے آخر جب سب حاجیونکی زبانی ایسا سنا گیا ہے معلوم ہوا کہ
حضرت خواجہ ہر شب خانہ کعبہ کو جاتے ہین اور نماز صبح کی اجمیر مین جماعت سے ادا
فرماتے ہین- مردان خدا خدا نباشند لیکن ز خدا جدا نباشند-
مفتاح السعادت سے نقل ہے کہ ایکروز حضرت خواجہ بزرگ اور شیخ اوحدالدین
کرمانی و حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کسی مقام پر بیٹہے ہوئے ہر ایک قسم کی

کرتے ہین کہ کل قیامت کے روز آگ ہمارے بدن کو نہ جلاوے اور حرمت ہماری
نگاہ رکھے آپ نے فرمایا کہ اگر تم خالق کی پرستش کرو تو کیا مقدور ہے کہ مخلوق
ضرر پہونچا سکے اور خدا تعالے ہر حال مین حرمت تمہاری نگاہ رکھے - یہہ سنکر
وہ لوگ کہنے لگے کہ اچھا آپ خدا کی پرستش کرتے ہو جب ہمکو یقین ہو کہ آگ سے
تمکو مضرت نہ پہونچے وہ تو یہہ بات خوب جانتے تھے کہ آگ کا کام جلا دینا ہے حضرت
نے فرمایا قسم ہے اوسکے عزت و جلال کی ہمکو تو کیا جلا دیگی ہماری جوتی کو بھی آگ
نہین جلا سکتی یہہ فرماکے حضور نے اپنی نعلین کو آگ مین پھینکدیا اور کہا کہ اے
آگ کفش معین الدین کو نگاہ رکھنا نعلین مبارک کو اوس سے مطلق ضرر نہ پہونچا
بلکہ وہ تمام آگ جو ایک مدت سے روشن تھی سرد ہو گئی آگ کا سرد ہو جانا اور
نعلین کا نہ جلنا دیکھکر آتش پرست سرد ہو گئے اور فی الفور ایمان لائی صحبت پاک
ہر ایک اونمین سے اہل اللہ ہوا -
حضرت خواجہ کی اختیار کی

روایت ہے کہ حضرت خواجہ وقت مسافرت کے ایک جنگل مین وارد ہوئے اوسمین
کفار رہتے تھے اور اونکا پیشہ رہزنی تھا جو مسافر اوس طرف سے گزرتا اوسکو لوٹ
لیتے اور مسلمان کو زندہ نچھوڑتے تھے جب حضور کو اون شریرون نے دیکھا کہ ایک
مسلمان چلا آتا ہے تلوارین لیکر دوڑے اور چاہا کہ حضور کو آسیب پہونچا دین
حضرت نے اونکی طرف دیکھا نگاہ پڑتا تاثیر کے پڑنے سے مارے خوف کے کانپنے لگے اور
سر نیاز زمین پہ رکھہ کے کہنے لگے کہ یا شیخ ہم آپکے بندہ بے درم ہین ہمپر شفقت کرو
ہم سب مسلمان ہوتے ہین اور ایمان لاتے ہین آپنے اونکو کلمہ طیبہ پڑھا یا لتبار اسکے
ہر ایک اونمین سے خدا رسیدہ ہوا -

روایت ہے کہ جسدم حضور کے باورچیخانہ مین کسی چیز کی ضرورت ہوتی خادم اگر عرض
کرتا آپ زیر مصلے سے بقدر کفایت اوس روز کے درم و دینار عطا فرماتے او

درویش نماز مین مشغول ہے اور خادم کباب طیار کر رہا ہے ٹھر گیا جس و
آپ نماز سے فارغ ہوئے یہہ بہی سلام کرکے بیٹھہ گیا اس عرصہ مین خادم نے کبا
حاضر کیے آپ نے بسم اللہ کہکے ایک ران اوس کلنگ کی جدا کی اور آگے
ضیاء الدین کے رکہدی اور دوسری ران کا گوشت آپ تناول فرمانے
لگے جو وقت حکیم مذکور نے اون کبابون کو کہایا ظلمت علوم فلسفہ دل سے د
ہوئی زمین پر گرا اور بیہوش ہوگیا حضرت خواجہ نے قدرے اولش خاص سے
اوسکے مونہہ مین ڈالا۔ نقل ہے کہ بغداد مین ایک شخص فاسق اور فاجر جب
غایت تہا اوس نے کسی شخص سے سنا کہ جو کوئی تین روز متواتر حضرت خواجہ
معین الدین چشتی کی خدمت مین حاضر رہے اونکی برکت سے ولی کامل ہو
اسکو بہی شوق صحبت حضرت خواجہ کا پیدا ہوا اور بجرہ متبرکہ کے دروازہ پر
حاضر ہوکر زار زار بآواز بلند رونے لگا آپ نے اوسکو طلب فرماکر استغفا
پڑہائی تین روز تک وہ شخص حضور کی خدمت مین حاضر رہا اور نماز پنجگانہ
بہی آپکے ساتھہ ادا کی دل اوسکا جو زنگ فسق سے آلودہ تہا صاف ہوا
گناہون سے از سرنو تائب ہوکر خلوت اختیار کی چند روز مین صاحب کشف و
کرامت ہوا سیر الاقطاب سے روایت ہے کہ ایک جنگل مین سات آدمی آتش پر
رہتے تہے ریاضت اور مجاہدہ اونکا اسقدر تہا کہ چہہ چہہ مہینے تک کہاتے پیتے نہ
ایک خلقت اونکی معتقد تہی برکت ریاضت اور مجاہدہ سے ہر ایک اونمین
روشنضمیر تہا جو کوئی آپکی ملاقات کے لئے آتا بغیر پوچہے اونکے دل کا حال
اتفاقاً حضرت خواجہ کا گذر بہی اوس جنگل مین ہوا ساتون آتش پرست
ملاقات کو آئے اور سر نیاز قدم حضرت پر رکہا آپ نے اون سے کہا کہ سو
حق پرستی کے آتش پرستی کیون کرتے ہو کہنے لگے [illegible]

زارزار رونے لگا اور اپنے عقیدہ سے تائب ہوا۔ سچ ہے ع
کیمیائیست کہ در صحبت درویشانست
آنچہ زر میشود از پرتو آن قلب سیاہ
بعدہ یادگار محمد نے وضو کرکے دو رکعت نماز شکرانہ ادا کی اور آپکی بیعت سے
مشرف ہوا جسقدر مال و متاع اوسکے پاس تہا پیش کش کرنا چاہا آپنے قبول نہ
فرمایا اور یہہ ارشاد کیا کہ جسقدر لوگون سے یہہ مال بجبر و تعدی تونے لیا ہے
اونکو واپس دے ڈال تاکہ بروز قیامت کوئی تیرا دامنگیر نہو حسب الارشاد
حضور کے محمد یادگار نے عمل کیا اور جو کچہہ باقی رہا فقیرون مسکینون کو بخشا اور
غلامونکو آزاد کرکے ہمرکاب حضرت خواجہ بزرگوار کے حصار شادمان تک گیا جو کہ
یہہ شخص ببرکت صحبت آپکے واصلان حق سے ہوگیا تہا حضرت خواجہ نے واسطے
ہدایت و ارشاد وہان کے لوگون کے شیخ محمد یادگار کو چہوڑا اور آپ سمت بلخ
تشریف فرما ہوئے جب رونق بخش بلخ کے ہوئے مقام فیض انجام حضرت شیخ
احمد خضرویہ مین قیام گزین ہوئے اوس جگہہ حکیم ضیاءالدین نام ایک بڑا
فاضل تہا جمیع علوم فلاسفہ مین مہارت تام اوسکو حاصل تہی لیکن علم تصوف
پر اونکو اعتقاد نہ تہا اکثر اوقات اپنے شاگردون کے آگے توہین علم تصوف
کی کیا کرتا حوالی بلخ کے ایک موضع رنیا مین وہان مدرسہ اور باغ اوسکا تہا
حضرت خواجہ معین الدین چشتی ہمیشہ تیر و کمان و چقماق و نمکدان اپنے ساتھ
رکہتے اسلیئے کہ اگر آپکا گزر آبادی سے دور ہو شکار کرکے لقمہ بے شبہہ سے افطار
کرتے ناگہان حضرت خواجہ بزرگ کا گزر اوس موضع مین ہوا جسجگہہ حکیم ضیاءالدین
رہتا تہا اوس روز آپنے ایک کلنگ کو شکار کرکے سایہ درخت مین قیام کیا
اور خادم ہمراہی کو واسطے تیاری کباب ارشاد ہوا اور آپ عبادت باری
مین مشغول ہوئے اتفاقاً حکیم ضیاءالدین وہان پہونچکر کیا دیکہتا ہے کہ ایک

اس شخص کا حوالی شہر مین ایک باغ اوسمین حوض نہایت لطیف بنا ہوا تہا حضرت
خواجہ بزرگ اوس باغ مین تشریف لیجا کر حوض کے کنارہ ٹہیرے اور غسل
سے فارغ ہوکے نماز ادا کی بعد اسکے تلاوت قرآن مجید مین مشغول ہوگئے -
اتفاقاً اوسی روز محمد یادگار کی سواری باغ مین آئی جو درویش کہ آپکی
خدمت مین تہا اوس نے خوف زدہ ہوکر عرض کی کہ جلد یہان سے تشریف
لے چلئے آپ نے اوسکا اضطراب دیکہ کے تبسم کیا اور فرمایا کہ فلان درخت کے
نیچے بیٹہہ جا وہ درویش مضطرب الحال اوس جگہہ سے اوٹہ کے جسجگہہ آپنے فرمایا
تہا جا بیٹہا اس اثنا مین فراش لوگ پہونچے اور غالیچہ یادگار محمد کیواسطے حوض
کے کنارے قریب حضرت کے بچہایا گیا بسبب عظمت وجلال حضور کے ملازمان محمد
یادگار آپکو وہان سے نہ اوٹہا سکے ناگاہ یادگار محمد بہی آپہونچا آپکو اوس
جگہہ دیکہہ خدمتگذارون پر شور کرنے لگا کہ اس درویش کو یہان سے کیون
نہ اوٹہایا آپ اوسوقت تلاوت قرآن مجید مین مشغول تہے نگاہ پرتاثیر سے
اوسکی طرف دیکہا معاً تمام جسم اوسکا لرزنے لگا اور بسبب ہیبت کے بیہوش ہوکر
گرا ملازمان یادگار محمد یہہ حال دیکہہ گہبرا گئے اور عفو تقصور چاہا آپ نے اوس
درویش کو کہ زیر درخت بموجب ارشاد حضور کے خایف بیٹہا ہوا یہہ سب کیفیت
دیکہہ رہا تہا طلب کیا اور فرمایا کہ تہوڑا سا پانی اس حوض سے لے اور بسم اللہ
کہکے اوسکے مونہہ پر مار درویش نے اوسیطرح کیا یادگار محمد کو ہوش آیا قدم
مبارک پر گرا اور عرض کرنے لگا کہ یا حضرت تمام منہیات سے توبہ نصوحا کرتا ہون
میری خطا معاف فرمایئے آپنے براہ مہربانی اوسکے سر پہ ہاتہ رکہا اور فرمایا
نہ دعوی محبت خاندان رسالت کرنا اور پیروی اونکی نکرنا بیمعنی ہے پس اپنے
ہنا تب ائمہ ہدی اسطرح بیان فرمایئے کہ یادگار محمد مع مردمان ہمراہی کے

شیخ محمود اصفہانی سے ملے اور صحبت رکہی حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی
اوسوقت اصفہان مین تہے اور ارادہ تہا کہ مرید شیخ محمود اصفہانی کے ہون لیکن
جب حضرت خواجہ معین الدین چشتی کو دیکہا فسخ عزیمت کرکے مرید حضرت خواجہ
بزرگوار کے ہوئے اور حضرت خواجہ بزرگ نے اپنا ملبوس خاص خواجہ قطب الدین
علیہ الرحمہ کو عطا فرمایا اور حضرت خواجہ قطب الدین نے وقت وفات اپنی کے
شیخ فرید الدین شکر گنج کو عنایت کیا اور اونہون نے حضرت شیخ نظام الدین
اولیا کو اور حضرت شیخ نظام الدین اولیا نے شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی کو
مرحمت فرمایا الغرض جب حضرت خواجہ بزرگوار خرقان مین وارد ہوئے دوسال
تک قیام پذیر رہے بعد اسکے استرآباد مین تشریف لیگئے وہان شیخ ناصر الدین
استرآبادی سے صحبت رکہی یہہ حضرت بڑے صاحب کمال ہوئے ہین ایکسو
ستائیس برس کا سن شریف تہا اور دو واسطے سے سلسلہ حضرت سلطان
العارفین شیخ طیفور اور شیخ بایزید بسطامی سے توسل رکہتے تہے حضرت خواجہ
بزرگ نے مدت تک اونکی صحبت مین رہ کے فیض بیحد و شمار حاصل کیا بعد اسکے
آپ متوجہ ہرات کے ہوئے چونکہ آپکی عادت تہی کہ کسی مقام پر زیادہ تر قیام
نہین فرماتے دن کو سیر کرتے اور وقت شب اکثر اوقات بقعہ شریف حضرت خواجہ
عبد اللہ انصاری رحمہ اللہ مین آسودہ ہوتے صرف ایک درویش خدمتگذار
اپنے ساتہہ رکہتے اور اکثر اوقات نماز فجر کی عشا کے وضو سے ادا فرماتے جب
ہرات مین آپکے کمالات ظاہری و باطنی کی شہرت ہوئی جوق جوق مردم کا
ہجوم ہونے لگا۔ آپ وہان سے سبزوار کو تشریف لیگئے وہان کا حاکم محمد
یادگار نام ازحد بدمزاج اور فاسق رافضی تہا جس شخص کا نام ابابکر و عمر
و عثمان رضی اللہ عنہم ہوتا ایذا پہونچاتا اور درپے اوسکی ہلاکت کے ہوتا

شیخ سدید الدین کے اور وہ مرید سلطان ابراہیم بن ادہم بلخی کے اور وہ مرید شیخ ابوالفیض فضیل کے اور وہ مرید شیخ ابوالفضل عبدالواحد بن زید کے اور وہ مرید حضرت شیخ حسن بصری انصاری کے اور وہ مرید حضرت امیرالمومنین علی ابن ابیطالب کے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ مرید اور خلیفہ حضرت سرور کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الغرض مدت بیس برس اور چھہ مہینے تک ریاضت اور مجاہدت کرکے خرقہ خلافت کا اپنے پیر و مرشد خواجہ عثمان ہارونی سے پایا بعد اسکے سنجار مین خواجہ نجم الدین کبری کی خدمت مین پہونچے پندرہ روز وہان قیام فرمایا پھر وہان سے متوجہ بغداد کے ہوئے اور بغداد شریف مین پہونچکر شیخ ضیاؤالدین پیر روشن ضمیر شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی سے ملاقات کی بن بعد حضرت خواجہ اوحدالدین کرمانی کیخدمت مین پہونچکر خرقہ خلافت سے مشرف ہوئے پھر قصبہ جیل مین آئے کہ وہ بغداد سے سات کوس ہے اور کشتی حضرت نوح پیغمبر علیہ السلام کی بقول بعض کے اوسی جگہہ طوفان اب مین ٹہیری تہی سات دن حضرت پیران پیر دستگیر شیخ عبدالقادر گیلانی کیخدمت مین رہے مگر تاریخ آرایش محفل مین لکہا ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی جب بیس برس کی عمر ہوئی تب شیخ عبدالقادر گیلانی سے فایدہ حاصل کیا مونس الارواح مین لکہا ہے کہ حضرت خواجہ کا حجرہ متبرکہ ابتک قصبہ جیل مین موجود ہے پھر آپ جیل سے ہمدان اور ہمدان سے تبریز اور استرآباد اور ہرات تشریف لیگئے۔ حضرت سلطان الاولیا شیخ نظام الدین محبوب الٰہی قدس سرہ سے نقل ہے کہ حضرت خواجہ بزرگوار کی پوشش دوہری ہوتی تہی اگر کہین سے دریدہ ہوتی تو بدست خاص بخیہ کرتے اور پارچہ ہاے پاکیزہ جس طرح کے ملتے اونکا پیوند لگاتے۔ الغرض جب آپ اصفہان مین رونق افروز ہوئے

پندرہ سال کے سن مین پدر عالیقدر آپکے قضاے آلہی سے فوت ہوئے ایک
باغ اور کارخانہ پن چکی باقی چھوڑا اوس موضع مین ابراہیم قندوزی مجذوب
کامل تشریف رکہتے تہے ایک دن گذرا نکا حضرت خواجہ غریب نواز کے باغ مین
ہوا اوسوقت خواجہ بزرگ درختونکو پانی پلا رہے تہے جب ابراہیم قندوزی
کو دیکہا دوڑے اور ہاتہہ اونکے چومکر درخت کے سایہ مین بٹہلایا اور خوشہ
ہاے انگور آگے اونکے لا رکہے ابراہیم قندوزی نے ایک کہل کا ٹکڑا جیب سے
نکالا اور اوسکو دانتون سے چبا کر حضرت خواجہ کو کہلا دیا بفور کہانے کے
جذبہ طریقت نے آپکو کہینچا دنیا کی محبت اور گہر بار کی الفت دل سے اوٹہہ گئی
آپنے باغ وغیرہ فروخت کرکے زر قیمت درویشون کو دے ڈالا اور وہان سے
مسافرت اختیار کرکے طرف سمرقند اور بخارا کے تشریف لیگئے حضرت حسام الدین
بخاری کی خدمت مین رہ کر قرآن شریف حفظ کیا اور علوم ظاہری مین دستگاہ
کامل حاصل کی بعد از تکمیل جانب عراق عرب توجہ فرمائی جبکہ قصبہ ہارون مین
کہ نواح نیشاپور سے ہے پہونچے وہان حضرت خواجہ عثمان چشتی ہارونی کے مرید
ہوئے اور اونکی صحبت سے بہرہ کامل اوٹہایا پہر عبادت و ریاضت مین غرق
ہوئے سلسلہ طریقت آپکا یہہ ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین مرید حضرت خواجہ
عثمان ہارونی کے جنکا مزار مبارک مکہ معظمہ مین متصل مکان شریف صاحب کے
ہے اور وہ مرید حضرت حاجی شریف زندنی کے اور وہ مرید خواجہ قطب الدین
مودود چشتی کے اور وہ مرید اور خلیفہ اپنے والد بزرگوار خواجہ یوسف چشتی
کے اور وہ مرید اپنے ماموں خواجہ محمد چشتی کے اور وہ مرید اپنے والد ابو محمد
ابدال چشتی کے اور وہ مرید خواجہ ابو اسحاق شامی چشتی کے اور وہ مرید خواجہ
ممشاد علو دینوری کے اور وہ مرید شیخ امین الدین ابو ہبیرۃ البصری کے اور وہ مرید

میسّر آتا لگا لیتے۔ نسب نامہ آپکا کتاب بحر الانساب مین اسطرح لکھا ہے کہ خواجہ معین الدین حسن سنجری ابن خواجہ غیاث الدین ابن سید ضیاء الدین ابن سید ابو المعالی بن سید عبد العزیز بن سید ابراہیم بن امام موسی کاظم بن امام حضرت جعفر صادق ابن امام محمد باقر ابن امام زین العابدین ابن امام حضرت ابو عبد اللہ سید الشہدا ابن اسد اللہ الغالب حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام اور شجرہ انساب و مرات الاسرار و مداین المعین مین نسب نامہ آپکا یون لکھا ہے کہ خواجہ معین الدین حسن بن خواجہ غیاث الدین حسن بن خواجہ نجم الدین طاہر بن سید عبد العزیز بن سید ابراہیم بن سید ادریس بن امام موسی کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن حضرت امام زین العابدین بن حضرت امام حسین بن حضرت امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ یہہ رباعی سن ولادت و مدت عمر و وفات شریف حضرت خواجہ بزرگ کی مشہور ہے: رباعی

ولادت عاشق ز سال عرش | بود در والی ہند آشکارا
وفاتش آفتاب ملک ہندست | ز ابجد کن شمار این راخدارا

چونکہ آپکو بیعت سلسلہ چشتیہ مین ہے کہ بلدہ چشت سے منسوب ہے اور چشت نام ایک شہر کا ہے ہرات سے قریب کہ اس زمانہ مین اوسکو شاقلان کہتے ہین اور اس خاندان چشت کی وجہ تسمیہ یہہ ہے کہ چار بزرگوار اس سلسلہ عالیہ کے ساکن چشت تھے اور اوسی مقام متبرک مین آسودہ ہین اول خواجہ ابو احمد چشتی دوم خواجہ ناصر الدین ابو محمد چشتی سوم خواجہ ابو یوسف چشتی چہارم خواجہ قطب الدین مودود چشتی جنکا سلسلہ ارادت ان بزرگوارون تک منتہی ہوتا ہے اوسکو چشتی کہتے ہین۔ الغرض آپ سادات حسینی حسنی سے ہین

ں اسوقت سیر حاصل ہے اوسوقت خوش ہوکر فرمایا کہ معین الدین تیرا کام پورا
ہوا اور ایک مشت زر مصلے کے نیچے سے نکالکر فرمایا جا اور فقرا و مساکین کو تقسیم
کر من بعد تقسیم کے حاضر خدمت ہو آپنے فرمایا کہ اے معین الدین ہمارے
پاس رہا کر مین نے اپنا فخر اور خوش نصیبی سمجھکر اقبال کیا بعد چند عرصہ کے
عزم زیارت مکہ معظمہ فرمایا جب مکہ معظمہ مین پہونچے میرا ہاتھ پکڑکر خانہ کعبہ کے
پاس کھڑے ہوئے اور جناب باری مین التجا کی کہ پروردگار میرے معین الدین
کو تونے میرے حوالہ کیا اور یہہ دعا فرمائی کہ الٰہی اس درویش کو قبول فرما غیب سے
آواز آئی کہ ہمنے معین کو قبول فرمایا۔ شیخ تاج الدین نبیرہ حضرت شیخ شہاب الدین
سہروردی سے روایت ہے کہ ہم سنتے تھے یکایک غیب سے آواز آئی کہ اے معین الدین
ہم راضی ہین تجھہ سے اور تیرے پیر سے بعد اوسکے عزم مدینہ منورہ کا ہوا
اور وہان پہونچے آپنے مجھسے فرمایا کہ سلام عرض کر جب آپنے سلام عرض کیا
روضہ مبارک سے جواب آیا وعلیکم السلام یا قطب المشائخ اوسی دن سے حضرت
پیر و مرشد کا خطاب قطب المشائخ ہوا۔

ہدایت المعین مین حضرت خواجہ قطب الدین اویسی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل لکھی ہے
کہ جس شہر مین حضرت خواجہ صاحب گذر کرتے تو گورستان مین اوترا کرتے تھے
اور جب شہر والونکو خبر ہوتی اور حضرت کے کمالات سے واقف ہوتے تو آپ وہانسے
اوٹھہ جاتے اور رات دن مین دو ختم قرآن شریف کیا کرتے حضرت سلطان المشائخ
نظام الدین اولیا لکھتے ہین کہ حضرت خواجہ صاحب کو ریاضت اور مجاہدات تا
اسقدر تہا کہ ادنے درجہ یہہ ہے ساتوین روز پانچ درم وزن کہ ساڑھے سترہ
ماشہ ہوتا ہے جو کی خشک روٹی کا ٹکڑہ پانی مین تر کرکے تناول فرماتے تھے اور
دوہرا کپڑا بخیہ کیا ہوا پہنا کرتے اور کہین سے پھٹ جاتا تو اوسمین جسطرح کا پیوند

تک آپ وہان رہے اور تمام آدنے واعلے وہان کے آپسے فیضیاب اسلام ہوئے
کتاب انیس الارواح جو خاص تصنیف حضرت خواجہ بزرگ کی ہے اوسین آپ تحریر
فرماتے ہین کہ مین ہارون سے جب بغداد شریف مین پہونچا لوگون سے دریافت
کیا کہ یہان کوئی درویش صاحب کرامت بھی ہین سبنے بالاتفاق حضرت خواجہ
عثمان ہارونی کو قطب الوقت بیان کیا یہہ سنکر حضرت کے خانقاہ مبارک
مین پہونچا اوسوقت حضرت خواجہ عثمان حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ
کی مسجد مین نماز پڑہنے کو تشریف لیگئے تھے مین بھی دریافت کرتا ہوا اوس
مسجد مین پہونچا اور وہان دولت ملاقات سے مشرف ہوا اوسوقت سن شریف
آپکا باون برس کا تہا مجھے دیکھکر فرمایا کہ دوگانہ نماز کا ادا کر رکعت اول مین
ہزار بار الحمد اور ایک بار سورۂ اخلاص اور دوسری رکعت مین ایک بار
سورہ فاتحہ اور ہزار بار قل ہو اللہ احد مینے بموجب ارشاد کے دونون رکعت
ادا کین پہر ارشاد ہوا کہ قبلہ رو ہوکر سورہ بقر انتہا تک اور ۲۳ بار کلمہ سبحان اللہ
پہہ جب مین فارغ ہوا میرا ہاتہہ پکڑکر فرمایا کہ اے رب العالمین معین الدین کو قبول
فرما اور سر مبارک سے ٹوپی اوتار کر میرے سر پر رکہی اور فرمایا کہ ہزار بار سورہ
اخلاص پڑہ جب وہ بھی ختم کی تب ارشاد ہوا کہ ہمارے خاندان مین صرف ایک
رات دن کا مجاہدہ ہے آجکی رات اور دن عبادت مین بسر کر حسب الحکم ایک
رات اور دن مجاہدہ مین گزرا انکر حاضر خدمت ہوا حکم بیٹھنے کا فرمایا بعد اوس کے
فرمان ہوا آسمان کیطرف دیکھہ مین دیکھنے لگا فرمانے لگے کہ کیا دیکھا مین نے عرض
کیا عرش اعظم سے تحت الثریٰ تک کوئی حجاب باقی نہین پہر فرمایا آنکھہ بند کر جب
آنکھہ بند کی فرمایا کھول پہر حضرت نے دو اونگلیان کہڑی کرکے فرمایا کہ اسکے
وسط مین کیا نظر آتا ہے عرض کیا کہ یہہ اونگلیان جام جہان نما ہین کل موجودات

تھے اور وقت شام قریب تھا خادم نے چاہا کہ آٹا نکالکر روٹی پکاوے آتش
پرستون نے دیکھا کہ یہہ شخص مسلمان ہین نزدیک آگ کے جانے ندیا اور نہ آگ
لینے دی خدمتگار نے ویساہی حال عرض کیا آپ وضو سے فارغ ہوکر آگ کی
طرف متوجہ ہوئے مختار نام ایک آتش پرست تھا اپنی بغل مین ایک لڑکا بعمر
ہفت سالہ لئے کھڑا تھا آپ نے اوس سے دریافت کیا کہ تم اس آگ کی کیون
پرستش کرتے ہو مختار بولا کہ ہمارے یہان آگ کو نور الٰہی جانکر پرستش کرتے
ہین آپنے فرمایا کہ مختار تمکو بہت مدت گذری کہ تم اس آگ کو پوجتے ہو تھوڑی
آگ ہاتھہ مین لو یا ہاتھہ اوسمین ڈالو وہ تمکو اپنا بندہ جانکر نجلاویگی مختار بولا
خاصیت آگ کی جلا دینا ہے یہہ سنکر آپ نے اوس لڑکے کو مختار سے لیا اور
بغل مین لیکر اوس آتشکدہ کے اندر چلے گئے اور آیت قُلْنَا یَا نَارُ کُونِی بَرْدًا
آخر تک وردزبان تھی تمام آتش پرست شوروغل کرنے لگے کسیقدر عرصہ
کے بعد آتشکدہ سے لڑکے سمیت برآمد ہوئے مطلق اثر آگ کا آپ پر اور اوس
لڑکے پر آپ کی برکت سے نہوا مغان نے اوس لڑکے کی سلامتی پر تعجب کیا اور
دریافت کرنے لگے کہ آتشکدہ مین کیا نظر آیا اوس نے صاف صاف کہا کہ جسدم
یہہ درویش آگ مین لیکر چلا بسبب خوف کے مین سہم گیا اور آنکھین بند ہوگئین
آنکھہ کھولکر کیا دیکھتا ہون کہ اسکے اندر ایک باغ پرفضا اور دلکشا ہے انواع
انواع کے پھول خوشرنگ کھل رہے ہین اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے
اوسوقت میرے دلکو عجب طرح کا سرور حاصل ہوا اور مینے اچھی طرح اوس باغ
فرحت افزا کی سیر سے سیری حاصل کی۔ یہہ حال سنکر جمیع آتش پرست ان کے
ہاتھہ پر مسلمان ہوئے اور اوس آتشکدہ کو بجھا دیا حضرت نے مختار کا نام عبداللہ
اور لڑکے کا نام ابراہیم رکھا اور یہہ دونون خدا رسیدہ ہوئے اڑھائی سال

در زمان شہ رفیع مکان	کہ بناز د بہ ورا و دوران
آن شہنشہ کہ ذات او آمد	باعث عدل و داد و امن و امان
شاہ گیتی پناہ نورالدین	بر جہان ہست سایۂ یزدان
بانی این بنائے لطف آئین	بایکے سال او خرد گفت آن
دولت است از وزیر خان کلان	کم نشان چنین ز دولت دان ۱۰۲۲ھ

باب چوتھا

فصل پہلی

مخفی نرہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی قصبہ سجستان مین جو بلاد غور سے ہے سن ہجری پانسو سینتیس مین پیر کے دن پیدا ہوئے آپکے والد کا نام نامی سید غیاث الدین احمد اور والدہ ماجدہ کا اسم گرامی حضرت بی بی ماہ نور ہے اور اقتباس الانوار مین نام حضرت کی والدہ شریفہ کا بی بی خاص الملکہ کہا ہے اور بعضون نے تاریخ تولد حضور خواجہ غریب نواز کی عاشق نو لکھی ہے اس سے تولد آپکا سن ہجری پانسو ستائیس مین معلوم ہوتا ہے - حضرت غیاث الدین احمد بڑے مشایخ عالی نسب والاحسب گزرے ہین اور اکثر مشایخ کبار صاحب ہمت اور عارفان باکمال کے دیکھنے والے تہے رحلت آپکی سن پانسو باون ہجری مین ہوئی مزار پر انوار آپکا متصل دروازہ شام کے ہے اکثر طالب حق ابتک اونکے مزار مبارک سے فیض حاصل کرتے ہین -

۵۳۷ھ

نقل ہے کہ آپ کسی سفر مین ایک روز آتش پرستون کی بستی مین جا نکلے اوسجگہ ایک آتشکدہ تہا قریب اوسکے حضرت ممدوح تشریف فرما ہوئے چونکہ آپ روزہ سے

صرف زر ملا مداری کرد در تعمیر دیگ — باد نامش در جہان روشن بمثل آفتاب
سخت در ہمت آگہی چیدش نمودہ اہتمام — گفت ہاتف سال تاریخش جہان شد فیضیاب

رجب المرجب کی سولہوین تاریخ سے اٹھارہوین کی دوپہر تک بہت اچھا میلہ ہوتا ہے
ہزارون مرد عورت زیارت کو آتے ہین مرادین مانگتے ہین نذرین چڑہاتے ہین
ہر شب محفل سماع مین خاص و عام کا اژدحام روشنی کا لطف تمام درجہ سوم
مین وو طرفہ بازار لگا ہوا خلقت کی کثرت سے ہر درجہ بھرا ہوا ارباب نشاط کا
ہجوم خلق اللہ کی دہوم کہین جلسۂ احباب منعقد کہین فقرا کا مجمع از حد دوکانون
مین انواع اقسام کی جنس رنگ برنگ کے پہول طرح طرح کی مٹھائی قرینہ سے چُنی
ہوئی لینے دینے والے خورسند مجاور لوگ نذر نیاز سے سودمند مگر بڑا العجب
یہہ ہے کہ آپکی درگاہ کے خادم سبکے سب اما میہ مذہب رکہتے ہین یہہ لوگ واسطے
رقت کے روضہ کے کٹہرے کے گرد کئی سیر سرخ کلاوہ کا لچہا تان دیتے ہین جسوقت
میلہ کا قل ہوتا ہے اوسوقت ہندو اوس کلاوہ کو لوٹتے ہین ہر چند کہ یہہ رسم ساختہ
ہے اور شرعاً محض بے اصل مگر اسکے لوٹتے وقت عجب رقت کا عالم ہوتا ہے جسکے
لکہنے سے قلم کی زبان شق ہوئی جاتی ہے شیعون کا ہنگامہ آنکہون کے
تلے پہر جاتا ہے درگاہ کے قریب سمت جنوب گنج شہدا مین کثرت سے شہیدون
کے مزارات ہین سن ہجری ایکہزار بائیس مین گنج شہدا کی چار دیواری
پختہ وزیر خان کلان نے جو جہانگیر کے امیرون مین سے تہا بنوائی شرق رو
اس چار دیواری کا دروازہ ہے دروازہ کی محراب پر سنگ مرمر کی لوح
مین یہہ اشعار کندہ ہین مگر فی الحال جس پتہر پر یہہ کتبہ کندہ ہے درگاہ مین
رکہا ہوا ہے شاید کسی باعث سے گر گیا ہوگا دو شعر جنکا مضمون بوجہ فرسودہ
ہوجانے الفاظ کے پڑہا نہین جاتا ۔

اور ایک حوض پانی کا حوض بنا ہوا ہے سمت شمال دالانون کے بیچون بیچ
نقارخانہ زمانہ جلال الدین محمد اکبر کا بنا ہوا بہت خوش وضع ہے ؛

بلند دروازہ

یہہ دروازۂ بلند روضہ حضرت امیر سید حسین خنگ سوار کا اسمٰعیل قلیخان
صوبہ اجمیر نے سن ہجری نوسو چہتر مین سنگ سرخ سے بنوایا اونچان اسکی
چونسٹھہ فٹ اور چوڑان سترہ فٹ فرش دروازہ کا سنگمرمر مصفا کا ہے
اگرچہ بخط نسخ کتبہ محراب دروازہ پر کندہ ہے مگر چونکہ ہر سال دروازہ پر سفیدی
کیجاتی ہے اسلیئے بخوبی پڑہنے مین نہین آتا دروازے کے اندر سنگمرمر کی
لوح مین یہہ قطعہ اسکی تاریخ کا کندہ ہے ؛

بعہد بادشاہ آسمان قدر	پناہ ملک و ملت ظل یزدان
جلال الدین محمد اکبر آن شاہ	کہ دارد در نگین ملک سلیمان
بدین درگہ کہ ہمچو کعبہ آمد	سوادش عین نور و نور اعیان
بنا فرمود این ایوان عالی	کریم الذات اسمٰعیل قلیخان
زکاخ دلکشا تاریخ اتمام	اگر خواہد کسے مے یابد آسان

... الراجی درویش محمد الحاجی الشتہر برمزی - بلند دروازہ کے نیچے درجہ
... مسقف دالان مین ایک مسجد بہی پختہ اور خوشنما بنی ہوئی ہے صحن مین
... گشت مزارات سے ایک شہر خموشان بستا ہے درجہ چہارم کے دو
... ایک شرق رو دوسرا شمال رو ہے دروازہ شمالی کے متصل دو
... ایک دیگ نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ کی بنوائی ہوئی
... یہہ قطعہ اسکی تاریخ کا دیگ کے اوپر کندہ ہے ؛

...ضہ عالی کی چار دیواری کے دو دروازے ہین ایک شرق رو دوسرا
...ب رو دروازہ شرقی تعمیر زمانہ قدیم کی ہے اور جنوبی دروازہ سنگ
...سن ہجری بارہ سو پچیس مین بنا ہے دروازہ کی محراب پر یہہ قطعہ اسکی
... کا کندہ ہے —

...وار ملک دنیا شاہبار ملک دین	قاتل کفار آن سید حسین مہ جبین
...ود خاکان نبوت و التقا	واقف سر ہدا آن مہبط نور مبین
...ر ہر دو جہان گلشای انس و جان	مفخر کون و مکان آن حاکم دنیا و دین
...ماہش پر عرق از عطر جنت بر طرف	مرقدش پردہ شرف چون دلو بر کوہ مبین
...ی دروازہ ہبین از سنگ مرمر شد عزیز	شد مرتب بر زمین بر صفحہ اش زر نشین
...ے تاریخ او کردم سوال از عقل کل	گفت جو تاریخ او باز روضہ سلطان زین

...یہ دوم مین زیر دروازہ شرقی خنگ گھوڑے کی قبر ہے یہہ گھوڑا حضرت امیر
...حسین کی سواری کا تھا اسکی قبر پر سبز قبر پوش کے اوپر بجائے سیر فرش کے
...ن گول پتھر رکھے ہوئے ہین عوام مین جو یہہ بات مشہور ہے کہ حضرت بدیع الدین
...ہ مدار نے یہہ غاولہ جانورونکو لاشو نیز سے اوڑانے کیواسطے پھینکے تھے محض
...ہے اول تو حضرت مدار صاحب اور امیر سید حسین خنگ سوار کے زمانہ مین
...ی فرق بہت ہے دوسرے اتنے بڑے غلیلونکا ہونا خلاف قیاس ہے کیونکہ انکا
...زن بھی چار چار سیر سے کم نہین - روضہ کے غربی دوسرے درجے مین مسجد
...لیشان اور خوشنما مولوی طبیب الدین مرحوم صدر امین اجمیر کے اہتمام سے
...ر طیار ہوئی طول اسکا چوبیس گز اور عرض چھہ گز سرکاری صحن اسکا بہت
...عقول ہے درجہ سوم مین عمدہ عمدہ دالان عالیشان جنوبی شمالی حصہ مین
...ن غربی مین ایک مسجد قدیم نہایت محکم اونکے آگے صحن مین شہید ونکے مزارات

آپکا مزار شریف تاش بادلے کے قبر پوشون سے ڈہنکا رہتا ہے سرہانے کی طرف شہیدانہ پر دستار زرتار جسپر موتیون کا سہرا پڑا ہوا نظرون مین کہبا جاتا ہے چاندی کا چہتر اور چہبتین مزار فیض آثار پر آویزان ہین سنہری چوکہٹون مین آئینے کہڑے کے اندر جڑے ہوئے پہولون کے سہرے پڑے ہوئے لطف دیتے ہین شان محبوبیت آپکے روضۂ اقدس پر پائی جاتی ہے خرق عادات حضرت سیابرار خنگ سوار کا ایک عالم گواہ ہے مزار پر نور جن وانس کا زیارتگاہ ہے روضہ شریف کے غربی کمانچے راؤ سیندہیہ نے سات درکا دالان سنگ مرمر کا نہایت خوش وضع بنوایا سن ہجری بارہ سو ستائیس مین بنیاد اسکی شروع ہوئی اور سن بارہ سو اٹہتیس ہجری مین اختتام کو پہونچا فرش محراب مرغول ستون بہت نفیس سنگ مرمر کے ہین اور غربی دیوار کے محراب پر یہہ اشعار کندہ ہین ✤

معدن نور منبع اسرار
ہست درگاہ شاہ خنگ سوار
ساخت دالان کہ ہست رشک بہشت
راؤ کمانچے سیندہیہ باوقار

اور تاریخ اختتام تعمیر کی یہہ کندہ ہے ✤

کمانچے راؤ چون کردہ بنائے
مکان پر فضا بر کوہ محکم
پئے تاریخ جستم گفت ہاتف
احاطق تا قیامت باد قایم

اس دالان سے ملحق روضہ کے شمالی ایک اور دالان خوش اسلوب کی سن ہجری بارہ سو بائیس مین بالا راؤ اینگلہ نے بنا ڈالی اور سن ہجری بارہ سو تیئیس مین بنکر طیار ہوا بیچ کی محراب پر یہہ اشعار کندہ ہین ✤

از بشارت سید الشہدا حسین خنگ سوار
کرد دالان راؤ بالا اینگلہ پیش مزار
یکہزار و دو صد و افزون ازین بست و دو
سال ہجرت خانۂ بیت العدن آمد شمار

کی راہ ہزار ہا گمراہ قلعہ مین اوترے اور شبخون کیا حضرت امیر سید حسین کو
اس مکر سے محض بے خبر تہے مع جماعت مسلمین شہید ہوئے مگر کفار بہی آپکے اور
مردان موجودہ کے ہاتہہ سے اسقدر مارے گئے تہے کہ خون کا نالہ قلعہ تارگہ
سے بہنے لگا تہا تاریخ شہادت حضرت ممدوح کی ماہتاب ملک ہند ہے حضرت خوجہ
بزرگ کو تو اس واقعہ کی پہلے ہی خبر تہی وقت سحر مع اپنے مریدون اور خادمون
کے قلعہ پر تشریف لیجا کر سید حسین اور آپکے ہمراہیون کو جو شہید ہوئے تہے دفن کیا

فصل تیسری

بذکر تعمیرات قلعہ

درگاہ میران سید حسین خنگ سوار

پہلے آپکے مزار پُر انوار پر عمارت پختہ نہ تہی سن ہجری ایک ہزار چوبیس مین اعتبار
خان خواجہ سرائے جو اکبر کے عہد مین منصب دو ہزاری اور جہانگیر کے عہد مین منصب
شش ہزاری ذات اور پانچ ہزار سوار رکہتا تہا ممتاز خان کے خطاب سے
معروف تہا قبر شریف پر عمارت روضہ بنوائی کلس زرین گنبد کے ابتک جگمگا رہے
ہین جنوب رو دروازہ کے کہڑکی پر یہہ اشعار کندہ ہین ✦

شاہنشہ زمانہ جہانگیر بادشاہ	کاندر زمان او شدہ آسودہ دل جہان
سال دہم ز عہد جلوس مبارکش	شد فتح ملک رانا ازان شاہ کامران
وقتیکہ اندر اجمیر آن شاہ گنج بخش	بر تخت زر نشستہ بداز فتح شادمان
بود از ہزار افزون بست و چہار سال	گیتی ز عدل وداد ش چون روضہ جنان
در روضہ مقدس سید حسین کرد	این پنجرہ ز صدق و صفا اعتبار خان

امیر دن مین افسر فوج کے تھے جب سلطان مذکور راے پتھورا پر فتحیاب ہوا
اور قطب الدین ایبک کو نایب سلطنت کرکے براہ کوہ سوالک محالات کوہستان
غارت کرتا ہوا غزنین پہونچا سلطان قطب الدین ایبک نے سید حسن مشہدی کو
جو عم بزرگوار سید حسین خنگ سوار کے تہے قلعہ دار اجمیر شریف کا کرو یا ایک روز
سید حسن مشہدی نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو خواب مین دیکھا
کہ آپ فرماتے ہین اے فرزند تم اپنی لڑکی عصمت اللہ کا نکاح خواجہ معین الدین
سے کرو جب آپ بیدار ہوئے حضرت خواجہ معین الدین چشتی سے جو اوسوقت
اجمیر مین تشریف رکہتے تہے جاکر حال خواب کا ظاہر کیا یہہ مضمون سنکر حضرت
خواجہ نے کہا کہ اگرچہ میرا سن اب قابل نکاح کرنے کے نہین ہے مگر بموجب ارشاد
جناب امام کے مینے قبول کیا آخرش حضرت بی بی عصمت اللہ سے خواجہ ممدوح
نے نکاح کیا صاحب سیر العارفین لکہتے ہین کہ ہزارہا زن و مرد ہدایت فرمانے
امیر سید حسن معروف بہ سید وجیہ الدین اور امیر سید حسین خنگ سوار سے
اسلام قبول کرتے تہے اور آپ موافق مذہب صوفیہ کے کسی شخص کو از راہ
حکومت تکلیف امر بالمعروف کی نہین دیتے جسکی خوشی ہوتی ایمان لاتا اور
جسکی نہوتی اوس سے کچہہ تعرض نہا آخر ایام سلطنت قطب الدین ایبک مین
[illegible] زمیندار کے عداوت قلبی سید حسین خنگ سوار سے بسبب ترقی روزافزون
[illegible] رکہنے لگے جب خبر فوت ہونے قطب الدین کی شہر اجمیر مین مشہور ہوئی
[illegible] کے علاقہ دارون نے ایک جماعت کثیر کو اپنے ساتہہ لیکر
[illegible] جماعت قلیل کے ساتہہ اوس رات قلعہ پر تشریف رکہتے
[illegible] گوشون مین واسطے تحصیل زر شاہی کے متفرق تہے
[illegible] جب کو کہ سن ہجری پانسو اٹہانوے تہے کمند

لی تاراگڈہ اور ٹہیل گڈہ کے نام سے وقتاً فوقتاً مشہور تہی مسمار اور منہدم
ہوگئی تب راے تہورا نے اوس جگہ پر یہہ عمارت قلعہ بنوائی جو اب تاراگڈہ
مشہور ہے یہہ قلعہ سنگ سرخ کا بہت خوبصورت اور بکمال مستحکم بنا ہوا تہا
مگر سرکار انگریزی کی عملداری مین جو اسکی مرمت موقوف ہوگئی بلکہ مغربی دروازہ
کے پاس کی فصیل بہی کسی مصلحت سے ڈہا دی گئی ہے اسلیئے اوسکی اصلی وضع
مین تفاوت ہوگیا ہے پہلے سن ہجری پچانوے مین ولید بن عبد الملک مروانی
بادشاہ شام و عرب نے ایک فوج جرار بہیجکر سندوستان مین تہلکہ ڈالا اوس
فوج مسلمین نے بڑے بڑے معرکے کئے یہانتک کہ پہلے تو تمام سندہ مین اونہون
نے اپنا عمل دخل کر لیا اور بہت سے راجاؤن کو اپنا باج گذار کیا اوس فوج کے
سپہ سالار محمد بن قاسم نے بعد فتح و تسلط سندہ کے گجرات کو فتح کرکے اجمیر پر چڑہائی
کی اوسوقت دولہا راے نے مقابلہ کیا بعد بہت سے کشت و خون کے دولہارا
مع اوسکے فرزند لوت نامی کے مارا گیا اور قلعہ تاراگڈہ اول صدی ہجری مین
فتح ہوا یہان بخوبی تسلط کرکے محمد بن قاسم نے چیتور گڈہ کی جانب عزیمت کی لیکن
وہان باپا راول والی چیتوڑ سورت رانا اودیو سے شکست کہائی اور اجمیر
لوٹ گیا گرہور خون نے لکہا ہے کہ باپا راول خراسان جاکر مسلمان ہوگیا ۞

فصل دوسری

حضرت امیر سید حسین کے تشریف لانے اور منصب شہادت پانے کے بیان مین

آپکا ذکر خیر کتب تواریخ خصوصاً چمار گلشن اور تواریخ فرشتہ وغیرہ مین یون
لکہا ہے کہ آپ قوم کے سید اولاد مین حضرت امام زین العابدین بن امام حسین
علیہ السلام بن حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کے ہین شہاب الدین غوری کے

اسکی یہہ ہے مگر غلط ہے اسلیے کہ مہاراجہ رامچند کا ملک اجودہیا تہا اور بن باس
دکہن مین ہوئی اور فتح لنکا کی ہے اس ملک سے کیا علاقہ تہا۔ بال سگریو
کا بہائی راجہ رام چند کے لشکر مین فوج بوزنہ کا سردار تہا اوسکی عورت نے
کہ نام اوسکا تارا تہا یہہ قلعہ اربلی پربت پر بنواکر نام اوسکا اپنے نام پر تاراگڈہ
رکہا کئی لاکہہ برس اسکی بنا کو گزرے۔ ہر چند کہ اسکی مدت تعمیر مین بہت کچہہ
مبالغہ معلوم ہوتا ہے مگر قدیم ہونا اس قلعہ کا دوسری کتابون سے بہی
ثابت ہے چنانچہ اخبار الاخیار مین جو بہت معتبر کتاب ہے یون لکہا ہے کہ
پہاڑ کے اوپر ہندوستان مین جو دیوار قلعہ کی سب سے پہلے بنائی گئی وہ اسی
تاراگڈہ کی دیوار ہے مگر ٹاڈ صاحب نے تواریخ ٹاڈ راجستان مین اس قلعہ
کو اجیپال چکوا کا بنا کیا ہوا لکہا ہے جسکے عہد کو کچہہ اوپر سترہ سو برس گزرے
الغرض جب راے پتہورا سمت گیارہ سو پندرہ راجہ بکرماجیت مین پیدا ہوا
اور بلوغت کو پہونچا راجہ سیمس دیو نے جو پتہورا کا باپ تہا اپنی عین حیات
مین پتہورا کو ولی عہد اپنا کیا اوسی عرصہ مین راجہ پتہورا نے ناگ پہاڑ پر
قلعہ بنانے کا ارادہ کیا کئی ہزار مزدور اور بیلدار کار تعمیر کرنے لگے کہتے ہین
کہ جو عمارت دنکو بنائی جاتی تہی رات کو گر جاتی تہی بہر حال ابتک ناگ پہاڑ پر
قلعہ کی بنیاد کے نشان موجود ہین القصہ جب راے پتہورا نے ناگ پہاڑ کی
قلعہ کی تعمیر کو کسی خاص وجہہ سے ادہورا چہوڑا تب گڈہ بیٹلی پر یہہ قلعہ تعمیر کیا آٹہہ سو
فٹ بلند پہاڑ پر قلعہ تاراگڈہ بنا ہوا ہے اور اس مقام پر یہہ جاننا بہی ضرور
ہے کہ سب خاص و عام کی زبان پر بیٹہلگڈہ بہی اسی قلعہ کا نام ہے جسکو تاراگڈہ
بولتے ہین ہر چند کہ نہایت قدیمی ہونا اس بنیاد کا کتابون سے ثابت ہے
اکہ اوپر مذکور ہوا لیکن یون خیال کیا جاتا ہے کہ وہ عمارت قدیم جو

کوہ اربلی

زہے کوہ اجمیر عنبر سرشت	مقام سر مقتدایان چشت
چہ کوہے کہ چون سود بر اوج سر	محیط سپہرش بود تا کمر
نماید جرم مہ و آفتاب	بران کوہ مانند چشم عقاب
چو خورشید در وی عیان چشمہا	کواکب بود در رنگ آن چشمہ ہا
لبے نسر طایر بگردون نتافت	کہ بر قلعہ اش راہ یابد نیافت
شود گر اغوان قلعہ سنگے رہا	بریزد فلک را زہم قلعہ ہا
نہ برقست ہر سو درخشان ز میغ	کہ آن کوہ را سود بر چرخ تیغ
ز بالاے آن قلعہ گاہ نگاہ	فلک چشمہ و چشم ماہی است ماہ
بر دسیل آن قلعہ پر شکوہ	ہزاران چو الوند و البرز کوہ
چو برخیزد از دامن آن عقاب	فتد سایہ اش بر سر آفتاب
بہ بین طالع بار رفعت پایہ اش	کہ جا کرد خورشید در سایہ اش

ہندی کتابون مین اس پہاڑ کو جسکے دامن مین اجمیر بستا ہے اربلی پربت کرکے لکھا ہے جو کہ زبان سنسکرت مین اربل معنی عمر کے ہین اسلیے اسکو عمر کا پہاڑ یعنے قدیم سے مشہور پہاڑ کہتے ہین بلکہ اسی سبب سے زمانہ سابق مین اس پہاڑ کے نیچے جو بستی تھی اوسکو آدمیر کہتے تھے یعنی ہمیشگی کا پہاڑ غالبًا آدمیر سے اجمیر نام بدل گیا ہے ؎

قلعہ تاراگڈہ

مورخان ہندی یون کہتے ہین کہ قدیم نام اس قلعہ کا تاراگڈہ ہے وجہ تسمیہ

اور خاص کر لوگ اس میلہ سے یہہ جانور بہت خرید کرتے ہین چنانچہ بیل اور
اونٹ اور گہوڑے مارواڑ کے اکثر اسی میلے سے سب طرف خریدے جاتے
ہین سوداگران اسپ کو سرکار انگریزی کیطرف سے ہزار ہا روپیہ تو صرف
انعام مین ملجاتا ہے اور منافع خاطر خواہ انعام سے علحدہ کثرت خلایق کیون
چہہ دن تک رہتی ہے قریب اسکے کنتت پہکر جو بوڈہے پہکر کے نام سے مشہور
ہے اوسکو ہندو شیو کا بتلاتے ہین تیسرا مدہ پہکر جو موضع بڑلہ کے متصل ہے
مگران دونون تالابون پر کوئی میلہ بہی نہین ہوتا اور نہ کچہہ تعمیرات اس لایق
ہین جنکا ذکر کرنا واجب ہو پہلے سڑک پہکر کی موضع کہڑیکڑی کے قریب ہوکر جاتی
تہی اور پیدل کا راستہ نئے سر کے قریب قدیم گہاٹی کہ جسمین گزر گاڑی کا نہتا
اوسکو دولت مل سیٹہہ نے بنا کی پہر میکناٹن صاحب سپرنٹنڈنٹ نے پہاڑ کو
کٹواکر دوسری جگہہ موافق گزر گاڑی کے سڑک طیار کی چنانچہ گہاٹی پشکر کی تعمیر
کی تاریخ یہہ ہے ۔ ہمت حاکم دوران کمر کوہ شکست ؀ اس تاریخ سے ۱۸۴۶ء
نکلتے ہین ۔ مگر برسات مین خراب ہوجاتی تہی اب سرکار دولتمدار دام اقبالہ نے
دونون گہاٹیون کے بیچ مین پہاڑ کاٹ کرایکا ور سڑک بنوانی شروع کی ہے جس سے ہرطرح
کی سواری بآسانی وآسایش تمام آتی جاتی ہے ؀

باب تیسرا

قلعہ تاراگڈہ کے حال مین

فصل پہلی

بذکر بنیاد قلعہ تاراگڈہ

کوہ اربلی

زہے کوہ اجمیر عنبر سرشت ‌‌ ‌ مقام سر مقتدایان چشت

چہ کوہے کہ چون سود بر اوج سر ‌ ‌ محیط سپہرش بود تا کمر

نماید جرم مہ و آفتاب ‌ ‌ بران کوہ مانند چشم عقاب

چو خورشید در وی عیان چشمہا ‌ ‌ کواکب بود در رگیہ آن چشمہ ہا

بسے نسر طایر بگردون نشانت ‌ ‌ کہ بر قلعہ اش راہ یابد نیافت

شود گر اغوان قلعہ سنگے رہا ‌ ‌ بریزد فلک را زہم قلعہ ہا

نہ برقت ہر سو درخشان ز تیغ ‌ ‌ کہ آن کوہ را سود بر چرخ تیغ

ز بالاے آن قلعہ گاہ نگاہ ‌ ‌ فلک چشمہ و چشم ہای است ماہ

برد سیل آن قلعہ پر شکوہ ‌ ‌ ہزاران چو الوند و البرز کوہ

چو بر خیزد از دامن آن عقاب ‌ ‌ فتد سایہ اش بر مہ و آفتاب

نہ بین طالبان رفعت پایہ اش ‌ ‌ کہ جا کرد خورشید در سایہ اش

ہندی کتابون مین اس پہاڑ کو جسکے دامن مین اجمیر بستا ہے اربلی پربت کرکے لکھا ہے جو کہ زبان سنسکرت مین اربل معنی عمر کے ہین اسلیے اسکو عمر کا پہاڑ یعنے قدیم سے مشہور پہاڑ کہتے ہین بلکہ اسی سبب سے زمانہ سابق مین اس پہاڑ کے نیچے جو بستی تھی اوسکو آدمیر کہتے تھے یعنی ہمیشگی کا پہاڑ غالبًا آدمیر سے اجمیر نام بدل گیا ہے ٭

قلعہ تاراگڈہ

مورخان ہندی یون کہتے ہین کہ قدیم نام اس قلعہ کا تاراگڈہ ہے وجہ تسمیہ

اور خاص کر لوگ اس میلہ سے یہہ جانور بہت خرید کرتے ہین چنانچہ بیل اور
اونٹ اور گہوڑے مارواڑ کے اکثر اسی میلے سے سب طرف خریدے جاتے
ہین سوداگران اسپ کو سرکار انگریزی کیطرف سے ہزار ہا روپیہ تو صرف
انعام مین ملجاتا ہے اور منافع خاطر خواہ انعام سے علحدہ کثرت خلایق کو سوں
یہہ دن تک رہتی ہے قریب اسکے کنشت پہکر جو بوڈہے پہکر کے نام سے مشہور
ہے اوسکو ہندو شیو کا بتلاتے ہین تیسرا مدہ پہکر جو موضع بڑلہ کے متصل ہے
مگران دونون تالابونپر کوئی میلہ بہی نہین ہوتا اور نہ کچہہ تعمیرات اس لایق
ہین جنکا ذکر کرنا واجب ہو پہلے سڑک پہکر کی موضع کہڑیکڑی کے قریب ہوکر جاتی
تہی اور پیدل کا راستہ نئے سر کے قریب قدیم گہاٹی کہ جسمین گزر گاڑی کا نہتا
اوسکو دولت مل سیٹہہ نے بنا کی پہر سیکناٹن صاحب سپرنٹنڈنٹ نے پہاڑ کو
کٹواکر دوسری جگہہ موافق گزر گاڑی کے سڑک طیار کی چنانچہ گہاٹی پشکر کی تعمیر
کی تاریخ یہہ ہے - ہمت حاکم دوران کمر کوہ شکست ہٗ اس تاریخ سے [illegible]
نکلتے ہین - مگر برسات مین خراب ہوجاتی تہی اب سرکار دولتمدار نے [illegible]
دونون گہاٹیون کے بیچ مین [illegible] کرا کیا اور سڑک [illegible] ہے جس سے
[illegible] سواری کی آسانی و آسایش تمام آتی جاتی ہے ؛

باب تیسرا

تحصیل راجگڈھ کے حالات

فصل پہلی

[illegible]

سنگھہ رئیس مارواڑ نے
اہلیا بائی رانی ہولکر و جواہر مل رئیس بھرت پور و بیجے سنگھہ رئیس مارواڑ نے
بنائے ہین سمادین بھی یہان بیشمار بنے ہوئی ہین چنانچہ سمادجے آپا جو ناگور
مین قتل ہوا تہا اور سمادا اوسکے بہائی سنتاجی کی جو اس شہر کے محاصرہ مین
مارا گیا تہا اس جا پر بڑی عالیشان بنی ہوئی ہین سب سے زیادہ شاندار
عمارت اسجا کی برہما کا مندر ہے جسکو گوکل پارکہہ خزانچی مہاراجہ سیندہیہ
نے ایک لاکہہ تین ہزار روپیہ صرف کرکے بنوایا ہے اسمین چوکہی مورت
سنگ مرمر کی ترشی ہوئی ہے اوسکے کلس کی جگہہ بشکل چلیپا بطور صلیب
کے لگی ہوئی ہے بنیاد اسکی برہمن لوگ یون بیان کرتے ہین کہ قبل از
پیدایش مخلوقات خالق نے ارواح پاک آسمانی کو اس جگہہ پر جمع کیا تہا
اور رسمیات پوجا کی عمل مین لائی گئین اس متبرک جگہہ کے گرد فصیل کہڑی
کی گئی تہی کہ ناپاک ارواحین اوسکے اندر دخل نہ پاسکین اور یہہ ثبوت
پیش کرتے ہین کہ چارونطرف چار پہاڑ جہیل کے اوسطرف جدا جدا کہڑے
ہین اس جہیل مین قنات کہڑی کی گئی تہی وہ پہاڑ جو بجانب جنوب واقع ہی
بنام رتناگرہ معروف ہے اوسکی چوٹی پر شوالہ ساوتری بنا ہوا ہی اوسکے
جنوب کیطرف جو پہاڑ واقع ہے وہ نیلگری یا کوہ نیلگون کہلاتا ہے بجانب
شرق جو پہاڑ ہے اوسکوکٹ کاتر گر کہتے ہین اور جو بجانب مغرب ہے وہ بنام
سوناکور و نامزد ہے نندا یعنے مہادیو کا گہوڑا دہانہ گہاٹی پر بدین نظر رکہا
گیا ہے کہ وہ ریگستان کی ارواح ناپاک سے محافظت کرے کنہیا بہی یہی کام
بجانب شمال کرتا ہے یہان ہوم ہوا تہا لیکن از بسکہ ساونتری قبیلہ برہما
وہان موجود نہ تہی اور تلاش کرنے سے بہی کہین نہ پائی چونکہ اداے رسمیات
ہوم بغیر عورت کے متعذر ہے اسلیے ایک گوجری خوردسال کو ساوتری کی

کسی نے نہین پایا تہ کو اسکے پانون کسیکا نہین لگا کیونکہ اسمین پایاب
ہوئی ہے لیکن یہہ بات قیاس مین نہین آتی کیونکہ جہانگیر بادشاہ نے
دریافت کرایا تہا تو اوسوقت بارہ گز سے زیادہ نہ نکلا تہا ظاہرا یہہ
معلوم ہوتا ہے کہ اس تالاب مین مگرمچہ بہت ہین جنکے خوف سے کوئی غوطہ
ن لگاتا ہندؤن کا یہہ بیان ہے کہ اسمقام پر برہمانے جگ کیا تہا اور
پہکر ہون کنڈ ہے یعنی آتشکدہ کہ جسمین جگ کے وقت میوہ جات اور
وغیرہ آگ روشن کر کے ڈالتے ہین - فی الواقع ہندؤنکا بڑا تیرتہہ ہے
بلہ سارے تیرتہون کا گرو جانتے ہین اور تینتیس کرور دیوتا کا مرکز کہتے ہین
اور اسی سبب یہہ بہی کہتے ہین کہ اگر انسان سارے تیرتہون مین پہرے اور
روے زمین کے مندرون کی پوجا کرے جب تک اسمین نہ نہاویگا ثواب
کچہہ نپاویگا کتاب اخبار الاخیار مین لکہا ہے کہ ہندوستان مین سب سے
پہلے جو حوض زمین پر کہودا گیا ہے وہ پہکر ہے مگر غلط ہے بلکہ حلقہ کوہستان
مین شل کنڈ کے واقع ہوا اور اوسکا بند بنایا گیا ہے اسلیے ایک بڑا اور
عمیق تالاب ہے اور ہندؤن مین جو لوگ قیامت ہونیکے قایل ہین وہ
یہہ کہتے ہین کہ قیامت اسی حوض سے شروع ہوگی غرض اعتقاد اس قوم کا
یہہ ہے کہ زمین کی دو آنکہین ہین داہنی آنکہہ تالاب پہکر اور بائین آنکہہ
کتاچہہ تالاب مکہیالی کی حدون مین متعلق صوبہ پنجاب لاہور الغرض شکل
اس تالاب کی ایک بیقاعدہ بیضاوی ہے اسکے کنارون کے گرداگرد خصوص
جانب مشرق جہان دلدل تا دامن کوہ پہیلی ہوئی ہے مختلف اقسام کی عمارتین
بنی ہوئی ہین ہر ہندو کے خاندان کے لئے یہان ایک مکان بنا ہوا ہے
بڑے بڑے مشہور رائین وہ ہین جو کہ راجہ مان سنگہ والی آمیر یعنی جیپور اور

سنگہہ رئیس مارواڑنے
ی رانی ہولکر وجواہرمل رئیس بہرت پور وبیجے سنگہہ رئیس ماروا ڑنے
ہین سماد ین بہی یہان بیشمار بنے ہوئی ہین چنانچہ سمادجے آپاجو ناگور
قتل ہوا تہا اور سماد اوسکے بہائی سنتاجی کی جواس شہر کے محاصرہ مینا
رگیا تہا اس جا پر بڑی عالیشان بنی ہوئی ہین سب سے زیادہ شاندار
مارت اسجا کی برہما کا مندر ہے جسکو گوکل پارکہہ خزانچی مہاراجہ سیندہیہ
نے ایک لاکہہ تیس ہزار روپیہ صرف کرکے بنوایا ہے اسمین جو کہی مورت
سنگ مرمر کی ترشی ہوئی ہے اوسکے کلس کی جگہہ بشکل چلیپا بطور صلیب
کے لگی ہوئی ہے بنیاد اسکی برہمن لوگ یون بیان کرتے ہین کہ قبل از
پیدایش مخلوقات خالق نے ارواح پاک آسمانی کو اس جگہہ پر جمع کیا تہا
اور رسمیات پوجا کی عمل مین لائی گئین اس متبرک جگہہ کے گرد فصیل کہڑی
کی گئی تہی کہ ناپاک ارواحین اوسکے اندر دخل نہ پاسکین اور یہہ ثبوت
ن کرتے ہین کہ چارو نطرف چار پہاڑ جہیل کے اوسطرف جدا جدا کہڑے
ین اس جہیل مین قنات کہڑی کی گئی تہی وہ پہاڑ جو بجانب جنوب واقع ہے
بنام رتنا گرہ معروف ہے اوسکی چوٹی پر شوالہ ساوتری بنا ہوا ہے اوسکے
جنوب کیطرف جو پہاڑ واقع ہے وہ نیلگری یا کوہ نیلگون کہلاتا ہے بجانب
شرق جو پہاڑ ہے اوسکو کٹ کاتر گر کہتے ہین اور جو بجانب مغرب ہے وہ بنام
سوناگور و نامزد ہے نندا یعنے مہادیو کا گہوڑا دہانہ گہاٹی پر بدین نظر رکہا
گیا ہے کہ وہ ریگستان کی ارواح ناپاک سے محافظت کرے کنہیا بہی یہی کام
بجانب شمال کرتا ہے یہان ہوم ہوا تہا لیکن ازبسکہ ساونتری قبیلہ برہما
وہان موجود نہ تہی اور تلاش کرنے سے بہی کہین نہ پائی چونکہ ادائے رسمیات
ہوم بغیر عورت کے متعذر ہے اسلئے ایک گوجری خوردسال کو ساوتری کی

آجتک کسی نے نہین پایا تہ کو اسکے پانون کسیکا نہین لگا کیونکہ اسمین پاتال بہوٹی ہوئی ہے لیکن یہہ بات قیاس مین نہین آتی کیونکہ جہانگیر بادشاہ نے جب دریافت کرایا تہا تو اوسوقت بارہ گز سے زیادہ نہ نکلا تہا ظاہرا یہہ سبب معلوم ہوتا ہے کہ اس تالاب مین مگر بہت ہین جنکے خوف سے کوئی غوطہ نہین لگاتا ہندؤن کا یہہ بیان ہے کہ اسمقام پر برہمانے جگ کیا تہا اور یہہ پہکر ہون کنڈ ہے یعنی آتشکدہ کہ جسمین جگ کے وقت میوہ جات اور غلہ وغیرہ آگ روشن کرکے ڈالتے ہین - فی الواقع ہندؤنکا بڑا تیرتہہ ہے بلکہ سارے تیرتہون کا گرو جانتے ہین اور تینتیس کرور دیوتا کا مرکز کہتے ہین اور اسی سبب یہہ بہی کہتے ہین کہ اگر انسان سارے تیرتہون مین پہرے اور روے زمین کے مندرون کی پوجا کرے جب تک اسمین نہ نہاویگا تو اب کچہہ نپاویگا کتاب اخبار الاخیار مین لکہا ہے کہ ہندوستان مین سب سے پہلے جو حوض زمین پر کہودا گیا ہے وہ پہکر ہے مگر غلط ہے بلکہ حلقہ کوہستان مین مثل کنڈ کے واقع ہوا اور اوسکا بند بنا یا گیا ہے اسلیے ایک بڑا اور عمیق تالاب ہے اور ہندؤن مین جو لوگ قیامت ہونیکے قایل ہین وہ یہہ کہتے ہین کہ قیامت اسی حوض سے شروع ہوگی غرض اعتقاد اس قوم کا یہہ ہے کہ زمین کی دو آنکہین ہین داہنی آنکہہ تالاب پہکر اور بائین آنکہہ کتاچہہ تالاب لکہیالی کی حدون مین متعلق صوبہ پنجاب لاہور الغرض شکل اس تالاب کی ایک بیقاعدہ بیضاوی ہے اسکے کنارون کے گرداگرد خصوص جانب مشرق جہان دلدل تا دامن کوہ پہیلی ہوئی ہے مختلف اقسام کی عمارتین بنی ہوئی ہین ہر ہندو کے خاندان کے لئے یہان ایک مکان بنا ہوا ہے بڑے بڑے مشہور انمین وہ ہین جو کہ راجہ مان سنگہ والی آمیر یعنی جیپور اور

لکر وجواہر مل رئیس بہرت پور وبیجے سنگہہ رئیس مارواڑنے
ن بہی یہان بیشمار بنے ہوئی ہین چنانچہ سمادجے آباجو ناگور
اور سماد اوسکے بہائی سنتاجی کی جو اس شہر کے محاصرہ مین
جا پر بڑی عالیشان بنی ہوئی ہین سب سے زیادہ شاندار
ں برہما کا مندر ہے جسکو گوکل پارکہہ خزانچی مہاراجہ سیندہیہ
تیس ہزار روپیہ صرف کرکے بنوایا ہے اسمین چومکہی مورت
رکی ترشی ہوئی ہے اوسکے کلس کی جگہہ بشکل چلیپا بطور صلیب
ئی ہے بنیاد اسکی برہمن لوگ یون بیان کرتے ہین کہ قبل از
ں مخلوقات خالق نے ارواح پاک آسمانی کو اس جگہہ پر جمع کیا تہا
یات پوجا کی عمل مین لائی گئین اس متبرک جگہہ کے گرد فصیل کہڑی
ہی کہ ناپاک ارواحین اوسکے اندر دخل نہ پاسکین اور یہہ ثبوت
رتے ہین کہ چارو نطرف چار پہاڑ جہیل کے اوسطرف جدا جدا کہڑے
اس جہیل مین قنات کہڑی کی گئی تہی وہ پہاڑ جو بجانب جنوب واقع ہی
م رتناگرہ معروف ہے اوسکی چوٹی پر شوالہ ساوتری بنا ہوا ہی اوسکے
وب کیطرف جو پہاڑ واقع ہے وہ نیلگری یا کوہ نیلگون کہلاتا ہے بجانب
رق جو پہاڑ ہے اوسکو کاکتر گر کہتے ہین اور جو بجانب مغرب ہے وہ بنام
سوناگورو نامزد ہے نندا یعنے مہادیو کا گہوڑا دہانہ گہاٹی پر بدین نظر کہا
گیا ہے کہ وہ ریگستان کی ارواح ناپاک سے محافظت کرے کنہیا بہی یہی کام
بجانب شمال کرتا ہے یہان ہوم ہوا تہا لیکن ازبسکہ ساونتری قبیلہ برہما
وہان موجود نہ تہی اور تلاش کرنے سے بہی کہین نہ پائی چونکہ اداے رسمیات
ہوم بغیر عورت کے متعذر ہے اسلئے ایک گوجری خوردسال کو ساوتری کی

وقت کو قبرین چنا دیا شدہ شدہ یہہ مقام حضرت محبوب سبحانی کے چلہ کے نام
سے مشہور ہوگیا پہلے نواب جمشید خان مرحوم نے جو نواب امیر خان والی ٹونک
کے رفیقون مین تہا اشتمال ر یہ دالان دو درجے کے بناکر رونق اسکی دوچند
کردی بعد اسکے شیخ اصغر علی نے جو اس چلہ کے متولی تہے اور کار خیر مین انکی
ہمت بہت مصروف تہی گنبد اور مسجد اور صحن پختہ بنوایا جو کہ یہہ مقام بلندی پہاڑ
پر واقع ہے بسبب نہونے چشمہ اور حوض کے خلقت کو نہایت تکلیف ہوتی تہی
اس جہت سے حکیم ارشاد علی جاگیردار نے جو اس چلہ کے متولی ہین قریب دروازہ
کے بہت ستہرا پختہ حوض خوشنما اور دالان پر فضا اور چند دروازے اور صحن
بنواکر دارین مین نیکنامی لی اور رونق اسکی چوگنی ہوگئی اس حوض کی بناکو
پچیس برس ہوئے اب بارہ مہینے حوض مین بافراط پانی رہتا ہے شہر اجمیر کی کیفیت
اور بہار اس مقام سے خوب نظر آتی ہے ربیع الآخر کے مہینے مین نوین تاریخ سے
گیارہوین تک بہت اچہا میلہ اس جگہہ ہوتا ہے ہر شب روشنی ہوتی ہے مگر قبل
کے روز اژدحام خلایق کا بکثرت ہوتا ہے کل مرد عورت حاضرین میلہ کو عموماً
شیرینی اور خصوصاً مشایخین اور عمایدکو دستارین سرکار درگاہ کیطرف سے
ملتی ہین ؀

فصل چہٹی

تالاب پہکر کے بیان مین

پہکر

اجمیر سے تین کوس اوسطرف پہکر ہے اگرچہ ہنود کہتے ہین کہ عمق اس تالاب کا

سیراب کرتے ہین مگر خداموں کے تعزیئے بڑے بڑے جلوس اور روشنی سے ترتیب
پچھلی رات کے یہان پہونچتے ہین اور دفن کیئے جاتے ہین اگرچہ تمام دن
عشرہ کے یہان خلقت کا انبوہ رہتا ہے لیکن شب کو بڑی دہوم دہام ہوتی ہے

سیسہ کی کان

شہر پناہ اجمیر کے قریب سیسہ کی کان بہت دور تک پہاڑ کے اندر بطور کہوہ کے
چلی گئی ہے بعض جگہہ کان کے اندر پانی کے ڈبرے بہرے ہوئے ہین عجب تر
کیفیت یہہ ہے کہ جیٹھہ بیساکہہ کے مہینے مین کان کے اندر سردی کا سا موسم
رہتا ہے اگر گرمی کا مارا ہوا کان مین چلا جاوے تو فوراً جسم خنک ہو جاوے
بلکہ تہوڑی دیر کے بعد بسبب سردی کے بدن کانپنے لگے موسم گرما مین اکثر
لوگ وہان جاکر سردی کا لطف اوٹہاتے ہین پانی بہی یہان کا نہایت سرد
ہوتا ہے مگر یہہ مقام جیسا گرمی کے موسم مین سرد رہتا ہے ویسیقدر سردی
کے موسم مین گرم پہلے سنون سیسہ روزمرہ نکلتا تہا اب عرصہ سے سرکار
نے بند کرا دیا ہے یہہ جگہہ بہی قابل دید ہے ؛

بڑے پیر صاحب کا چلہ

یہہ مقام فرحت افزا پہاڑ کے اوپر واقع ہے وجہ تسمیہ اسکی یون ہے کہ ایک
شخص سید سونڈا نام قوم کا سید بغداد شریف سے غالباً درگاہ حضرت پیران
پیر قدس اللہ سرہ العزیز کی اینٹ اوٹہا لایا تہا قریب مرنے کے لوگون سے
یہہ وصیت کی کہ بعد میرے اس خشت کو تعویذ قبر مین لگا دینا یہہ وصیت
کرکے سید مذکور فوت ہو گیا لوگون نے بموجب وصیت کے عمل کیا یعنے اُس

فصل پانچوین

بذکر تعمیرات جنوبی شہر

عیدگاہ

یہہ عیدگاہ نواب میرزا چمن بیگ ولد مرزا عادل بیگ نے سن ہجری گیارہ سو ستاسی مین بنوائی ہے جنکے فرزند مرزا عزیز اللہ بیگ کی اہلیہ نے راقم کو بوجہ رشتہ ہمشیرزادگی اپنا فرزند خواندہ اور متبنی کیا ہے ایک لاکہہ روپیہ واسطے تعمیر عیدگاہ کے حضرت مولانا شمس الدین کے پاس مقام اجین سے بھیجا گیا تھا مولانا صاحب موصوف نے مرزا احمد علی بیگ ولد مرزا غلام محمد بیگ مرحوم احدی شاہی کے اہتمام سے جو عاصی کے نانا ہوتے ہین عیدگاہ کو بنوایا حق تو یہہ ہے کہ اس نواح مین سو سو کوس تک ایسی باوسعت اور خوبصورت عیدگاہ دیکھنے مین نہین آئی طول اسکا ایک سو تیس گز اور عرض چالیس گز سرکاری ہے پانچ دروازے شرقرویہ ہین پیش عیدگاہ اسیقدر طول اور باون گز عرض مین چاردیواری پختہ کے اندر باغچہ ہے وسط کی محراب پر سنگ مرمر کی لوح مین یہہ قطعہ تاریخ کندہ ہے ؁

شده ملک توحید خواجہ معین — جبین بر درش سود عرش برین
زفیضش شده فرزیب جہان — یگانہ زبان فخر دین متین
زلطف وکرم آن ولی آلہ — شده شمس دین نور شرع مبین
زعونش بنا کرد این عیدگاہ — چمن بیگ از روی صدق ویقین
تاریخ سالش خرد این بگفت — شده آراستہ معبد اہل دین

وسط تالاب کے دو ٹیلے ہین اُنپر راجہ کے محل بنے ہوئے تھے جہانگیر
نے اس تالاب پر مکانات بنوائے تھے اور اوس نے ملاقات ساتھہ
اول شاہ انگلستان کے اسی مقام پر کی تھی اور ایک چرٹ جار اس
شاہ کی نذر کیا تھا جسکو بادشاہ نے اپنے تزک مین رتھہ فرنگی کرکے لکہا ہے
اوسپر بیان سوار ہوئے تھے اب نہ وہ محل ہین نہ پتلیان نہ فرش فی الواقع
محل بنے ہوئے ہونگے پتلیون کے سر سے فوارے چلتے ہونگے تو عجیب کیفیت
اور بہار ہوتی ہوگی اب اونکا نام ونشان بھی باقی نہین رہا دور اس تالاب
کا دو میل سے زیادہ موسم بارش مین ہوجاتا ہے اگرچہ کنارے کے گھاٹ
اکثر جگہہ سے ٹوٹ گئے ہین مگر نشان اونکے اب تک موجود اور باقی ہین
تالاب بشکل انڈے کے گول ہے ؛

شاہ مدار کا چلہ

یہہ چلہ سید بدیع الدین عرف شاہ مدار کا شہر اجمیر کے شرقی پہاڑ پر واقع ہے
اس جگہہ آپ عبادت باری مین مشغول رہتے آخر الامر بموجب فرمان حضرت
خواجہ خواجگان آپ مکن پور کو تشریف لیگئے یہہ چلہ تخمیناً سات سوفٹ بلند
پہاڑ پر بنا ہوا ہے یہان ایک گنبد پختہ اور اسکے آگے حوض پانی کا بنا ہوا ہے
حوض کے کنارے ایک چھتری جمن جتی کے جو حضرت شاہ مدار کے مرید تھے
تھا بنی ہوئی ہے تاریخ اٹھارہوین جمادی الاول کو وہان میلہ ہوتا ہے
کثرت سے خلقت جاتی ہے خصوصاً عوام ہندو مسلمان کی عورات اکثر
فقیر مداریئے جالائے وہان آتے ہین لوگ نذرین چڑہاتے ہین منتین
اوتارتے ہین ؛

مقبرہ حسین علیخان

ہیہ مقبرہ عبد اللہ خان کے مقبرہ کے غربی فصیل شہر کے قریب امیر الامرا سید
حسین علیخان فرخ سیر بادشاہ کے وزیر کا ہے اسکی بنا کو تخمیناً ڈیڑہ سو برس
گزرے تاریخ چھٹی ذالحجہ سن ہجری گیارہ سو بتیس مین میر حیدر کے ہاتھہ سے نواح
فتحپور سیکری
فتحپور سیکری مین قریب آگرہ شہید ہوئے اگرچہ میر حیدر نے بضرب پیش قبض ہلاک کیا مگر اوسیوقت
غیرت خان سید مغفور کے خواہر زادہ نے اوسکا بہی کام تمام کر دیا واقعی دنیا
دار مکافات ہے اس ہاتھہ دے اس ہاتھہ لے نواح فتحپور سیکری سے سید
حسین علیخان اور غیرت خان کا جنازہ بڑے جلوس سے اجمیر مین پہونچایا گیا اور
بعد دفن کے عمارت عالیشان بنائی گئی اب تعویذ مزار تک ندارد ہے اور
مقبرہ کی ہیہ صورت ہے کہ چارون طرف سے در بند کرکے بطور کوٹھی کے بنالیا
ہے پہلے گورنمنٹ کالج اسمین تہا اور اب صاحب لوگ بکرایہ رہتے ہین ؁

تالاب بیسلہ

ہیہ تالاب اسٹیشن ریلوے کے قریب جس جگہہ سر اکہد کر اسٹیشن بنایا گیا ہے
اجمیر کے شرقی راجہ بیسلدیو نے بنایا ہے تواریخون سے ثابت ہے کہ اس تالاب
کے گرد صدہا بتخانے تہے پہلے تو سلطان محمود غزنوی کے وقت مین وہ مسمار
ہوئے اور دوبارہ سلاطین غوری نے اونکو نیست و نابود کیا کہتے ہین کہ
محیط تالاب کے تیلیان تو مرہٹہ کی عملداری تک موجود تہین اور اس حساب سے
تیلیان بنائی گئین تہین کہ جسوقت تیلون کے منہہ تک پانی تالاب کا آتا سب کے
سر پر سے فوارے اچہلتے تہے تالاب کا فرش بہی سنگین تہا مگر مٹی مین دب گیا

اس مسجد کے صحن مین بہت پاکیزہ فرش سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے مسجد کے ہم پہلو دو
حجرے واسطے عبادت اور وظیفہ وظایف کے بنے ہوئے ہین مسید میان کے
مقبرہ کی چار دیواری کے اندر ایک چبوترہ سنگ مرمر کا بہت پاکیزہ ونفیس
دس گز طول وعرض کا بنا ہوا ہے اوسپر ایک محوطہ سنگ مرمر کا جالیدار ہے
اسمین عبداللہ خان کی بیوی دفن ہین جسقدر خوش اسلوب اور نازک یہہ
محوطہ بنا ہوا ہے اوسیقدر مضبوط بہی ہے گرد ان مقبرون کے پختہ چار دیواری
کہینچی ہوئی ہے دو دروازے چار دیواری کے ہین مگر ایک دروازہ نہایت
شاندار سنگ مرمر کا سمت شمال ہے جسکی محراب پر اللہ باقی من کل فانی اور
سن ہجری گیارہ سو ستائیس سن چار جلوس فرخ سیر بادشاہ غازی کندہ ہے
ابتدائے عملداری سرکار انگریزی مین یہان جیلخانہ تہا اور بعد تعمیر جیلخانہ جدید
کے عرصہ تک زراعت ہوتی رہی اب بسبب ٹوٹ جانے سرائے قدیم کے یہان سرا ہوگئی ہے

مزار مدار اشاہ مجذوب

یہہ بزرگ روشن شاہ کے مرید تہے اور وہ ہمیشہ گنگوانہ مین جو اجمیر شریف کو
چار یا ساڑہے چار کوس کے فاصلہ پر ہے رہا کرتے تہے وہ بہی درویش کامل تہے
اور یہہ بہی مجذوب زبردست ہوئے اکثر لوگ انکے دیکہنے والے انکی کرامات
کے قایل ہین قریب المرگ اسی درخت کے نیچے جو اب آپکے مزار کے گرد قدرت
الٰہی سے گنبد بن رہا ہے اور پہلے خشک تہا جب نشست ٹہری تو قدرت خدا کی وہ جال
کا درخت سرسبز ہوگیا یہانتک کہ شاخین اوسکی زمین سے لگ گئین بعد انتقال اسی
جگہہ دفن کئے گئے اکثر لوگ انکی قبر پر جاتے ہین نذرین چڑہاتے ہین ؎

جو بقا اپنی فنا سمجھے وہ دکھ بہرتے نہین ۔۔۔ مر مٹے جو زندگی مین وہ کبہی مرتے نہین

م انکا سید میان اور لقب شاہی عبد اللہ خان بارہ کے سیدون مین

ال دلاور اور بڑے بہادر تہے فرخ سیر بادشاہ کے عہد سلطنت مین وزیر

ے پنجہزاری منصب رکہتے تہے سیر المتاخرین مین حال انکا مفصل لکہا ہوا ہے

الغرض سید میان نے اپنی حیات مین اسمقام پر ایک باغ مع مسجد کے سن

ہجری گیارہ سو پندرہ مین دانش خواجہ سرا کے اہتمام سے بنوایا اور آناساگر

کی نہر ہزارہا روپیہ صرف کرکے باغ مین ڈالی تہوڑے عرصہ کے بعد منزل عدم

کی راہ لی وسط باغ مین دفن کئے گئے سن ہجری گیارہ سو بائیس مین امیر الامرا سید

حسین علیخان امیر الامرا فرخ سیر بادشاہ دہلی نے جو سید میان کا خلف الرشید

تہا سنگ مرمر کا مقبرہ ہدایت اللہ خواجہ سرا کے اہتمام سے سید میان کی قبر پر

تعمیر کرایا یہہ کتبہ مقبرہ کی محراب جنوبی پر بخط نستعلیق کندہ ہے ۞ ہو الغفور الرحیم

امیر عادل عبد اللہ خان عالیشان	چو رخت بست ز دار فنا بدار جنان
حسین خلق علی جود نیر تابان	کہ ہست حسین علیخان باتفاق جہان
دیانت آئین یعنے ہدایت اللہ را	اشارہ کرد ز ابروے حکم لطف نشان
کہ بہر سید شاہی لقب بہشت نشین	بنا کند چو فلک روضۂ علو اشان
سروش غیب ز سال بنائے اش فرماو	بگفت روضۂ عالی بگوش دل پنہان

یہہ مقبرہ خوشنما اور محکم بنا ہوا ہے پہلے مقبرہ کی چار دیواری کے اندر بہت تحفہ باغ تہا اب اوس باغ کا تو نشان بہی باقی نہین ہے مگر مقبرہ کے غربی جو سنگین مسجد بنی ہوئی ہے اوسکے کتبہ سے ظاہر ہے کہ یہان باغ بہی تہا چنانچہ مسجد کی محراب پر بخط نستعلیق یہہ کتبہ کندہ موجود ہے ۞

از اہتمام دانش تعمیر این مکان	آراستہ بروے زمین باد جاودان
باغے و مسجدیست نشان از جنین جہان	تاریخ این بنائے نکو روضۂ جنان

برآمدے بنوائے ہین جس سے حسن بازار دوچند ہوگیا انتہائے بازار پر سمت شرق سرائے پختہ نواب فیض اللہ خان بنگش کی بنوائی ہوئی نہایت استوار و محکم تہی مگر سن اٹھارہ سو چہتر عیسوی مین بسبب زیر آمد اسٹیشن ریل کے کہد گئی ؛

مسجد سرا

یہہ مسجد خوش قطع سرائے سابق کے دروازہ کے روبرو سن ہجری بارہ سو اونسٹھہ مین میر سعادت علی سابق میر منشی ایجنٹی راجپوتانہ نے بنا کرکے دنیا مین نام اور عقبیٰ کا کام کیا ایک چاہ پختہ مسجد سے ملحق سمت جنوب بنا ہوا ہے مسجد کی محراب پر سنگ مرمر کی لوح مین بخط طغرا یہہ قطع تاریخ کندہ ہے ؎

میر سعادت علی کرد در اجمیر طرح — مسجد و چاہے کہ ہست از چشمۂ آب بقا
آنکہ از باقر علی تا بہ علی میرسد — حلقہ بحلقہ بہم سلسلہ اش مرحبا
ساختہ شد این مکان کرد بدل اجر آن — از رہ صدق و صفا نذر رسول خدا
از پے این سال نیک گفت ہمایون و تر — چشمۂ زمزم صفت مسجد کعبہ بنا

کتبہ میر جلال الدین مرصع رقم سن بارہ سو اونتر ہجری اب مسجد کے روبرو بسبب تعمیر ہونے اسٹیشن ریلوے کے بہت رونق اور گلزاری ہوگئی ہے اور ہوتی جاتی ہے قریب اسکے پہلے چشتی چمن تہا اب چشتی چمن کٹ کر اوسمقام پر سرائے پختہ سرکار درگاہ کیطرف سے بہت خوشنما تعمیر ہوگئی ہے اسکی لاگت مین تخمیناً چالیس ہزار روپیہ سرمایہ درگاہ شریف کا صرف ہوا ہے ؛

مقبرہ عبد اللہ خان

ہاتھ پاؤن وغیرہ کے بہت درست موجود ہین اور پشت اوسکی جو ن کی تہ
بیٹھی ہوئی ہاتی کے انداز پر بنی ہوئی ہے اصل اوسکی صرف اسقدر ہے کہ
اس کھیت مین پہلے توکئی فٹ اونچا یہہ پتھر اسی نواح کے پہاڑ کا ہے جو زیر
زمین سے نکلا ہوا تہا اوسی کو تراش کر جہانگیر بادشاہ کے عہد مین کہ اوسوقت
سن ہجری ایک ہزار بائیس تہے یہہ ہاتی بنایا گیا چنانچہ ہاتی کے پہلو پر راست
پر یہہ شعر بخط نستعلیق کندہ ہے ؁

این کوہ پارہ فیل جہانگیر بادشاہ		تاریخ فیل سنگ شد از حکمت آلہ

مصرع ثانی اسکا پوری تاریخ ہے ہرچند یہہ پتھر کا ہاتی کچھہ عمدہ چیز نہین ہے
مگر چونکہ ایک یادگار ہے ذکر اسکا درج کتاب کیا گیا ؁

سورج کنڈ

یہہ کنڈ واسطے نفع عام کے مدار دروازہ کے روبرو ۱۸۵۴ء مین کرنیل
ڈکسن صاحب مرحوم سابق کمشنر اجمیر نے تعمیر کرایا ساخت اسکی نہایت خوشنما
تعمیر کا نقشہ ہے جدا چار و نطرف کنڈ کے اوپر نہو بصورت خوبصورت بارہ دریان
بنی ہوئی ہین غرب رو دروازہ سنگ مرمر کا استوار نہایت شاندار جسپر
ستہری نشست گاہین تعمیر مین حفیظ نامی ایک معمار تہا جسکی تدبیر
سے یہہ کنڈ طیار ہوا اگرچہ ایک دروازہ شمالی رو بہی اس کنڈ کا بنا ہوا ہے
مگر بیشتر آمد و رفت خاص و عام کی اسی دروازہ سے ہے کنڈ کے جنوبی
لب سڑک بازار کونڈرس صاحب سابق ڈپٹی کمشنر اجمیر کا تعمیر کرایا ہوا کونڈرس
پورہ کے نام سے معروف ہے ہر قسم کے دوکاندار اسمین بیٹھے ہین سودا
بیچتے ہین اب مالک دوکانات نے ہر ایک دوکان کے روبرو چبوترہ بنا

اس تاریخ سے سن ہجری گیارہ سو نوے نکلتے ہین چلہ کے نیچے صحن مین بدرجہ دوم ایک محوطہ پختہ بنا ہوا ہے اوسکے اندر محمد شاہ خان کی قبر ہے جو نواب امیرخان والی ٹونک کے رفیقون مین تہا محوطے کے غربی ایک مسجد پانچ در کی محمود خان نایب محمد شاہ خان نے سن ہجری بارہ سو اونتالیس مین بنا کی احاطہ کے دروازہ پر سنگ مرمر کی لوح مین یہہ کتبہ کندہ ہے ؛ الله اکبر

بنا کرد محمود عالی نگاہ	مزار محمد شہ دین پناہ
ز تاریخ تعمیر گوید لطیف	زہے مقبرہ مسجد و خانقاہ ۱۲۳۹ھ

تاریخ بارہوین ربیع الاول سے چودہوین تک یہان میلہ ہوتا ہے اکثر زن و مرد آتے ہین بہتیرے چوکیان بہرتے ہین نذرین چڑہاتے ہین متصل اسکے دولتخانہ ہے جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے ؛

فصل چوتھی

تالاب بیسلہ اور تعمیرات شرقی شہر اجمیر کے بیان مین

فیل سنگ

شہر اجمیر کے شرقی گوشہ مین بیرون شہر پناہ اکبری محل معروف بہ میگزین کے قریب جو سڑک حوالی شہر کی ہے عین سڑک کے کنارے باڑیونکے کہیت مین زیر درخت پیپل ایک پتہر کا ہاتی کہ عوام ہندو اوسکو بہیرون جی کہتے ہین اور اپنی حاجات دنیاوی اوس سے مانگتے ہین بنا ہوا ہے یہہ ہاتی سنگ خارا کا ہے اسکی سونڈ اور کان کسی شخص نے زمانہ سابق مین توڑ ڈالے ہین نشان باقی ہے ہاتی پر سیندور اور تیل انہین عامی لوگونکا لگا یا ہوا ہے البتہ نشانات

شادی دیو کا حال کتاب مونس الارواح مین اسطرح لکھاہے کہ یہہ جن خواجہ
صاحب کے ہاتھہ سے مسلمان ہواہے بعد مسلمان کرنے کے خواجہ صاحب نے
اسکا نام شادی رکھا تھا چنانچہ مفصل حال اسکا باب چہارم کی دوسری فصل
مین لکھا گیاہے یہہ مقام اوسکے نام سے مشہور ہے اکثر ہنود اس مقام کی
پرستش کو آتے ہین نذر بھینٹ چڑھاتے ہین طرفہ تر یہہ کہ پوجاری اس مقام
کا مسلمان فقیر ہے گنبد پختہ کے اندر ایک بڑا پتھر ترشا ہوا چکر کے طور کا بشکل
کنگن رکھا ہواہے عوام کا قول ہے کہ اس چکر کو اجے پال جوگی نے خواجہ صاحب
پر جادو کے زور سے پھینکا تھا واللہ اعلم بالصواب گنبد کے غربی فرش سنگ
سرخ کا اور ایک دالان سنگین بنا ہواہے متصل اوسکے ایک حوض پختہ ہے جسمین
بارہ مہینے پانی رہتا ہے ؎

قطب صاحب کا چلہ

اسی پہاڑ کے شرقی نکر کوہ مین قدوۃ السالکین حضرت خواجہ قطب الدین بختیار
کاکی علیہ الرحمۃ کا چلہ بنا ہواہے خواجہ موصوف مرید وخلیفہ خواجہ معین الدین
چشتی کے تھے جب اجمیر مین آتے تھے اس مقام پر عبادت الٰہی مین مصروف
رہتے چلہ کے صحن مین بدرجہ اول ایک مسجد پختہ تین در کی جسکا گنبد لداؤ کا
بنا ہواہے مولانا شمس الدین مرید مولوی فخر الدین صاحب دہلوی نے سن
ہجری گیارہ سو نوے مین بنا کر دارین مین نیکنامی لی اگرچہ مسجد کی محراب پر قطعہ
تاریخ لکھا ہوا تھا مگر اکثر لفظ کتبہ کے فرسودہ ہوگئے ہین صرف نام بانی مسجد
کا اور یہہ شعر تاریخی بدشواری تمام پڑھا گیا ؎

از پے تاریخ سالش ہاتف از رو نوید	داد پاسخ گو مورخ ذکر رب مجید

کے ایک قبر سنگ مرمر کی اور سرہانے اوسکے ایک چوکی سنگ مرمر کی کمال
خوشنما ہے واللہ اعلم بالصواب اسمین کون بزرگ مدفون ہین مگر یہہ مقام سالار
غازی کے چلہ کے نام سے مشہور ہے۔ سالار غازی جنکی درگاہ بہرایچ ملک اودہ
مین واقع ہے اکیسوین تاریخ شعبان کی اتوار کے روز سن ہجری چارسو
پانچ مین بمقام اجمیر پیدا ہوئی اور چودہوین تاریخ رجب کی جمعہ کے روز
سن ہجری چارسو چوبیس مین شہید ہوئے تاریخ تولد اور وفات سالار مسعود
غازی کی یہہ ہے۔

محبوب خدا کہ بود امیر مسعود		درچہار صد وچہار آمد بوجود
چون مدت بست درچہارش افزود		درچہار صد وبست وچہار رحلت فرمود

واقع ہو کہ سن ہجری تین سو ترانوے مین سلطان محمود غزنوی نے قلعہ اجمیر
کو مفتوح کیا راجہ بیر بلندیو تو ہنگام تحفظ اجمیر بمقابلہ سلطان مذکور قتل ہوا
اور اوسکے بیٹے بسیلدیو نے بعد شکست پانے کے مسلمان ہو کر کالک جو بنیر علاقہ
جیپور کے پہاڑ پر سکونت اور گوشہ نشینی اختیار کی سلطان محمود نے سالار
ساہو کو جو سالار غازی کے باپ تہے اور سلطان محمود کی بہن کی اونکے
ساتہہ شادی ہوئی تہی اجمیر کا حاکم کیا اوسی عرصہ مین سالار غازی پیدا
ہوئے جب سن تمیز کو پہونچے اس مقام کو پسند کر کے چلہ گاہ مقرر کیا اس
گنبد کی بنا کو نوسو برس کے قریب عرصہ ہوا عجب دلچسپ اور پر فضا مقام
ہے کہ اگر آدمی تمام عمر یہان بیٹہا رہے تب بہی یہان کی سیر سے سیر نہو جبدہر
نظر جاوے بہار تازہ نظر آوے ؎

شادی دیو

چلہ حضرت خواجہ معین الدین

یہہ چلہ سدا بہار پہاڑی کے بیچ مین گھاٹی کے اوپر نہایت لطیف بنا ہوا ہے
جب خلاصہ عارفین حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ اجمیر مین تشریف
لائے تہے تو پہلے پہل اسی مقام کو پسند فرماکر گوشہ نشینی اختیار فرمائی تہی
پہاڑی کے اندر ایک گنبد بنا ہوا ہے اندر گنبد کے ایک تخت سنگی جسپر بیٹھکر
آپ یاد آلہی مین مشغول رہتے رکہا ہوا ہے سن ہجری ایک ہزار سینتیس
مین مہابت خان صوبہ اجمیر کے شقدار دولت خان نے روبرو چلہ کا ایک
محوطہ سنگین بنواکر دروازہ کے اوپر یہہ اشعار کندہ کرادئے ہے

بزمان شہ رفیع القدر — حامی شرع دین شہاب الدین
رونق عدل وجود داد جہان — کہ بناز داز و زمان و زمین
گشت والی صوبۂ اجمیر — خانخانان بعزت و تمکین
پاک دین پاک باز دولتخان — بود شقدار او برسم این
ساختہ این مکان چلہ چشت — تا بود یادگار او بزمین
سال تاریخ طالبی گفتا — سی و ہفت و ہزار بود سنین

اس تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہجہان بادشاہ کے سال اول جلوس
مین صوبہ دار اجمیر کا مہابت خان خانخانان تہا چلہ کے اندر باہر کثرت مزار
سے ایک شہر خموشان بستا ہے ٭

چلہ سالار غازی

اسی پہاڑی کی چوٹی پر ایک چبوترہ سنگ سرخ کا جسپر گنبد سنگین بنا ہوا ہے اندر گنبد

دو حتہ سجع طیر ناموزون		روضۂ یار نہر ہا سلسال
وین پراز میوہ ہائے گوناگون		آن پراز لالہائے رنگا رنگ
گسترانیدہ فرش بوقلمون		باد در سایۂ درختانش

فی الواقع پہلے نخلستان تہا اب باغ و بوستان ہوگیا یہہ دولتخانہ شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ نے قبل از جلوس تعمیر کرایا تہا ٭

سہیلی بازار

دولتخانہ کے پائین باغ کے متصل یہہ سہیلی بازار جسیلی سہیلی اکبر بادشاہ کا بنوایا ہوا ہے دور رویہ دوکانین لداؤکی بنی ہوئی ہین بازار کے روبرو نہرین جاری تہین چمن لگا ہوا تہا اب نہ وہ نہرین رہین نہ چمن مگر عمارت محکم چونے اور گچ کی بنی ہوئی ابتک موجود ہے عقب بازار کے شاہی وقت کی کہرنجیئہ پر حوض بنے ہوئے تہے اوسوقت مین چادر کا پانی اون حوضون مین ہوکر گذرتا تہا اور وہان بدرجہ دوم چادر کی کیفیت تہی جیساکہ مہرولی مین دہلی کے متصل خواجہ صاحب کا جہرنا اور حوض ہے اوسی کے موافق یہہ بہی بنے ہوئے تہے اب وہ سب مسمار ہوگئے کچہہ نشان باقی ہین ٭

سدابہار پہاڑی

یہہ پہاڑی تالاب آناساگر کے شرقی اور دولتخانہ کے جنوبی واقع ہے چونکہ اسکے اوپر سعد دچلے اور مکانات پر فضا بنے ہوئے ہین اسلئے ہر ایک کا بیان علحدہ علحدہ رقم کیا جاتا ہے تاکہ ناظرین کتاب کو ہر ایک کا حال مفصل معلوم ہوجاوے ٭

اب دولت باغ کہتے ہین سب سے زیادہ مشہور اور نامی اس دولتخانہ مین ہے اس
باغ مین آنب جامن مولسری کیلے شریفے نارنگی وغیرہ کے درخت اس کثرت سے
تھے کہ ونکو آفتاب نظر نہین آتا تھا اور آبریزی کے باعث اقسام اقسام کے
پودے بیشتر پیدا ہوتے تھے کرنیل ڈکسن صاحب بہادر مرحوم سابق کمشنر اجمیر
کی احداث باغات مین کہ یہہ امر موجب ترقی و رونق شہر کا ہے از حد توجہ بھی
کل سرکاری اور رؤسا شہر کے باغات مین اکثر پودے ہر قسم کے درختونکے
اسی باغ سے جاتے تھے مگر صاحب موصوف کے انتقال کے بعد وہ درخت اکثر
کاٹے گئے اب اوس باغ کے پھر نصیب کھلے کہ حکام عالیمقام نے توجہ فرما کر باغ
کو رونق بخشی اور قرار واقعی پھر اوسکی غور و پرداخت ہونے لگی روشونکے
کنارے دو رویہ سرو و شمشاد کے درخت نصب کرائے طرح طرح کی پھلواریوں سے
تختے لہلہاتے باغ کے بیچ مین سنگمرمر کا حوض مربع پانی سے بھرا ہوا سنگمرمر
کا فوارہ لگا ہوا حوض کے کنارہ و نہر اور باغ کی روشون مین قطار در قطار
کھلے پھولون سے بھرے ہوئے رکھے ہوئے بہار تازہ دیتے ہین **ابیات**

سرو شمشاد جھومتے ہین کھڑے — دار بستون پہ تاک مست پڑے
بلبلین شاخ گل پہ نغمہ سرا — نغمہ زن قمری چمن پیرا
لالہ و گل کھلے چمن بہ چمن — نرگس شوخ چشم چشمک زن
شاخین سنبل کی یون بگرد گل — عارض گلرخان پہ جون کاکل
یون لب نہر پر ہے سبزہ تر — سبزہ جیس رنگ لعل خوبان پر
شاخ ہر نخل میوہ سے پربار — نو نہالون تلک مین برخوردار
قمریان کہہ رہی ہین کوکوکو — کہتی کویل کہ پی کہان ہے تو
دیکھ عالم یہہ کو کلا وہان کا — قطعہ پڑھتی ہے یہہ گلستان کا

نہاد بہانو تہ مشہور ہے ؛

دولتخانہ شاہجہان

یہہ تعمیر دلپذیر لب دریا یعنے آناساگر کے شرقی باندہ پر شہر اجمیر کے شمالی نہایت خوبصورت اور پاکیزہ سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے مکانات دلکشا و ایوانات دلربا سنگ مرمر کے متصل متصل ایک دوسرے سے ہین وسطا کی بارہ دری کا تو کیا کہنا جو شاہجہان جیسے بادشاہ کی نشست گاہ ہو جو وضع قلعہ دہلی مین دیوان خاص کی ہے وہی وضع اسکی ہے اسمین اوسمین صرف طول وعرض کا فرق ہے کہ یہہ اوس سے کمتر ورنہ حسن عمارت مین تو اوس سے ہسر ہے اگرچہ زمانہ ماضی مین ہر ایک ایوان کے آگے چمن اور گلشن تہے نہرین جاری تہین نوارے چلتے تہے لیکن نخلبند قدرت کے ارادے مین جو اون چمنون کی بہار کو سرسبزی دینی منظور نتہی بلکہ خزان اونکی منظور تہی کہ مرہٹہ کی عملداری مین بہ سبب ضعف سلطنت وہ سب کیفیت اور بہار خاک مین ملگئی صرف درختان انبہ اور مولسری کے یاشہ نشین سنگ مرمر کے اون چمنونکی جگہہ باقی ہین مگر جانب درآب کیطرف جو ایوان تہا اور اب وہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی آرامگاہ کا بنگلہ ہے اوسکے آگے چمن بدستور قایم وسط کے ایوان رفیع الشان کے روبرو ایک حمام سنگ مرمر کا کمال خوش قطع بنا ہوا ہے نظر باغ کے آگے پائین باغ کے زینے سے ملحق سر نہر بنگلہ سنگ مرمر کا جالیدار بہت نفیس بنا ہوا تہا اوس بنگلہ مین خزانہ سرکاری رہا کرتا تہا مگر بسبب جالیون کے مکان جیسا چاہیے ویسا محفوظ نہوگا شاید اسی وجہ سے سرکار نے اوسکو نیلام کرکے بجاے اوسکے مکان محکم خزانہ کیواسطے بنا کیا پائین باغ جسکو

رکھا موسم بارش مین دور اسکا چھہ میل سے زاید ہو جاتا ہے چھہ سو گز تک
پان تالاب کا طول اور سو گز عرض ہے سن عیسوی اٹھارہ سو چالیس مین
اجیبان کے پہاڑ کا پانی کاٹ کر سرکار دولتمدار نے آناساگر مین ڈالا جس سے
اب پانی تالاب مذکور مین بافراط رہتا ہے اس تالاب کے شرقی اور جنوبی کنارہ
پر بہت عمدہ گھاٹ اور باغات معمورہ رئیسان شہر جو اونھون نے ایام فتحوالی
مین واسطے رفاہ غربا و مساکین کے طیار کرائی موجود ہین کنارہ کے
باغ بہت آراستہ و پیراستہ ہین یہان عجب طرح کی کیفیت تمام ہر صبح و
شام حاصل ہے تالاب کے کنارے کہین سبزہ کی لہک پھولونکی مہک ہے
کسی باغ مین بیلا چنبیلی موتیا ہے تو کسی مین جوہی کیتکی کیوڑا ہے اگر ایک تختہ مین
لالہ زار ہے تو دوسرے مین نازبان اور ہزارے کی بہار ہے کسی مین سرو
کھڑے ہین سبزہ نو دمیدہ سے فرش زمردین بچھہ رہا ہے کسی مین نہرین جاری
ہین جانوران خوش نوا کا شور ہے مزا دے رہا ہے اس تختہ مین رنگ برنگ
کی عباسی ڈہڈہی تو اوسمین گل مہندی قسم قسم کے رنگ کی چھپی اس مین زنگت
گل کا ڈہڈہا پن ہے تو اوسمین بھی ہر چمن پر جوبن ہے اگر پوری صفت انکی
لکھون تو یہہ فصل گلستان ہو جاوے الغرض اسی تالاب سے ساگرمتی ندی
نکلکر سرستی ندی سے جو بوال کے پہاڑ سے نکلی ہے پیبانگن کے پاس ملگئی ہے
یہان سے ان دونونکو دریاے لونی کہتے ہین جو علاقہ جودھپور مین ہوتی
ہوئی رن کچھہ مین غایب ہوگئی ہے ان دونون ندیون مین تھوڑا بہت
پانی ہمیشہ بہتا ہے لیکن کچھہ زراعت کی آبپاشی کو کفایت نہین کرتا ۔ مگر ساگرمتی
ندی مین متصل موضع ڈومالڑہ جسکو بن گیلین کہتے ہین تا بہ مواضعات انبہ
سیہ جاگیر درگاہ خوربوزہ خوشرنگ و شیرین بکثرت پیدا ہوتا ہے اور بنام

اس جگہہ پختہ پختہ چونے اور گچ کے دولتمندون نے بنوا دیے ہین اندر کوٹ
مین یہہ مقام بہی پر فضا اور دلکشا ہے ؛

مسجد کیسو خان

اندر کوٹ کے غربی تارا گڑہ کے راستہ پر یہہ مسجد قلندری واقع ہے مسجد
کے دکہن باولی سنگین بنی ہوئی ہے قریب اوسکے حوض پختہ بنا ہوا تہا اب
بہی کچہہ کچہہ نشان حوض کا باقی ہے کسی وقت مین یہان پر باغچہ لگا ہوا تہا مگر اب
سوائے چونہ کے ڈہیر اور ایک کہنڈر کے جسکی وضع حمام کی سی ہے نہ باغ ہے
نہ حوض ہے صرف باولی اور مسجد موجود ہے یا درختان انبہ ہین مسجد کی
محراب مین سنگ مرمر کی لوح پر یہہ اشعار کندہ ہین

بعہد حضرت شاہ فلک قدر	پناہ دین احمد ظل یزدان
جلال الدین محمد شاہ اکبر	سکندر حشمت و دارای دوران
بمین ہمت خان حسن خلق	سپہر جود کیسو خان عمران
ز ہجرت نہصد و ہفتاد شش بود	کہ شد تعمیر این سقاے میران

کتبہ الراجی درویش محمد حاجی ؛

فصل تیسری

آنا ساگر

اس تالاب کی بنا کو کچہہ کم آٹہہ سو برس ہوئے آنا دیو نے جو بعد سارنگد
کے مالک راج اجمیر کا ہوا اس تالاب کا باندہ بند ہوا کر نام اسکا اپنے نام

لیلیٰ

راتمش وہ بادشاہ شمس الدین التمش تہا جسنے یہہ باولی بڑہیا کو بنوادی

یہ اس تعمیر کو اڑہائی دن کی مسجد کے ساتہہ کمال مناسبت ہے جیسے اوسمین

کندہ کاری کے ستون لگے ہوئے ہین اوسیقدر اسمین ہین اور ستونون

مین بہی جسقدر بتونکی صورتین تہین مسخ کی ہوئی ہین سوا اسکے جس خط مین

احادیث اڑہائی دن کی مسجد کے شرقی دروازہ مین کندہ ہین اوسیطرح

اس مسجد کی محراب پر کندہ ہے اور باولی کے ستون بہی درجہ بدرجہ کندہ

کاری کئے ہوئے ہین ایسی خوش انداز اور سہاونی باولی اس شہر مین

دوسری نہین ہے خدا بانی عمارت کو مستغرق بحر رحمت کرے اور اس نیکبخت

بڑہیا کو غرق دریاے مغفرت ﴿

شمسی حمام

یہہ حمام اور باغ اڑہائی دن کی مسجد کے متصل جنوبی سمت کو واقع ہے مسجد

موصوف کے ساتہہ سلطان شمس الدین التمش نے اسکو بنا کیا تہا اب اوس

باغ کے قطعہ مین تو حویلیان بن گئی ہین اور حمام بہی ٹوٹ پہوٹ گیا صرف

ایک درجا اوسکا باقی رہگیا ہے ﴿

بہاٹ باولی

یہہ باولی زمانہ گزشتہ مین کسی راجہ کے بہاٹ نے بنوائی تہی اگرچہ بعضے لوگ

اسکو پرتہی راج کے بہاٹ کی تعمیر کرائی ہوئی کہتے ہین لیکن وہ باولی اجمیر کے

باہر شرقی سمت چاند ا باولی کے نام سے معروف ہے اب ایک فقیر نانک پنتہی

یہاں پر رہتا ہے باولی کے پاس درختان انبہ و باغچہ لگا ہوا ہے مکان بہی

جب کوئی نہ بولا ناچار سلطان امام بنے اور کہا کہ مین یہہ چاہتا تہا کہ کوئی میرے حال سے مطلع نہووے لیکن جب خواجہ نے ایسا حکم دیا تہا بغیر چارہ ندیکہا تاریخ وفات اس بادشاہ کی یہہ ہے۔

چون طشت زبام شمس افتاد	سہ مرتبہ یار را بکن یاد

جسمین سن چہہ سو تینتیس ہجری نکلتے ہین اور یہہ قطعہ بہی سلطان موصوف کی رحلت کا ہے ؎

بہشتصد سی وسہ از سال ہجری	گذشتہ بست روز از ماہ شعبان
بشد سلطان شمس الدین التمش	بسوے جنت المأوا خرامان

کاتن باولی

یہہ چشمہ فیض کا اڑہائی دن کی مسجد دکہن دروازے کے آگے کمال تحفہ بنا ہوا ہے درجہ بدرجہ سنگ سرخ کے دالان باولی کے اندر ہین پانی اس چشمہ کا صاف شیرین وسبک اسقدر کہ اگر بہوکا پیئے تو سیر ہو جاوے اور شکم سیر پیئے تو اوسکو فوراً بہوک لگ آوے تواریخ کی کتابون سے یہہ معلوم نہین ہوا کہ اس چشمے کو کس نے بنایا مگر زبانی بعضے بڈہون کے یہہ سننے مین آیا کہ ایک بڑہیا یہان بیٹہکر سوت کاتا کرتی تہی اتفاقاً کسی بادشاہ کی سواری ادہر ہوکر جو نکلی بڑہیا نے اوٹہکر سوت کی آنٹی بادشاہ کو نزر گزرانی بادشاہ نے سواری ٹہراکر دریافت کیا کہ کیا حاجت رکہتی ہے جواب دیا کہ یہہ آرزو اور تمنا رکہتی ہون کہ ایک مسجد اور باولی بنواؤن تاکہ دنیا مین مجہہ گمنام کا نام باقی رہے بادشاہ نے التجا اوسکی قبول کی یہہ باولی اور مسجد بنوادی چنانچہ باولی کے ادہر سمت شرق اب تک وہ مسجد سنگین قدیم قائم ہے مسجد انت

ایک درجہ قدیم بتخانے کا بحال ہے جسکے پاکیزہ ستون اور عمدہ عمدہ خوش
تراش پتھرونپر تین تین برجیان دونون طرف اور بیچ مین بڑی برجی قایم ہے
اسکی چھت اور ستونونپر تصویرین جین مذہب کی جسقدر تھین وہ شہاب الدین
غوری نے مسخ کردین مگر گل کاریونکا جوبن اور بہار اور پتھر کے بیل بوٹے جیسے جیون
کے نقش ونگار آج تک قابل دید موجود ہین اور اسی درجے کے غربی دیوار
کے وسط مین وہ محراب اسلامی سنگ مرمر کی ہے جو سلطان شہاب الدین غوری
نے لگائی اور اوسکے آگے متصلاً ملا ہوا اول سے دوسرا درجہ بھی قدیم اسی بتخانہ
کا لیکن عرض مین درجہ اول سے کمتر اور طول اور حسن عمارت مین اوس اول
درجہ کے ہمسر اون دونون درجون کے آگے تیسرا درجہ مشتمل بر عمارت سنگین
بڑی بڑی سات محرابون کا سلطان شمس الدین التمش نے بنوا کر ملا دیا اور بیچ
کی محراب کلان کے دونون بازونپر دو مینار سنگ سرخ قایم کیے اور چند در
اور احاطہ و نشیمن و مکانات و صحن بہت خوش ترکیبی سے ترتیب دیئے طول
اسکا سرکاری گز سے چار اوپر اسی گز اور عرض مع صحن کے چوڑان کے
پور اسی گز بیچ کی محراب چھپن فٹ بلند اوسپر دو مینار ہین مگر برجیان میناروں
کی گر گئی ہین اور بخط نسخ طغرا سے سلطان شمس الدین کا نام پتھر کے مرغولون
پر بالاے مینار مذکور کندہ موجود ہے محیط کی دیوارین پینتیس ۳۵ فٹ اونچی
صحن کے آگے دو دروازے آمد و رفت کے لیے بنے ہوئے ہین محمد عارض
کے اہتمام سے علی احمد معمار نے اس مسجد کو بنایا ہے چونکہ یہہ مسجد عالیشان
بے مرمت اور ویران تھی سرکار دولتمدار نے علو ہمتی سے ہزارون روپیہ
صرف کرکے سن ہجری بارہ سو ترانوے سے اسکی مرمت شروع کرائی اگرچہ
قریب دو سال سے اسکی مرمت باہتمام سردار بھگت سنگھ صاحب انجینیر محکمہ

محراب سنگ مرمر کی بناکر اوسپر بخط طغرا آیات قرآنی کندہ کراکر تاریخ بنا لکھدی
اور اس تغیر سے بتخانہ کو مسجد کرکے نماز جمعہ بادشاہ نے اوسمین ادا کی جب سے
اسکا نام اڑہائی دن کی مسجد مقرر ہوا تاریخ تعمیر اوس محراب پر اسطرح کندہ ہے
بنا فی الحادی والعشرین جمادی الاخر سن خمسۃ وتسعین وخمسمایۃ - اور دیوار
غربی مین یہہ عبارت مرقوم تھی - فی تولیت ابوبکر بن احمد جمال الفغلۃ بتاریخ
ذالحجہ ستہ وتسعین وخمسمائۃ - مگر یہہ عبارت ایسی دقت سے پڑہی گئی کہ جسکا بیان
کرنا بھی خالی از تکلیف نہین الغرض اس سے اسقدر ثابت ہوتا ہے کہ یہہ تغیر جو
بتخانے کو ہوا اور محراب اسلامی قایم ہوئی ابوبکر بن احمد اوسکے متولی تھے اکیسوین
تاریخ جمادی الآخر سن ہجری پانسو پچانوے مین یہہ بتخانہ خانۂ خدا ہوا اور ذالحجہ
سن ہجری پانسو چھیانوے تک کار تعمیر جاری رہا اگرچہ سلطان موصوف کے وقت
مین صرف اسیقدر بتخانے کا تغیر ہوا تھا کہ دیوار غربی مین محراب بنواکر بتونکی
صورتین مسخ کردین تھین مگر شاہ شمس الدین التمش نے تو اس رہے سہے بتخانہ
کی عمارت کو بیخ و بنیاد سے اوکھڑوا ڈالا اور نئے سر سے سن چھہ سو چودہ ہجری
مین سنگ سرخ سے مسجد اس مضبوطی اور خوش اسلوبی کے ساتھہ بنوائی کہ
اکثر جہاندیدہ اوسکو دیکھکر مقام حیرت مین آتے ہین بلکہ نقش دیوار بنجاتے ہین
دیدہ زیبائی اوسکی ظاہر اور خوشنمائی اوسکی بیان سے باہر حق تو یہہ ہے کہ ایسی مسجد
عظیم الشان ملک ہند مین دوسری کم ہے برجون کے اندر پتھر کو اسقدر کھود کر
بنایا ہے کہ ہو بہو ہر ایک برج طلسمات کا بنا ہے عقل کام نہین کرتی کہ آیا محرابون
یہہ صورت کہودا ہے یا پتھر کو موم کرکے سانچہ مین ڈہالا ہے کتابے اوپر ایسے
[illegible] اور [illegible] کندہ ہین کہ انسان اونکو دیکھکر درود بھیجے اور کندہ کارون
کے حق مین تحسین و آفرین کہے صورت مسجد کی یہہ ہے کہ غربی سمت مین

فصل دوسری

اندر کوٹ

ہندی تاریخون سے یون معلوم ہوتا ہے کہ کچھہ اوپر چار ہزار برس پیشتر یہہ شہر راجہ
اندر سین نے بسا کر اندر کوٹ نام رکھا یہہ راجہ بودہ کا مذہب رکھتا تھا سراوگی لوگ
جینی بودہ مذہب کے پیرو ہین صدہا تبخانے پہلے اس شہر مین تھے اور ان تبخانون
کے روبرو سنگین باولیان بنی ہوئی تہین جب علاوالدین غوری ہند پر متسلط
ہوا اور سلطان شہاب الدین غوری راے پتہورا کو شکست دیکر اجمیر مین آیا دس ہزار
زن و مرد کو قوم ہنود سے مسلمان کیا اس بادشاہ نے اندر کوٹ کے کل تبخانون کو
نیست و نابود کر دیا مگر مندرون کی باولیان ابتک موجود ہین اب اس کوٹ مین
تمام مسلمان لوگ بستے ہین مسجدین بہی اسمین بکثرت ہین قدیمی مسجدین تو بالکل
ویران اور کہنڈر ہو گئی ہین لیکن نو تعمیر مسجدین آباد ہین یہہ کوٹ خاصی خاصی
پختہ عمارتون سے ایک مختصر سا معمورہ معلوم ہوتا ہے ؛

آڑہائی دن کی مسجد جسکو اڑہائی دن کا جہونپڑا بہی کہتی ہین

زمانہ گزشتہ مین راجہ اندر سین نے شہر اندر کوٹ کے اندر یہہ تبخانہ بنایا تھا
صدہا مورتین اور اقسام اقسام کے جانورونکی صورتین اوسمین تہین اسی
راجہ نے شہر پرسوتم پور مین جو دکہن طرف دریاے شور کے کنارے ہے تبخانہ
جگناتھہ کا بنیاد کیا جب سلطان شہاب الدین غوری سن ہجری پانسو بچانوے
مین یہان آیا اس تبخانے کو خانہ خدا بنا دیا مگر صرف اسیقدر تبدیل کی کہ بتون
کی صورتون کو مسخ کر کے عمارت کو بحال خود چہوڑا اور غربی دیوار کے بیچون بیچ ا

کی ہین صاحب کشف و کرامت اور خلاصہ اہل ریاضت تہین اور بعض بزرگون نے اپنی تصنیفات مین آپکو خواجہ غریب نواز کے خلفاؤنین لکہا ہے اکثر عوام مین جو یہہ بات مشہور ہے کہ حافظ جمال راے پتہورا کی بیٹی تہین اوس نے واسطے آزمایش کے براہ فریب حضرت خواجہ کی خدمت مین بہیجا اور پوجاریون نے اوسکو کہا تہا کہ خواجہ صاحب جو ہمبستر اس سے ہونگے تو کرامات جاتی رہیگی آپنے اونکو دیکہکر کہا کہ اے بیٹی حافظ جمال آؤ اوسیوقت اِنکو قرآن مجید حفظ ہوگیا اور فیض حضرت خواجہ صاحب سے مسلمان ہوئین سرتاسر غلط ہے ❊

سوت برج

اگرچہ یہان کے لوگ اسکو روٹھی رانی کے محل کہتے ہین اور شاید اسوجہہ سے کہ یہہ برج نورالدین جہانگیر کے محل سے بہت قریب ہے لیکن در اصل یہہ چرخ پانی قلعہ تاراگڈہ کے اوپر لیجانیکے واسطے مالدیو راٹہوڑ راجہ جودہپور کا بنوایا ہوا ہے چنانچہ تواریخ ٹاڈ راجستان مین مرقوم ہے کہ مالدیو راٹہوڑ سمت پندرہ سو اٹہاسی مطابق سن پندرہ سو بتیس عیسوی مین گدی نشین ہوا یہہ نہایت زورآور راجہ ہندوستان کا ہوا جس سال مالدیو راجہ ہوا اوس نے دو بڑے ملک اپنے خاندان قدیم کے دوبارہ فتح کئے یعنی ناگورا اور اجمیر اور اپنے علم اور فن کے ظاہر کرنے کے واسطے ایک چرخ بنایا جس سے پانی قلعہ کے اندر چشمہ سے جاتاتہا اوسکو سوت برج کہتے ہین۔ القصہ اگرچہ اب اس برج کی راہ پانی تو نہین جاتا مگر دو تین درجے اوسکے ابتک قایم ہین شاید اوپر کے درجے گرجانے سے پانی کا جانا موقوف ہوگیا ہے مگر میری دانست مین یہہ برج بنتے بنتے ناتمام رہگیا ہے اگر یہہ برج پورا بنجاتا تو قلعہ مین بہت افراط پانی کی ہوجاتی — اب بہی بہت سے حوض قلعہ پر ہین مگر کبہی کبہی پانیکی قلت

کثرت سے مزارات پر چھا رہے ہین زمانہ سابق مین یہہ مقام سنبل گڈہ کے نام سے مشہور اور معروف تہا۔

چلہ بی بی حافظ جمال

یہہ مقام حضرت بی بی حافظ جمال کے چلہ کشی کا نور چشمہ کے متصل پہاڑ کے اندر بنا ہوا ہے بارہ مہینے چشمہ کا پانی اسجگہہ پر جاری ہے ادہر اودہر آب روان کے کنارے امرئیان ہین تاریخ اونیسوین رجب کو اس جگہہ میلہ بڑی دہوم دہام سے ہوتا ہے صدہا زن و مرد آتے ہین بہتیرے نذر نیاز چڑہاتے ہین فی الواقع یہہ مقام لایق دید اور قابل سیر ہے موسم بارش مین اکثر اوقات شہر کے لوگ یہان برائے سیر آتے ہین حضرت مخدومہ جہان بی بی حافظ جمال اس مقام پر اپنے معبود کی یاد مین رہتین اور چلہ کشی کرتی تہین طرح طرح کی ریاضت اور مجاہدت سے گو بظاہر بنیاد جسمانی کو ڈہاتی تہین لیکن باطن مین عمارت روحانی بناتی تہین یہان ضرور ہوا کہ مختصر حال حضرت بی بی حافظ جمال رحمتہ اللہ علیہا کا بیان کیا جاوے کتاب اخبار الاخیار مین شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے یون لکہا ہے کہ خواجہ معین الدین چشتی نے ایک رات خواب مین حضرت خواجہ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکہا کہ یون ارشاد فرماتے ہین اے معین تمنے میری سنت نکاح کسواسطے ترک کی اتفاقاً قلعہ بیٹہل گڈہ کا حاکم ملک خطاب نام بعزم تسخیر ملک ہنود چڑہ دوڑا اور وہانکے راجہ پر فتحیاب ہوا راجہ مذکور کی لڑکی اسیر ہوکر پاس ملک خطاب کے آئے جو کہ ملک خطاب مرید خواجہ صاحب کا تہا اوس نے اس دختر کو نذر کیا آپنے سنت نبی کو ادا کیا یعنی سلک زوجیت سے مشرف فرماکر نام اونکا امت اللہ یعنی بندی اللہ کی کہا چنانچہ حضرت بی بی حافظ جمال امتہ اللہ کے شکم سے پیدا ہوئین مرید حضرت خواجہ صاحب

شہنشہ کرد نامش چشمۂ نور		شدہ آب خضر زو چاشنی گیر
دہم سال از جلوس شاہ غازی		بحکم بادشاہ نیک تدبیر
بطرف چشمۂ نور این عمارت		جہان آرای شد از روے تقدیر
خرد تاریخ اتمامش رقم کرد		محل شاہ نور الدین جہانگیر

اس محل کے قریب شاہی وقت کا ایک باغ لگا ہوا ہے اوس زمانہ مین تو یہہ باغ بہت خاصا ہوگا مگر اب انبہ اور جامن کے درخت اوس قطعہ مین باقی ہین جامن اس باغ کی بہت تحفہ ہوتی ہے ؞

گنج شہدا

یہہ مقام چشمہ نور کے غربی سطح پہاڑ پر واقع ہے اسی جگہہ امیر تاغان اور امیر ترغان شہید آسودہ ہین علاوہ انکے کثرت سے مردان راہ حق اس جگہہ مدفون ہین اگرچہ یہہ مقام ہمیشہ زیارت گاہ خلایق ہے لیکن ہر پنجشنبہ اور تاریخ اونیسوین رجب کو اکثر زن و مرد زیارت کے لئے آتے ہین نذرین چڑہاتے ہین ان بزرگون کے دولت شہادت پانے کا حال ٹھیک ٹھیک نہین معلوم ہوتا بعضے تو کہتے ہین کہ سلطان محمود غزنوی کے لشکر کے سردار تہے اور بعض انکو حضرت امیر سید حسین خنگ سوار کے ہمراہ بتلاتے ہین واللہ اعلم بالصواب چونکہ اس جگہہ اکثر مکانات کے نشان اولٹے معلوم ہوتے ہین اور اونکو لوگ حضرات موصوف سے منسوب کرتے ہین کہ آپنے اس جگہہ کو زور کرامت سے لوٹ دیا تہا بلکہ جو ظروف گلی وغیرہ ہر وقت کہودنے کے اس جگہہ سے نکلتے ہین معکوس ہوتے ہین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی زمانہ مین قہر الٰہی سے یہہ طبقہ بہی اولٹا گیا ہے - الغرض آپکے مزارات کے گرد پختہ چار دیواری اور دالان اور بہالرہ بنا ہوا ہے اور چنبیلی کے درخت

اور آرامگاہین خاطر پسند کہ بعض اونمین سے تصویر دار اور منقش ہین اوستادان ماہر اور نقاشان چابکدست نے اونکی نقاشی کی ہے مجھکو یہہ بات منظور ہوئی کہ اسکا نام ایسار کہا جاوے جو میرے مبارک نام کے ساتھہ نسبت رکھتا ہو اسلئے چشمہ نور اسکا نام مینے رکھا جس تاریخ سے یہہ محل بنکر طیار ہوا ہے اکثر اوقات جمعرات اور جمعہ کو یہان رہتا ہون اور یہہ بہی شعراے پایے تخت کو حکم دیا کہ فکر تاریخ بنا محل کی کرین سعیدا ئی گیلانی زرگر باشی نے یہہ تاریخ عرض کی ؛ محل شاہ نورالدین جہانگیر ؛ مینے حکم دیا کہ اوپر ایوان عمارت زیرین کے اوس قطعہ کو اوپر سنگ کے نقش کرکے نصب کرین سبحان اللہ جسوقت یہہ محل بنا ہوگا جہانگیر اور نورجہان بیگم رہتے ہونگے فوارے چہوٹتے ہونگے کیا کچہہ بہار ہوگی اب نہ وہ قصر ہے نہ ایوان ہین نہ نقاشی نہ تصویرین صرف ایک دروازہ اور دروازہ کے اوپر پورب پچہم دو دالان سنگ سرخ کے باقی ہین اور وہ محل خدا جانے کس زمانہ مین دریا برد ہوا الا کچہہ کچہہ نشان دیوارون کے اب بہی پائے جاتے ہین اور حوض بہی ٹوٹا پہوٹا ابتک موجود ہے

ابیات

ہین مکان صورت شکستہ دلان	در کہلے مثل دیدۂ حیران
تہی جو سقف منقش و رنگین	ہین ابابیل آشیانہ گزین
گیر وانداختہ کا پیراہن	ہے سر کنگرہ پہ کوکو زن
تہی ہمہ لاجورد جو دیوار	اوس مین رخنہ پڑے ہوئے ہین ہزار

دروازہ کی محراب پر سنگ مرمر کی لوح مین یہہ اشعار کندہ ہین ؛

بلند اقبال شاہ ہفت کشور	کہ وصف اونمی گنجد بہ تقریر
فروغ خاندان شاہ اکبر	شہنشاہ زمان شاہ جہانگیر
درین سرچشمہ چون آمد زفیضش	روان شد آب وخاکش گشت اکسیر

پہلے کئی فرزند ہوئے مگر کوئی ایک سال کوئی دو سال کا ہو کر مر جاتا تہا جنہیہ
بادشاہ نے اس باب مین ہر طرح کی چارہ جوئی کی مگر کوئی تدبیر خلاف تقدیر مفید
نہوئی اسلیئے ہر لحظہ اولاد کا الم دل سے بہم رہتا ہر وقت لب پر آہ و نالہ پیہم تہا یہہ
چاہتا تہا کہ کوئی ولی باخدا میرے واسطے دعا کرے کہ اولاد زندہ رہے ایک
روز کسی خیر خواہ نے عرض کیا کہ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی
سنجری قدس اللہ سرہ العزیز کی جو شہر اجمیر مین درگاہ ہے وہان ایک درویش
صاحب کمال شیخ سلیم چشتی قدس سرہ موجود ہین اگر وہ آپکے واسطے دعا کرین تو
امید قوی ہے کہ نخل مراد بارور ہو بادشاہ کو تو اسی بات کی آرزو تہی فوراً ایک
مقرب کو حضرت ممدوح کی خدمت مین بہیجا اور دل سے عہد کیا کہ اگر حق تعالےٰ
بطفیل حضرت خواجہ بزرگ و بہ برکت دعا شیخ سلیم چشتی کے مجھکو فرزند عطا کرے
تو اجمیر تک پیادہ پا جاؤنگا اور اوس فرزند کو نذر حضور کرونگا الغرض جب
وہ مقرب سلطانی اجمیر مین آیا زیارت روضہ منورہ اور حضرت شیخ سلیم چشتی سے
مشرف ہوکر بادشاہ کی التماس کو کمال عاجزی سے عرض کیا آپنے درگاہ قاضی الحاجات
مین دعا کی دعا پر تاثیر اوس ہمایون خصال فرشتہ جمال کی پایۂ اجابت کو پہونچکر
درگاہ خدا مین قبول ہوئی آپ نے ارشاد کیا کہ تم جاؤ اور بادشاہ کو یہہ مژدہ
سناؤ کہ جو فرزند اب تولد ہوگا وہ عمر طبعی کو پہونچیگا ہنوز وہ مقرب آگرہ مین
پہونچنے نہین پایا تہا کہ صبیہ راجہ بہاری مل راجہ آمیر یعنی جیپور کی بیٹی کو جو منکوحہ
اکبر بادشاہ تہی حمل رہا بعد گزرنے نو مہینے کے تاریخ ساتوین ربیع الاول سن
نو سو ستتر ہجری کو جہانگیر پیدا ہوا نام اوسکا شاہ صاحب کے نام پر شہزادہ سلیم
رکہا گیا سات دن تک بڑا جشن کیا قیدیون کو رہائی دی بارہوین شعبان
روز جمعہ کو دار الخلافت آگرہ سے پیادہ پا روانہ ہوا ہر روز دس بارہ کوس

اسیطرح بموجب حکم عالی کے جمیع امرا ارکان خلافت نے بقدر اپنے اپنے مقدور کے منازل و مساکن باغ وغیرہ تعمیر کیے کہ مانند نگارخانہ مانی و ہم شکل نگارستان بہزاد کے ہوسکتے تہے دور فصیل چار ہزار بینتالیس گز ہے ؛

باب دوسرا بذکر تعمیرات بیرون شہر

فصل پہلی

نور چشمہ جہانگیر

مخفی نرہے کہ اگلے زمانہ مین اول اس مقام پر شہر آباد تہا راجہ اجیپال کا آباد کیا ہوا بلکہ اجمیر خاص اسی شہر کا نام تہا وسعت اور رونق اسکی حد سے باہر تہی اور بستی اسکی اور بستیون سے بہتر اسی راجہ نے قلعہ تارا گڈہ کی تعمیر کی اسکو جیمیر اودیے دورگ یعنی پہاڑ اور قلعہ جو فتح نہو سکے ایک قول مشہور سے نام اس مقام مشہورہ کا جو کلید راجپوتانہ کی ہے ایک چوہان کے بیٹہ پر رکہا گیا ہے وہ بکریان چراتا تہا اوسکی وجہ سے یہہ نام ہوا کیونکہ شاستر مین آج بکری کو کہتے ہین جو قدیم پیشہ مالی لوگونکا تہا یہی مضمون تواریخ ٹاڈ راجستان مین لکہا ہوا ہے - بہرحال اوس جگہہ اب بہی نشان مکانون کے پائے جاتے ہین جب اکبر بادشاہ نے سن ہجری نوسو اٹہتر مین فصیل شہر کی بنوائی وہ شہر قدیم برباد بلکہ گمنام ہوگیا صرف ایک چشمہ اوسوقت کا ابتک موجود ہے [illegible] مقام پر ضرور ہوا کہ تہوڑا حال اکبر بادشاہ کے اجمیر مین آنیکا لکہا جاوے [illegible] اور تقریب سے یہہ بادشاہ پیادہ پا یہان آیا چنانچہ اقبالنامہ [illegible] سے یون معلوم ہوتا ہے کہ جلال الدین اکبر کے جہانگیر کے تولد سے

اس جگہہ شہر پناہ بنائی جاویگی شاہ صاحب نے جواب دیا کہ فقیر جہان بیٹھہ رہا
وہان بیٹھہ رہا آخرکار مجبور ہوکر ایک گنبد فصیل مین بشکل برج بنا دیا اور شاہ
صاحب اوسی غار مین بیٹھے رہے اوس گنبد مین ایک مزار بھی بنا ہوا ہے
اور بیضہ ہاے نہنگ یا اور کسی صحرائی یا دریائی جانور کے چھت مین آویزان
ہین مگر بیضہ مار کا ایک حقہ عجائب روزگار اوس مقام پر ہے جس روز آپکا
عرس ہوتا ہے تو اوس دن فقیر لوگ اسکو پیتے ہین گنبد کے آگے شرقی سمت چوک
پختہ بنا ہوا ہے اوسکے اندر آپکے مرید اور چیلے مدفون ہین یہ مقام بلندی
پر واقع ہے اس سبب سے تمام شہر بلکہ دور دور تک کی بہار و کھلائی دیتی ہے
علاوہ اسکے اس شہر مین جابجا کثرت سے شہیدونکی درگاہین اور مزارات
بنے ہوئے ہین یہانتک کہ کوئی کوچہ و بازار شہیدون کے مزار سے خالی نہین
اکثر کے عرس کا صرف سرکار درگاہ شریف سے ملا کرتا ہے ؁

فصیل شہر

اکبرنامہ مین فصیل شہر اجمیر شریف کے بننے کا یون ذکر لکھا ہوا ہے کہ شروع سال
پانزدہم جلوس سن نوسو ستتر ہجری کو شہزادہ مراد کے پیدا ہونیکے باعث بار
چہارم بائیسوین تاریخ ربیع الثانی کو عازم اجمیر شاہ بلند اقبال ہوا اور نہایت سیر
سے شکار کھیلتا ہوا اجمیر مین پہونچا ان ایام سعادت انتظام مین حصار شہر کے
بنانے کے لئے حکم نافذ ہوا ابنایان کاردان اور معماران دانشور نے نقشہ جات
عالی کھینچکر بادشاہ کی نظر سے گزرانے ساعت سعید مین کہ پائداری کو لائق ہو
اس عمارت کی چونہ اور سنگ سے بنیاد رکھی اور تمام منازل و مساکن خواص
و عوام شہر کا احاطہ کرکے عرصہ قلیل مین بہت کام کرکے مورد تحسین و آفرین

یہہ چشمہ فیض شہر اجمیر کے جنوبی فصیل سابقہ اور دروازہ شہر پناہ کے روبرو
سن ہجری بارہ سواڑتالیس مین کرنیل ڈکسن صاحب بہادر مرحوم سابق کمشنر
اجمیر نے بنوایا ہے چار و ندرف برآمدے خوبصورت برابر برابر بنے ہوئے ہین
اوران برآمدون کے نیچے پچھم طرف مسافرخانہ اور پورب کے سمت برآمدون
کے نیچے دو کانین اونکے بیچ مین ڈاک کا دروازہ خوبصورت بنا ہوا ہے اسی
طورسے اوترا اور دکہن دروازے کے روبرو پختہ گہاٹ اور زینے بنے ہوئے
ہین ہر وقت اس چشمہ پر پانی بہرنے والونکا اژدحام مرد وعورتونکا مجمع کثیر صبح شام
رہتا ہے اکثر شوقین برآمدون مین رہنا اختیار کرتے ہین چشمہ کی سیر پانی
بہرنے والونکی کیفیت دیکھتے ہین شرق رو دروازہ کے آگے بازار کی دوکانات
کے اوپر دورویہ برآمدے رنگین اور خوش قطع بنے ہوئے ہین ؛

ناتوان شاہ کا تکیہ

یہہ مقام پرفضا درگاہ شریف حضرت خواجہ صاحب کے گوشہ جنوب اور شرق
مین فصیل شہر کے اندر دلچسپ اور قابل سیر کے ہے کہتے ہین کہ شاہ صاحب بڑے
درویش کامل ہوئے ہین عہد محمد اکبر بادشاہ مین زندہ تھے مگر ایک مدت سے
حبس دم کئے ہوئے اسی جگہہ پر پہاڑ کے غار مین بیٹھے تھے جو وقت شہر پناہ تعمیر
ہونے لگی اس جگہہ بنیاد کہدنی شروع ہوئی تو کیا دیکھتے ہین کہ غار مین ایک
درویش دنیا سے آزاد خدا کی یاد مین مشغول ہے لوگون نے یہہ ماجرا مہتمم
تعمیر کو جا سنایا وہ بہی اچنبا جانکر دیکھنے کو آیا دیکھا تو واقعی ایک بزرگ سن
رسیدہ عبادت مولے مین مستغرق ہین آخر بمنت و سماجت میر عمارت نے
عرض کیا کہ آپ کسی اور مقام کو پسند فرما دین کیلئے کہ بموجب حکم جہان پناہ کے

بڑی تجارت کی جگہہ ہے لیکن ایک تعمیر دلپذیر زمانہ قدیم کی بیچ بازار مین
دومنزلی سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہے اس تعمیر کے چارون طرف بڑے بڑے
در رفیع الشان بنے ہوئے بیچ مین لداؤ کا گنبد ہے مگر اوسکو اوپر سے مربع کردیا
ہے ہرچند کتب تواریخ کو اولٹا پلٹا مگر اصلی حال اسکا کسی تاریخ کی کتاب سے ظاہر
نہوا مردمان دیرینہ سال بعضے تو یہہ کہتے ہین کہ یہہ بارہ دری ہے اکبر کی
بنائی ہوئی اسکے اندر عدالت شاہی ہوتی تہی اور بعضون کا یہہ قول ہے
کہ یہہ مندر جین مذہب والونکا بنایا ہوا ہے مگر راقم نہ تو بارہ دری کہہ سکتا ہے
اور نہ جین مذہب کا مندر کس لئے کہ چارون طرف کا درجا دومنزلا ہے اور
وسط مین گنبد خوش قطع بنا ہوا ہے یہہ وضع بارہ دری کی نہین ہوتی اور مندر
بہی اس طرز کا کہین دیکہنے مین نہین آیا کہ چارون طرف تو در کشادہ ہون
اور بیچ مین گنبد بنا ہوا ہو میری دانست مین یہہ مقبرہ کسی امیر کا اکبر کے عہد سلطنت
مین بنا ہے اگرچہ تعویذ مزار لائق اس عمارت کے گنبد مین نہین ہے مگر احتمال
ہوتا ہے کہ تعویذ بہی ضرور ہوگا لوگ اوکہاڑ لیگئے ہون تو عجب نہین بلکہ ایسا
معاملہ اکثر مقبرون مین نظر سے گزرا ہے کہ عمارت مقبرہ بدستور قایم اور نشان
قبر ندارد چنانچہ اسی شہر کے باہر جو امیر الامرا سید حسین علیخان وزیر فرخ سیر
بادشاہ کا مقبرہ بنا ہوا ہے اور طرز اس مقبرہ کی اور اوسکی بہت مشابہ ہے اوسکا
تعویذ قبر بہی نہین رہا ہے چنانچہ حال اوسکا باب دوم کی چوتہی فصل مین مفصل
رقم ہوا ہے بلکہ اس مقبرہ کے اندر ابتک کچی قبر موجود ہے ہار پہول اوسپر پڑے
رہتے ہین شرق رو درجہ مین پہلے سایر تہی اور اب میونیسپل فنڈ کی کچہری
ہوتی ہے باقی مکان ویران مین ابابیل و چمگادڑین آشیانہ گزین ہین ؁

ڈگی

اندر چار برج پورب پچھم اوتر دکھن نہایت خوش اسلوب ہین اور اون برجون
مین ہر ایک ایوان اپنی طرز کا جدا خوب بنا ہوا ہے غرب رو محل کا دروازہ نہین
اوسکے آگے صحن وسیع ہے کہتے ہین کہ بجاے صحن باغ پر فضا زمانہ شاہی مین
لگا ہوا تہا نہرین جاری تہین اب اوس باغ کا نشان تک بہی نہین ہے مگر نیز
دوز نہر اتبک موجود ہے اوسی نہر کا پانی باولی مین جو اندر محل کے بنی ہوئی
ہے آتا ہے اب صحن شمالی مین واسطے سکونت فوج سرکاری کی بارگین بنی ہوئی
ہین موسم بارش مین بروج اور دروازے کے اوپر سے سمت غرب بستی کی کیفیت
اور شرق کیطرف کوسون تک سبزہ زار کی بہار نظر آتی ہے مرہٹہ کی عملداری
مین یہان صوبہ رہا کرتا تہا اور سرکار انگلشیہ کے عہد مین میگزین اسجگہہ تہا
اس سببسے خاص و عام میگزین کہنے لگے چنانچہ اب بہی یہہ محل میگزین کے نام
سے مشہور ہے جبکہ سن اٹہارہ سو ستاون عیسوی مین فوج سرکار انگریزی
نے بغاوت اختیار کی تہی اوسکے بعد یہان سے میگزین برخاست ہوا اب دفتر
سرکاری اور تحصیل و عملہ پولیس وہان رہتا ہے اور کچہری مجسٹریٹی ایک ایوان
مین ہوتی ہے ۞

نیا بازار

ابتدا مین اکبری محل کے غربی سمت یہہ بادشاہی مقبرہ کے پاس میدان وسیع
تہا طرح بازار کی اگرچہ مرہٹہ کی عملداری مین پڑ گئی تہی الا تکمیل اوسکی ویلڈر
صاحب اور کونڈرس صاحب کے عہد مین ہوئی اس بازار مین سب قسم کی دکانین
ہین ایسا بازار کشادہ اور بارونق سوا بازار خاص کے جو پیش درگاہ شریف
ہے دوسرا نہین اس بازار مین عمدہ عمدہ تعمیرات سیٹہہ ساہوکار ونکی ہین اور

ان پتھر کا ٹوٹا ہوا باقی ہے چونکہ آپکی درگاہ عطر سازون کے محلہ کے قریب ہے
اسلیے جو عطر ساز نیا عطر نکالتا ہے وہ پہلے آپکے مزار پر عطر کی سیخین نذر چڑہاتا
ہے تمام گنبد ہر وقت خوشبو سے مہکا کرتا ہے ؛

کڑک کا چوک

وجہ تسمیہ اسکی یہہ ہے کہ زمانہ گزشتہ مین کڑک شاہ نامی ایک فقیر یہان رہتا
تہا اور دکان کے روبرو فقیر مذکور نے ایک چوک بنا رکہا تہا شدہ شدہ یہہ محلہ
اوسکے نام سے مشہور ہوا۔ سرکار انگریزی کے عہد معدلت مہد کے قبل اکثر غریب
لوگ یہان بستے تہے بلکہ بعض جگہہ تو بالکل ویرانہ تہا جب سرکار دولتمدار کے
قبضہ مین شہر آیا ہر فرد بشر نے آرام پایا اہل دول بے کہٹکے اپنی اوقات بسر
کرنے لگے اوباش بدمعاش سیاست سرکار سے ڈرنے لگے شہر ویران آباد ہوا
رعایا کا دل شاد ہوا اوسوقت سے اس محلہ مین سیٹہہ ساہوکارونکی بڑی بڑی
حویلیان بنا ہونے لگین چنانچہ اس چوک کے اندر لب بازار جنوبی اور شمالی دو
حویلیان اسقدر تحفہ اور دکان بنی ہوئی ہین کہ نظیر اونکی اس شہر مین دوسری
نہین انکے برآمدون اور دروازون مین کاریگرون نے پتھر کو نہایت صنعت
سے کہودا ہے علاوہ انکے اور بہی بہت سی حویلیان اس محلہ مین ہین جنکی تعمیر
مین ہزار ہا روپیہ صرف ہوا ہوگا ؛

دولتخانہ اکبر شاہ

یہہ محل جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے سن ہجری نوسو اٹہتر مین بنوایا ہے اجمیر
کی شرقی فصیل شہر سے ملا ہوا بجاے خود ایک قلعہ مختصر سا بنا ہوا ہے چار دیواری کے

سبب سے جناب جنرل جارج لارنس صاحب بہادر کے پاس اس ملک مین وارد ہوکر
چندسال منشی ایجنٹی میواڑ اور بعد اسکے میر منشی رزیڈنٹی راجپوتانہ کار ہاخیر
خیرات مین اکثر اوس شہر مین ۔ اوسکا دم غنیمت تہا بعد معزولی ایجنٹی راجپوتانہ کے
دیوان ریاست مارواڑ کا ہوا اور پہر بمقام بہکر اچانک ایک سپاہی نے
اوسکے سینہ پر ایک ضرب شمشیر ایسی ماری کہ فوراً جان بحق تسلیم ہوا تاریخ وفات
کسی شاعر نے یہہ کہی ہے ۔ عاش سعیدؔ او مات شہیدا ۔ مدفن اسکا قاضی کے نالہ
پر متصل قبرستان انگریزی اپنے باغ پیش کوٹھی مین ہے قبر اسکی سنگ مرمر صفا
سے بنائی گئی ہے اب اس کوٹھی مین اوسکا فرزند نواب عبد اللہ خان رہتا ہے ابتدا
مین یہہ مکان لونی اختر صاحب نے بنایا تہا پہر نواب مرحوم نے سرکار جیپور سے
لیکر ابتدا از سر نو عمارت جدید سے شاندار تعمیر کیا ۔

پھول محل

موتی کٹرہ کے شمالی زمانہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کا یہہ محل بنا ہوا ہے اوس وقت
اس مکان کی خدا جانے کیسی کچہہ شان وشوکت ہوگی مگر اب ایک صرف نقشا باقی
رہ گیا ہے ۔

درگاہ برہان الدین قتال

یہہ درگاہ پہول محل کے گوشہ شمال اور مشرق کیطرف واقع ہے محوطہ کے
اندر ایک گنبد چونہ اور گچ کا بنا ہوا ہے اسکے اندر حضرت برہان الدین قتال
اور اونکی بی بی مدفون ہین ان بزرگ کی کرامت اور خرق عادت کے اکثر
لوگ قایل ہین عرس آپکا تاریخ اکیسوین رجب کو ہوتا ہے قریب گنبد کے ایک
کنوان سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے مگر خشک اور بے آب ہے جنوب رو دالان

ہین وسط چوک کی کنجڑنین اور مالنین ہر قسم کی ترکاریان اور میوے بیچتی ہین ٭
پیشتر اس جگہہ میدان تہا الغرض یہہ کٹرہ آباد کیا ہوا نصیر الدولہ وفادار خان
کرنل سر ڈیوڈ اختر لونی صاحب بہادر کا ہے کہ جنکے نام سے چہاونی نصیر آباد آباد
ہوئی ہے اور صاحب ممدوح کو یہہ خطاب شاہ دہلی نے عطا کیا تہا پہلے اس کٹرہ
کا نام صاحب ممدوح نے نصیر گنج رکہا تہا اب موتی کٹرہ کے نام سے معروف ہے
اور دروازہ اسکا بصرف زر سرکار انگریزی جنرل صاحب ممدوح نے تعمیر کرایا
اب سرکار نے یہہ دروازہ سرکاری بدست بالمکل سیٹہہ کے فروخت کر دیا کہ اوسکے
ورثا کے قبضہ مین ہے سابق مین یہہ کٹرہ بہت آباد تہا دکانین بزاز و ظروف
برنجی و مسی و کل ساخت آہن بیکانیر و جیسلمیر کی یہان فروخت ہوتی تہین اب
ویران ہوگیا اور رنگریز و مالنین و کنجڑنین آباد ہین کہتے ہین کہ وجہ تسمیہ
موتی کٹرہ کے نام سے معروف ہونیکی یہہ ہے کہ صاحب موصوف کی ایک عورت
موتی بیگم نام خانہ انداز تہی بعض اوسکو کسبی کہتے ہین اور بعض مغلانی چونکہ جنرل
صاحب کو اوس سے تعلق خاطر بدرجہ غایت تہا اوس عورت نے کہا کہ میرے نام
سے یہہ کٹرہ نامزد ہو بموجب سے عوام مین موتی کٹرہ سے معروف ہے ٭

نواب حاجی محمد خان کی کوٹھی

یہہ کوٹھی خاص بازار کے آخر سمت شرق متعدد مکانات کی بنی ہوئی ہے یہہ
کوٹھی جنرل لونی اختر صاحب کی تہی حاجی محمد خان نے اس کوٹھی کو مبارک محل اہلیہ
جنرل صاحب سے جو مغلانی صاحب ممدوح کی خانہ انداز اور دہلی مین رہتی
تہی خرید کر کے عمارت عمدہ بنوائی اکثر کمرے اچہی طرز کے سامان شیشہ آلات اور
فرش و فروش اشیاء نفیس سے آراستہ ہین یہہ شخص کابل کی رفاقت کے

بہومیہ کے مکانکو کہتے ہین کہ جسمین دس بیس گہر زمیندارون اور بہومیون
کے آباد ہون اس محلہ مین چاندی کی کان تہی لیکن جب بہ نسبت صرف کے
چاندی کم نکلنے لگی اسلیئے لاحاصل سمجہہ کر بند کرادی گئی سرکاری عملداری
کے پہلے یہہ محلہ ویران تہا جبکہ سن اٹھارہ سو سترہ عیسوی کے آخر مین یہہ
شہر قصبہ سرکار دولتمدار انگلشیہ مین آیا بسبب انواع انواع رعایت اور
آسایش کے اکثر سیٹھہ ساہوکار ملک مارواڑ کے جاے امن تصور کرکے بہت
بطور خود اور بعضے حسب الطلب آئے اونکو سرکار نے اجازت آباد ہونے اور
مکانات بنوانے کی دی پہر تو اسکی رونق دن بدن بڑہا کی اکثر لکہہ پتی ساہوکارون
کی حویلیان بڑی بڑی سنگین لاکہن کوٹہری ہین ہین *

موتی کٹرہ

خاص بازار کے شرقی یہہ حویلی میا بائی کی مسجد کے آگے کسی امیر شاہی کی تہی
اور یہہ بہی قیاس چاہتا ہے کہ میا بائی کی یہہ حویلی ہو کسلیئے کہ اہل اسلام
اپنے مسکن کے قریب ہی اکثر مسجد تعمیر کراتے ہین الغیب عند اللہ اب اوس
حویلی کا نام ونشان بہی نہین رہا بلکہ سرکار انگریزی کی عملداری سے پیشتر اس
جگہہ میدان ویران تہا الغرض کونڈس صاحب ڈپٹی کمشنر اجمیر نے واسطے
بناے تعمیرات کے لوگون کو اجازت دی شرقی غربی مین عالیشان دروازے
اور اونپر مکانات ساہوکارون نے بنائے اندر چوک وسیع نکل آیا
محیط بڑی بڑی حویلیان بنائی گئین اونمین شمال اور شرق کی سمت
ساہوکارون کی حویلیان پر تکلف اور خوشنما بنی ہوئی ہین غرب اور
جنوب مین اہل اسلام اور ساہوکارونکی حویلیان اور دکانین ملی جلی بنی

خاص بازار کے انتہا مین یہہ مسجد تلوکدی بنت میان تانسین نامی کلاونت کی بنائی ہوئی ہے بے مثال گویّا ملازم شاہنشاہ اکبر تھا قبر اسکی گوالیار مین محاذی مقبرہ حضرت محمد غوث گوالیاری ہے تین محرابین بڑی بڑی بنی ہوئی ہین لیکن آگے مسجد کے جو بازار واقع ہے اسلیے صحن اسکا مختصر گنبد لداؤ کا مستحکم وسط کی محراب پر سنگین لوح مین یہہ عبارت کندہ ہے - اللہ اکبر این مسجد را بائی تلوکدی کلاونت بچی بنت میان تانسین کلاونت راست کردہ است سن ۱۰۶۲ ہجری ۞

شاہجہانی مسجد

خاص بازار کے شمالی فصیل شہر اور دہلی دروازہ کے متصل یہہ مسجد سنگ سرخ کی خوش قطع بنی ہوئی ہے اگرچہ کوئی کتبہ اس مسجد مین نہین ہے لیکن شاہجہان کے عہد مین جو مسجدین بنی ہین اون سے کمال مشابہ ہے اس مسجد کے تین در ہین پہلو مین حجرے واسطے عبادت اور وظیفہ وظائف کے بنے ہوئے ہین سوا ان مسجدون کے جنکا ذکر رقم ہوا ہے کئی سو مسجدین اس شہر کرامت بحر مین تحفہ تحفہ چونے اور گچ کی بنی ہوئی ہین جنکی تفصیل طویل ہے حالانکہ بعض بعض محلہ مین چار چار - پانچ پانچ مسجدین ہین مگر جن مسجدونکا ذکر راقم نے لکھا ہے زمانہ سلاطین مسلمین کی تعمیر اور یادگار رہین ۞

لاکھن کوٹھری تصغیر کوٹ یعنی قلعہ خورد

یہہ محلہ خاص بازار کے غربی سمت واقعہ ہے وجہ تسمیہ اسکی یہہ ہے کہ زمانہ سابق مین لاکھا نامی ایک بھیل کا یہان مسکن تہا اور کوٹھری ملک مارواڑ مین

کرد برپا مایۂ عقبے برائے عالمے	بلکہ بہر عاصیان توقیع وزمان
حاش للہ بے تکلف از ملایک بگزرد	ہرکہ باشد اندرو یک لحظہ باذکر خدا
بود ناجی درپئے تاریخ سال او خرد	گفت کو بیت المقدس نیکنے باشد

اور طاق مسجد مین یہہ تاریخ کندہ ہے ؎

ساخت چون سید محمد بہر حق	مسجدے زیبا کہ انا لسجد
گفت ہاتف سال تاریخ بنا	حسبۃً للہ بیت مسجد

شاید یہہ کتبے جو محرابون پر اور طاق مین منصوب ہین اس مسجد کے نہون اور کہین سے لاکے لگا دئے گئے ہون ؛

مسجد میا بائی

یہہ مسجد خاص بازار کے درمیان دکاکین شرقویہ سے ملحق ہے سر سے پیر تک سنگ سرخ کی تعمیر ہے اسکے پانچ در عالیشان ہین اندر صندلہ شفاف صحن مین فرش سنگین اور صاف جانب شمال صحن مسجد کے کنوان پختہ اور جانب جنوب حجرے بنے ہوئے ہین یہہ مبارک بنیاد سن ہجری ایک ہزار تین مین بنا ہوئی ہے محراب پر کلمہ طیبہ اور سن تعمیر اور نام میا بائی کا کندہ ہے مگر ٹہیک ٹہیک حال میا بائی کا معلوم نہین ہوتا کہ یہہ کون نیک بخت تہی پہلے مسجد کے اندر فرش سنگین تہا اب صندلہ کر دیا گیا ہے اسکے فرش اندرونی بیرونی و چاہ پختہ و حجرہ کی تعمیر مولوی سراج الدین احمد کے اہتمام سے ہوئی ہے اصلی نہین ہے خدا اسکے مہتمم کو جزاے خیر بخشے اور مستغرق دریاے رحمت کرے ؛

مسجد تلوکدی

یہین صاحب بہادر ڈپٹی مسٹر امیر سے تاکان دکانین سے برامدے اور طرح
بنوائے ہین جس سے ایک درجہ بہی زیادہ ہوگیا اور بازار کی زینت بہی بڑہگئی
اس بازار کے شمالی طرف سے نقشہ درگاہ شریف کھینچا گیا ہے اسکے اندر نصف
بازار اور نقارخانہ اور بلند دروازہ اور پہاڑ وغیرہ دکھلایا گیا ہے اس
بازار کی دکانین منڈی غلہ فروشون تک بہرہ کپتان ایڈمنسٹیٹن صاحب
بہادر سپرنٹنڈنٹ سابق کی تاکید و اہتمام سے تعمیر ہوئی کہ اور بہی رونق
ہوگئی یہہ بازار اکبر بادشاہ کا تعمیر کیا ہوا ہے اور کل دوکانون کے درمیان
ہوکر ایک راستہ تہا دوکانون پر پردے پڑجاتے تہے اور دوکاندار باہر
آجاتے تہے مستورات محل اکبر بادشاہ پاپیادہ دولتخانہ شاہی سے کہ جسے اب
دولت باغ کہتے ہین زیارت خواجہ غریب نواز کو اکثر تشریف ہوتی تہین ؁

سید محمد کی مسجد

یہہ مسجد خاص بازار کی دوکانون کی چہت پر سید محمد نے عہد سلطنت عالمگیر
مین بنائی اگرچہ عمارت مسجد کی شان ظاہری مین چندان مشہور نہین ہے مگر جو
یہہ کتبہ جو اسکی محرابون پر بخط نستعلیق کندہ ہے لکہنا ضرور ہوا ؁

اے خوشا دور شہنشاہ جہان آفاق گیر	دادگر شاہی کہ آمد زیب اورنگ تقی
خسرو عادل شہنشاہ ولی والی گزین	مے تراود از در و دیوار دین مصطفے
ہر کجا شد مسجد و محراب منبر کو بکو	خطبہ میخوانند از واللیل والشمس الضحے
خاصہ آن مسجد کہ نور دیدۂ اہل یقین	قدوۂ ارباب دین سید محمد مجتبے
جانشین قطب ربانی معین الدین کہ او	ہر زمان ہر وقت محبوب جناب کبریا
رونق افزا گرامی مسند پیران چشت	زینت آرائے نگارین نقش ایوان ہمہ

یہہ تعمیر سن ہجری ایک ہزار سینتالیس مین شاہجہان بادشاہ نے بنوائی ہے
اسکا دروازہ سنگ سرخ کا ہے دروازہ کے اندر باہر فرش پاکیزہ سنگ
مرمر کا مصفا اگرچہ نقارخانہ مین جوڑیان نقارونکی عمدہ عمدہ ہین مگر ایک جوڑی
نہایت کلان ہے مشہور ہے کہ اسکو اکبر شاہ نے چیتوڑ گڈہ سے لاکر چڑہایا تہا
صبح و شام دوپہر سہ پہر آدہی اور پچہلی کو نوبت بجا کرتی ہے دروازہ کی محراب
پر کلمہ طیبہ بخط جلی لکہا ہوا ہے اور یہہ شعر کندہ ہے ؎

زدودہ ظلمت کفر آفتاب دین یکسر	بعہد شاہجہان بادشاہ دین پرور

فصل چوتہی

خاص بازار

یہہ بازار سن ہجری نوسو اٹہتر مین جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے تعمیر کرایا
دورویہ دوکانین پختہ لداؤکی خوش انداز ورنگین فرش بازار سنگین بازار
کے شروع مین یعنے درگاہ کے زینے کے پاس گلفروش حلوائی کبابی بیٹہتے ہین
اور دوکانون مین ہر قسم کے دوکاندار عطرفروش صراف بزاز عطار بساطی
رنگریز کناری فروش تنبولی پنساری غرض سب قسم کے سودے والے بیٹہتے
اور سودا بیچتے ہین کہتے ہین کہ زمانہ اکبر بادشاہ مین جب اکبر یہان آتا تہا
اس بازار مین مینا بازار لگایا جاتا تہا ہر دوکان پر معشوقان طناز کی گرم بازاری
ہوتی تہی بیگمات اور شہزادیان سودا خریدتی تہین اوسوقت اس بازار مین
کیا کیا تکلفات شاہانہ ہوتے ہونگے مگر اندنون بہی اس بازار کی دونی بہار ہے
یعنی اون دوکانون کے چبوترونپر حسب الحکم ارسطو فطرت فلاطون طینت کپتان

بنائے مقبرۂ باصفائے خواجہ حسین		بلفظ ۲ مقبرہ شدہ سال خاتمیت این

سولہ کھنبہ

یہہ مقبرہ سن ہجری ایک ہزار ستر مین شیخ علاو الدین نے تمام و کمال سنگ مرمر سے بنوایا ہے سولہ ستون بلند وسط مقبرہ مین قرینے سے لگے ہوئے ہین اسی وجہ سے بنام سولہ کھنبہ کے مشہور ہے ستونون کے گرد سنگ مرمر کا بہت نفیس جالیدار کٹہرا لگا ہوا تہا اب کہین ہے اور کسی جگہہ کا ادکھڑ گیا برج اوسکا لداؤ کا اور منقش ہے در دیوار محراب مرغول تناسب سے خالی نہین فرش مین قسم قسم کے پتھرون کی پچیکاری کی ہوئی ہے اور قبرون کے تعویذ بہی اقسام اقسام سنگ کے نہ تراشے ہوئے ہین شرقی محراب پر یہہ کتبہ کندہ ہے ؛

بنائے مقبرہ بنہاد شیخ علاو الدین		کہ با دعاقبت اونجیر ارزانی
جوار مرقد آن شاہباز عرش نشین		کہ زیر شہپر اوہیفتہ مسلمانی
چو فکر در پئے اتمام سال رفتہ خرد		بگفت روضہ مرتب شد بآسانی

ایک بالشت کی چہتری

یہہ چہتری متصل سولہ کھنبہ کے دروازہ کے سردل پر ہے جسکی وسعت ایک بالشت سے زیادہ نہین بنی ہوئی ہے گنبد اسکا لداؤ کا ہے اور ستون سنگی ہین آٹھ دس آدمی کی اوسکے اندر جائے نشست ہے اصل مین یہہ دروازہ خواجہ حسین کے محوطہ کا تہا اب اوس محوطہ کا تو نشان تک پایا نہین جاتا لیکن یہہ دروازہ ابتک قایم اور موجود ہے۔

نقار خانہ

غیر آباد ہے جب کبھی مسجد آباد ہوگی اور حوض پانی سے لبالب رہتا ہوگا فوا
چلتا ہوگا تو کیا کچھہ زینت ہوگی جیسی یہہ مسجد سنگین اور محکم ہے ویسا ہی زینے
اوپر دروازہ رنگین اور مستحکم خوش وضعی اوسکی قابل تعریف اور پچیکاری لائق
توصیف ہے مسجد کے قریب سمت جنوب ایک قدیم دالان بنا ہوا ہے جو خانقا
کے نام سے مشہور ہے رجب کی پانچوین تاریخ قریب دوپہر دنکے یہان محفل عر
منعقد ہوتی ہے صاحب سجادہ نشین آستانہ خواجہ غریب نواز بانی محفل ہین
معززین شہر اور جمیع مشایخین کو جو عرس مین حاضر ہوتے ہین بلوا کر کھانا کھلا
ہین قوالی راگ سنواتے ہین ؀

مقبرہ خواجہ حسین

یہہ مقبرہ شاہجہان کی مسجد کے غربی سنگ مرمر کا سن ایک ہزار سینتالیس ہجری
مین تعمیر ہوا ہے اسکے اندر حضرت خواجہ حسین اجمیری آسودہ ہین اس مقبرہ کا
نقشہ بعینہٖ خواجہ صاحب کے روضہ کے مطابق ہے مگر جیسا طلائی اور لاجوردی
کام علاوہ اور جلوس کے اوسمین ہے اسمین نہین صرف مزار کے گرد سیپ
کے کام کا چھپر کھٹ بہت نادر بنا ہوا ہے شاہجہان بادشاہ کے عہد سلطنت
مین سید دلاور کے اہتمام سے یہہ مقبرہ طیار ہوا ہے اگرچہ اسکے بنوانے والیکا
حال کتب تواریخ مین میری نظر سے نہین گزرا لیکن جامع مسجد شاہجہانی اور
نقارخانہ اور یہہ مقبرہ ایک وقت مین تعمیر ہوا ہے غالباً شاہجہان یا جہان آرا
بیگم بنت شاہجہان نے اس مقبرہ کو بنوایا ہو واللہ اعلم بالصواب اس مقبرہ کے
دروازہ کی محراب پر یہہ کتبہ کندہ ہے ؎

شد از توجہ ہادی و مرشدی معین	شہنشہ دوسرا خواجہ معین الدین

بناے مقبرۂ باصفاے خواجہ حسین | بلفظ مقبرہ شد سال خاتمیت این

سولہ کہنبہ

یہہ مقبرہ سن ہجری ایک ہزار ستر مین شیخ علاوالدین نے تمام و کمال سنگ مرمر سے بنوایا ہے سولہ ستون بلند وسط مقبرہ مین قرینے سے لگے ہوئے ہین اسی وجہ سے بنام سولہ کہنبہ کے مشہور ہے ستونون کے گرد سنگ مرمر کا بہت تحفہ جالیدار کٹہرا لگا ہوا تہا اب کہین ہے اور کسی جگہہ کا اوکہڑ گیا برج اوسکا لداؤ کا اور منقش ہے در دیوار محراب مرغول تناسب سے خالی نہین فرش مین قسم قسم کے پتہرون کی پچیکاری کی ہوئی ہے اور قبرون کے تعویذ بہی اقسام اقسام سنگ کے خوشنما ہین شرقی محراب پر یہہ کتبہ کندہ ہے ؎

بنائے مقبرہ بنہاد شیخ علاوالدین	کہ باد عاقبت او بخیر ارزانی
جوار مرقد آن شاہباز عرش نشین	کہ زیر شہپر او بیضہ مسلمانی
چو فکر در پئے اتمام سال رفتہ خرد	بگفت روضہ مرتب شمر بآسانی

ایک بالشت کی چہتری

یہہ چہتری متصل سولہ کہنبہ کے دروازہ کے سر دل پر ہے جسکی وسعت ایک بالشت سے زیادہ نہین بنی ہوئی ہے گنبد اسکا لداؤ کا ہے اور ستون سنگی ہین آٹہہ دس آدمی کی اوسکے اندر جاے نشست ہے اصل مین یہہ دروازہ خواجہ حسین کے محوطہ کا تہا اب اوس محوطہ کا تو نشان تک پایا نہین جاتا لیکن یہہ دروازہ ابتک قایم اور موجود ہے ـ

نقار خانہ

غیر آباد ہے جب کبھی مسجد آباد ہوگی اور حوض پانی سے لبالب رہتا ہوگا فوارہ
چلتا ہوگا تو کیا کچھ زینت ہوگی جیسی یہہ مسجد سنگین اور محکم ہے ویسا ہی زینے کے
اوپر دروازہ رنگین اور مستحکم خوش وضعی اوسکی قابل تعریف اور پچیکاری لائق
توصیف ہے مسجد کے قریب سمت جنوب ایک قدیم دالان بنا ہوا ہے جو خانقاہ
کے نام سے مشہور ہے رجب کی پانچوین تاریخ قریب دو پہر دن کے یہان محفل عرس
منعقد ہوتی ہے صاحب سجادہ نشین آستانہ خواجہ غریب نواز بانی محفل ہین
معززین شہر اور جمیع مشایخین کو جو عرس مین حاضر ہوتے ہین بلواکر کہانا کہلاتے
ہین قوالی راگ سنواتے ہین ؁

مقبرہ خواجہ حسین

یہہ مقبرہ شاہجہان کی مسجد کے غربی سنگ مرمر کا سن ایک ہزار سینتالیس ہجری
مین تعمیر ہوا ہے اسکے اندر حضرت خواجہ حسین اجمیری آسودہ ہین اس مقبرہ کا
نقشہ بعینہٖ خواجہ صاحب کے روضہ کے مطابق ہے مگر جیسا طلائی اور لاجوردی
کام علاوہ اور جلوس کے اوسمین ہے اسمین نہین صرف مزار کے گرد سیپ
کے کام کا چہپر کہٹ بہت نادر بنا ہوا ہے شاہجہان بادشاہ کے عہد سلطنت
مین سید دلاور کے اہتمام سے یہہ مقبرہ طیار ہوا ہے اگرچہ اسکے بنوانے والیکا
حال کتب تواریخ مین میری نظر سے نہین گزرا لیکن جامع مسجد شاہجہانی اور
نقارخانہ اور یہہ مقبرہ ایک وقت مین تعمیر ہوا ہے غالباً شاہجہان یا جہان آرا
بیگم بنت شاہجہان نے اس مقبرہ کو بنوایا ہو واللہ اعلم بالصواب اس مقبرہ کے
دروازہ کی محراب پر یہہ کتبہ کندہ ہے ؎

شد از توجہ ہادی و مرشدی معین	شہنشہ دوسرا خواجہ معین الدین

اگرچہ کہنے کو جو کا لنگر ہے مگر حضور خواجہ غریب نواز کے تصرف سے اسکا ذائقہ ایسا ہوتا ہے کہ اکثر دولتمند بھی اوسکو ذوق شوق سے پیتے ہین اور متوکل گوشہ نشینون کے لئے تو حکم من و سلوا رکھتا ہے چنانچہ سائین شاہ سردار صاحب نے ایک قصیدہ لنگر کی تعریف مین بہت خوب فرمایا تھا دو شعر اوسکے جو ایک شخص کو یاد رہگئے تھے لکھے جاتے ہین ؎

لنگرِ خواجۂ غریب نواز	عاشقون کے لئے ہے شیر جنان
پی لیا جب تو پھر نہین معلوم	کہ سخی ہے کدھر بخیل کہان

درجہ سوم

بلند دروازہ کے شمالی چھوٹا سا چوک ہے اوسی کے شرقی سمت دروازہ اور حجرے بنے ہوئے ہین اور چبوترہ پر حضرت مولانا شمس الدین معروف بہ سید احمد آسودہ ہین خرق عادات کا انکے ایک زمانہ گواہی دیتا ہے اور ایک عالم نور کا آپکے مزار پر پایا جاتا ہے ؛

اکبری مسجد

یہہ مسجد سن ہجری نو سو اٹھتر مین جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے تعمیر کرائی ہے اگرچہ تمام مسجد مین بیشتر سنگ سرخ لگا ہوا ہے لیکن محرابون پر سنگ مرمر کی پچیکاری مین لاجوردی کام نہایت خوشنما ہے طول اسکا ایک سو چالیس فٹ اور اسیقدر عرض مع صحن اور دروازہ کے ہے بیچ کی محراب چھپن فٹ بلند ہے اور اسکے بازوؤن پر سنگ مرمر کے منارا وسط درجے کے بنے ہین اس مسجد کے صحن مین حوض خشتی ہشت پہلو بنا ہوا ہے مسجد کے پیچھے جو کنوان تھا اوسکا پانی حوض مسجد مین آتا تھا اب وہ کنوان بھی اٹ گیا اور حوض بھی بگڑ گیا بلکہ مسجد بھی

اب مدت سے خشک اور بے آب ہے مگر زمانہ سابق مین پانی سے بھرا رہتا تھا
فوارہ چلتا تھا اس حوض کے پہلو مین ایک اور دروازہ ہے جسکو سیلی دروازہ
کہتے ہین المختصر ان دونون دروازون کے جانب داخل روضہ شریف تو
سنگ مرمر کا فرش ہے اور اس طرف یعنی درجہ دوم مین سرخ پتھر کا مگر شرقی
حصہ مین چبوترا سنگ مرمر کا ہے شاہ نصیر الدین کہ اپنے وقت مین صاحب کشف
وکرامت وخلاصہ اہل ریاضت تھے اسی مقام مین مدفون ہین متصل انکے مولانا
کافی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے اکثر لوگ آپکی کرامت کے قائل ہین اس چبوترہ
کے نیچے بتخانہ تھا عہد سلاطین اسلام مین اتنا تغیر وتبدل ہوا کہ بتونکو توڑ ڈالا
گیا اور باقی عمارت بدستور قائم رہنے دی اس چبوترہ کے شرقی شمالی حصہ مین
دالان بنے ہوئے تھے اونمین مجاورون نے دیوارین کھینچکر حجرے بنا لئے ہین
اس صحن مین ہشت پہلو چھتری بشکل گنبد کے بنی ہوئی ہے اوسکے اندر از دہات
کا فتیل سوز کہ جسکو صحن چراغ کہتے ہین قد آدم اونچا نصب ہے مشہور ہے کہ
یہہ صحن چراغ اکبر بادشاہ نے قلعہ چیتوڑ گڑہ سے لاکر چڑہایا ہے اور بعض آدمی
کہتے ہین کہ یہہ صحن چراغ اسی قدیم بتخانے کا ہے جو شاہان غوری کے عہد مین
مسمار کیا گیا صرف یہہ چھتری مع صحن چراغ واسطے نمود شوکت اسلام کے باقی
رہنے دی اور اوس بتخانے کو توڑ کر یہہ درجا اوسجگہہ بنایا گیا واللہ اعلم بالصواب

لنگر خانہ

اسمین کوئی تعمیر ایسی نہین ہے جسکی خوش وضعی کا ذکر کیا جاوے صرف شمال
رو ایک دالان وسیع بنا ہوا ہے اور صحن مین ایک چھتری ہے دالان مذکور
کے در مین آہنی کٹہرا ہے جسمین روزمرہ غلہ جو کا لنگر یکسا کر غربا ؤنکو تقسیم ہوتا ہے

صرف زر ملا مداری کرد در تعمیر دیگ
بخت در مهته اکی چندش نمود اہتمام

باد نامش در جہان روشن بمثل آفتاب
گفت ہاتف سال تاریخش جہان شد فیضیاب

اکثر اوقات دولتمند لوگ انکو ایام عرس شریف مین پکواتے ہین زر کثیر بخت طعام
مین صرف ہوتا ہے بڑی دیگ مین سو من برنج اور چھوٹی مین اسّی من پکتے ہین
اسی اندازہ کے موافق گھی شکر میوہ مصالحہ زعفران وغیرہ قیاس کر لینا
چاہیے ان دیگون کا کھانا گرما گرم دیگ کے اندر سے نکالا اور لوٹا جاتا ہے
لٹنے وقت عجب لطف نظر آتا ہے چھوٹا بڑا جوان بڈہا انکے لٹنے کی کیفیت دیکھکر
محظوظ ہوتا ہے حتی کہ صاحبان عالیشان بھی اس کیفیت کو بشوق تمام
دیکھتے ہین اور حظ وافر اوٹھاتے ہین ٭

مجلس خانہ

درجہ دوم مین یہہ دالان رفیع شرق رو پانچ درکا میر حفیظ علی صاحب مرحوم
متولی آستانہ کے اہتمام سے سن ہجری بارہ سو ستر مین تعمیر ہوا پیشتر جیسا
کہ اوتر و دکھن دالان مذکور کے صحن مین دالان ہین یہان بھی اوسی قطع کا
دالان کرسی دار بنا ہوا تھا مگر چونکہ وسعت و رفعت اوسمین اسقدر نہ تھی
اسلیے اوسکو منہدم کرا کر یہہ دالان بنایا گیا تخمیناً چھہ ہزار روپیہ سوا مصالحہ دالان
قدیم کے اسکی تعمیر مین سرکار درگاہ کا صرف ہوا ہے الغرض تین طرف یہہ دالان
ہین اور اونکے صحن کے شرقی راہ آمد و رفت روضہ کی ہے عرس شریف مین اسجگہہ
مجلس ہوا کرتی ہے اسی وجہ سے بنام مجلس خانہ معروف ہے اسکے آگے ایک دروازہ
خوش قطع شمال و جنوب رو بنا ہوا ہے دروازہ کے شرقی پہلو مین ایک مختصر سا
دالان پٹی پوش ہے جسکے روبرو حوض مربع بنا ہوا ہے اگرچہ یہہ حوض

چشتی کے طیار کروائی میر علاء الدولہ نے جنکا کافی تخلص تہا یہہ تاریخ بنانے دیگ کی کہی وہو ہذا ۂ ھ

شاہ دین پرور وجمشید سریر	خسرو عہد محمد اکبر
ساخت بے شبہہ پی فتح چیتوڑ	دیگ رؤیین تن اثژدر پیکر
بہر تاریخ وے از عالم غیب	دیگ چیتوڑ کشا شد یکسر ۹۷۴ھ

دیگ خورد

بلند دروازہ کے متصل جانب شرق جو دوسری دیگ ہے سن ہجری ایکہزار بائیس مین نور الدین محمد جہانگیر نے بنوائی اس بادشاہ نے توزک جہانگیری کے آٹھوین جشن مین لکہا ہے کہ دیگ کلان اکبر آباد سے طیار کراکر روضہ متبرکہ حضرت خواجہ بزرگ مین نیاز مندنے لاکر چڑہائی اور اوسمین طعام واسطے فقرا اور مساکینون کے پکوایا گیا پانچ ہزار آدمی اوسکے کہانے سے شکم سیر ہوئے بعد فراغ طعام زر نقد وغیرہ دیکر رخصت کیا تاریخ بنار دیگ کی یہہ ہے ع بدنیا باد دایم نعمت دیگ جہانگیری ۂ اس مصرعہ سے سن ایک ہزار بائیس ہجری نکلتے ہین جو کہ بسبب گزرنے زمانہ دراز کے اکثر جا پر دیگ ہاے مذکور مین سوراخ ہوگئے تہے اللہ تعالےٰ نے ملا داری مدار المہام ریاست گوالیار کو یہہ توفیق بخشی اوس نے سن ہجری بارہ سو چہیا سٹھ مین واسطے فیض عام اور بقاے نام کے سیٹھ اکھے چند جہتہ کے اہتمام سے از سر نو دونون دیگون کو بنوا دیا چنانچہ محیط دیگ کلان کا انگریزی گز سے جو اندنون مین رائج ہے ساڑہے تیرہ گز پیٹا بھی اسی انداز سے قیاس کرنا چاہیئے یہہ تاریخ طبعزاد جواہر علی پیرزادہ کی دیگونکے گلو پر کندہ ہے ۂ

م

ہوتی ہین کیونکہ یہہ عمارت قدیم جینیونکے مندر سے نہایت مشابہ ہے ہر ایک
منزل کے ستونون پر جین مذہب کی مورتین مسخ کی ہوئین موجود ہین غالباً
یہہ درجا قدیم بتخانہ کا ہے بلکہ اوسکے صحن جنوبی مین چارون طرف قطار در
قطار مکانات قدیم کے آثار موجود ہین اور فرش کے نیچے بھی تہ خانہ کے طور
پر ایک درجہ بنا ہوا ہے عہد شاہان اسلام مین دروازہ قدیم جو بطور چھتے کے
تھا توڑ کر یہہ بلند دروازہ محراب دار بنایا گیا اگرچہ زر تعمیر کتب تواریخ مین
نظر نہ آیا مگر غالباً قریب ایک لاکھ روپیہ کے اسکی لاگت مین صرف ہوا ہو؀

دیگ کلان

بلند دروازہ کے متصل سمت غرب دیگ کلان اتنی بڑی ہے کہ شاید نظیر اوسکی
اور کسی مقام پر نہو وجہ اسکی بنا کی یہہ ہے کہ جلال الدین محمد اکبر شاہ نے جب سن
ہجری نوسو چہتر مین چیتوڑ گڈہ کو فتح کیا قبل از تسخیر قلعہ کے یہہ عہد کیا تھا
کہ بعد فتحیاب ہونیکے پیادہ پا اجمیر شریف کو واسطے زیارت حضرت خواجہ بزرگ
قدس سرہ کے کہ اجمیر مین نور گستر ہین جاؤنگا اور دیگ کلان بنواکر آستانہ
عالی مین چڑہاؤنگا چنانچہ بعد فتحیابی کے قلعہ چیتوڑ گڈہ سے واسطے ایفاء
نذر کے نہایت عقیدت سے لشکر ظفر پیکر تک پیادہ پا آیا شنبہ کے روز
تاریخ اونتیسوین شعبان سن مذکور کو فوج کا کوچ ہوا بادشاہ نے پیادہ روی
اختیار کی اور حکم دیا کہ لشکر کے لوگ سوار آوین اسیطرح منزل بمنزل بشدت
حرارت ہوا اور طپش ریگ بیابان مین قدم شوق سے راہ قطع کرتا تاریخ ہفتم
رمضان المبارک روز یکشنبہ کو اجمیر مین داخل ہوکر بدستور معہود متوجہ زیارت
ہوا اور شاہنشاہ عالی ظرف نے دیگ روئین واسطے نیاز حضرت خواجہ معین الدین

یہہ دوسرا درجہ روضہ شریف کے سمت شمال واقع ہے جسقدر وسعت درجہ
اول کی ہے اتنا ہی یہہ درجہ بہی فراخ ہے مگر بہ نسبت درجہ اول کے تعمیرات
اسمین کمتر ہین بہر حال جسقدر موجود ہین انکا ذکر ہم سمت شمال سے کرتے ہین ؎

بلند دروازہ

افضل العمارت اس درجے کی بلند دروازہ ہے جسکو سلطان محمود خلجی نے اپنی
نیک نیتی و بلند ہمتی سے بنایا وجہ بادشاہ مذکور کے آنیکی راقم لکھہ چکا ہے یہہ
دروازہ شاندار سنگ سرخ سے بنایا گیا ہے اسکی بنا کو کچہہ اوپر سوا چارسو
برس گزرے فرش سے چہتریون تک پچہتر فٹ بلندی رکہتا ہے ایسا دروازہ
متین اور سنگین اس صوبہ مین سوائے تعمیرات اجمیر شریف کے جنکا حال عنقریب
بیان ہوگا دوسرا نہین ہے اسکے نیچے کہڑے ہوکر اگر کوئی آدمی بلندی پر
نظر کرے تو اوسکو اپنی پگڑی اور ٹوپی تہام کر دیکہنا پڑے اور اگر دروازہ
پر چڑہ جاوے تو نیچے کے آدمی چہوٹے چہوٹے نظر آوین فرش سنگ مرمر کا
اندر باہر دروازے کے نہایت ستہرا سنگ موسی کی پٹریان اور خانہ بندی
سے طرز نو پیدا زینے دونون طرف قرینے سے مصفا محراب کے اندر قمقمہ طلائی
اور برجیون پر سنہری کلس خوشنما معلوم ہوتے ہین اگرچہ عوام اس دروازہ
کو اکبر شاہ کا تعمیر کرایا ہوا کہتے ہین اور کاخ دلکشا اسکی تاریخ بتاتے ہین محض
غلط چنانچہ جس دروازہ کی تاریخ کاخ دلکشا ہے وہ اور ہے ذکر اوسکا باب
سوم کی تیسری فصل مین مفصل لکہا گیا ہے قصہ مختصر یہہ دروازہ دس چہتریونکا
بہی کہلاتا ہے تین تین چہتریان تو شمالی درجہ بدرجہ دروازہ سی ملحق اور دو دروازہ کی اوپر اور
دو چہتریان جنوبی پہلو مین مگر شمالی چہتریان اس دروازہ سے پہلے کی تعمیر معلوم

عوام لوگ اسکے تھانولے ہین دودہ ڈالتے ہین اور یہہ نقل مشہور ہے کہ اجیپال جوگی جوراے پتھورا کا گرو تہا اوس نے زور سحر سے مارخونخوار کو حضرت خواجہ بزرگ وار پر پھینکا تہا آپنے اوسکو مارکر یہان گرا دیا تہا بعد چند روز کے جس مقام پر کہ سانپ کو گاڑ دیا تہا یہہ درخت پیدا ہوا تاثیر اسکی یہہ ہے کہ جس کسیکو سانپ کاٹ کہاوے اوسکے پتون کو پیس کر پلا دینا فوراً اثر سم کو زائل کر دیتا ہے یہہ روایت کتاب مونس الارواح مین بہی لکہی ہوئی ہے پنجشنبہ کو شہر کے آدمی اکثر یہان جمع ہوتے ہین کسبیان بہی شہر کی جاتی ہین الاسرکار انگریزی کی سلطنت سے پہلے ازدحام خلائق کا بکثرت ہوتا تہا اب بہی تہوڑا بہت مجمع ہو رہتا ہے مرہٹہ کی عملداری مین طوائفونکو حکم تہا کہ جمعرات کے دن درگاہ کے مجرے کو ناغہ نکرین پہر کیا تاب طاقت تہی کہ گہر مین بیٹھہ رہین اب جسکا جی چاہا گئی اور جسکا جی نہ چاہا نہ گئی مگر سو پچاس خادم ہر وقت جمع رہتے ہین انہین لوگونکا چوکی پہرا رہتا ہے اور کل سامان درگاہ انہین کی تحویل مین وارد وصادر کو بہی لوگ زیارت کرا تے ہین روپئے پیسے کوڑیان اشرفیان زیارت کرنیوالون سے پاتے ہین اکثر آزاد منش فقرا صلحا اس لحاظ سے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ یہان آسودہ ہین اپنا وطن چہوڑ دنیا دون سے ہاتہہ اوٹہا حق سے لو لگا دیتے رہنا اختیار کرتے ہین علاوہ انکے مولوی حفاظ بہی واسطے تعلیم و تلقین طلبا کے مقرر ہین تنخواہ اونکی سرکار درگاہ سے ملتی ہے چنانچہ بائیس گانون مصارف درگاہ کے لئے زمانہ سلاطین مسلمین سے نذر ہین آمدنی سالانہ ان دیہات کی تخمیناً چالیس ہزار روپیے ہین ؀

درجہ دوم درگاہ شریف

نامی دلاور تہا اور اسی محاربہ مین دلراشکوہ کی فوج کے ہاتہہ سے قتل ہوا تہا مدفون ہے ان دونون نعشون کو نہایت اعزاز واحترام سے عالمگیر نے دفن کرایا ان قبرون پر کندہ کاری کا کام بہت باریک کیا ہوا ہے قریب انکے ملوخان کے باپ کی قبر تہی مگر جب اوسکے بیٹے ملو اقبال خان نے جو سلطان محمود خلجی کیطرف سے پہلے تو اجمیر کا حاکم تہا اور بعد فوت سلطان کے خود بادشاہ ہوگیا اور علماء اجمیر پر ظلم کرنے لگا یہانتک کہ قاضی ادریس دہلوی کو پہلے تو بے جرم قید کردیا اور چندے تحید خانہ مین رکہکر قتل کرواڈالا جب یہہ خبر سلطان غیاث الدین کو پہونچی شیرخان چندیری وال اور محمد خان ناگوری کو حکم دیا اور باتفاق ہمدیگر کے دونون نے ملو اقبال خان کو اجمیر مین شکست دی اور اسکے باپ ملوخان کی قبر کو کہدواکر ہڈیان اوسکی باہر پہکوادی گئین ابتک اوسکا تعویذ کندہ کیا ہوا معلوم ہوتا ہے چہتری دروازہ کے قریب میرزایان مندسوز کے مزار ہین جو ماد ہوجی سیندہیہ اور دولت راؤ سیندہیہ کیطرف سے اجمیر کے حاکم رہے ہین چنانچہ میرزا عادل بیگ صاحب جو ایک نامی امیر تہے اٹہارہوین شوال سن گیارہ سو بیاسی ہجری مین فوت ہوئی یہہ تاریخ اونکی وفات کی لوح مزار پر کندہ ہے ؎

تسع عشرین زشوال درآن دم بودہ	واصل رحمت حق گشت بفضل آسودہ
ہاتف غیب زتاریخ چنان فرمودہ	میرزا عادل با.. عدل بخلد آسودہ

انکے مزار کے پہلو مین مزار اوس صحن مین جو روضہ شریف کے شرقی حصہ مین ہے سوائے اور قسم کے درختون کے برنے کا درخت بڑا پرانا ہے اسیواسطے ایک ستون سنگ جو کسی تبخانہ کا معلوم ہوتا ہے اور غالبًا اسی تبخانہ کا ہوگا جسکو توڑکر یہہ درگاہ اوپر اوسکے بنائی گئی ہے درخت کے پہلو مین لگادیا گیا ہے

اپنا مقبرہ بقید حیات تعمیر کرایا جس سبب سے عمدہ تدبیر آسایش خلق خدا
کی ہوگئی ہزارہا آدمی اسکا پانی پیتے ہین عمق بھی اسقدر ہے کہ تہ سے پانی
اوبلتا ہے اکثر لوگون نے دیکھا ہے کہ خشک سالی مین جسوقت صرف ایک مقام
پر تھوڑا سا پانی تھا اور اوسوقت لوگ کٹورون سے بھرتے تھے تب بھی تمام
شہر کے آدمی اسی طرح پانی لیجاتے تھے اور دیگین کلان درگاہ شریف
کی اوسمین پک گئین الغرض جب کسی سال بارش بکثرت ہوتی ہے اور
وقت یہہ حوض لبریز ہوجاتا ہے چھریان چلتی ہین ایک بدررو آستانہ
مین سے ہوتی ہوئی عین بازار مین جانکلی ہے اور دوسری درگاہ مین
سے گزرتی ہوئی سمت شرق چلی گئی ہے اون دونون عجب بہار اسجگہہ ہوتی
ہے پانی کا روش ستانہ سے روان ہونا بطون کا حوض مین تیرتے پھرنا
عوام کا حضرت خواجہ خضر کے نام کی ناوین چھوڑنا اور کشتیون پر چراغون
کی روشنی سے آگ پانی کا یکجا معلوم ہونا عجب کیفیت دکھاتا ہے اس
جھالرہ کے جنوبی طرف سے نقشہ درگاہ شریف کھینچا گیا ہے جو شمالی جھالرہ
کے واقع ہے اسمین وہ تعمیرات نظر آتی ہین جو درگاہ شریف کے درجاول
مین اور اوس سے ملحق ہین ؛

چار یار

جامع مسجد کے غربی یہہ مقام چار یار کے نام سے مشہور ہے اس احاطہ کے
اندر مزارات صلحا کثرت سے ہین مگر چار مقبرے چار دیواری کے اندر اور
بزرگوارون کے جو حضور خواجہ بزرگ کے ہمراہ آئے تھے بنے ہوئے ہین
علاوہ انکے بڑے بڑے مردان خدا کا مسکن ہے گویا یہہ ٹکڑا بھی عندلیب

طلبگار حاجات دل بسته اش ... بہار مناجات گلدسته اش
چو شاه جہان در محل نماز ... بمحرابش آرد روے نیاز
ز توفیق محراب کرد از دو سو ... بیک قبله پشت و بیک قبله رو
جہان را دو چشمند مردم نشین ... یکے خانۂ کعبہ و دیگر این
نشسته بمسجد شہنشاه دین ... بود کعبہ پیوسته مسجد نشین
اجابت زند بر عبادت نیاز ... خوش آنکس که آنجا گزارد نماز
توان کرد در منبرش جان سپند ... کزان نام شاہجہان شد بلند
بتکلیف مردم براے نماز ... درش چون در توبه پیوسته باز
بود خطبۂ شاه تا در خورش ... زبان ملایک سزد منبرش
لب حوضش آز آب زمزم رُست ... ز محراب با کعبه در بر درست
زلالش ز ہر موجۂ بید تیغ ... بقطع تعلق کشید ست تیغ
ز سنگش چنان کار پرداز رنگ ... که گوئی بنا شد زیک پاره سنگ
بفرموده سایۂ کردگار ... چو کرد این بنا را قضا استوار
نوشتند تاریخش اہل یقین ... بنا کے شہنشاه روے زمین

مسجد کے پہلو مین جانب جنوب ایک جھیل گہری جو جہالرہ کے نام سے معروف ہے شاہجہان بادشاہ نے بنوائی ہے تاکہ بمنزل حوض مسجد کے ہو پہلے اسراف ہوکر نالہ گڈہ بیٹہلی موسم بارش مین بہتا تہا آگے جاکر یہی نالہ زمانہ گزشتہ مین بنام ابونڈی مشہور تہا جب اکبر بادشاہ نے فصیل شہر کی جسکا ذکر اوسکے موقع پر بیان ہوا ہے بنوائی تو اس نالہ کو بازاپیش درگاہ کی جانب کاٹ دیا اور بند اوسکا بند ہوایا اور شاہ قلیخان نے جو اکبر کے امیرون مین سے صوبہ دار اجمیر تہا دوسری جانب بند کے مونہہ پر

جاری رہا اور عام خلقت نے اوسکو تبرکاً لیا۔ باہر کی محرابوں پہ نو دنہ ۹۹ نام باریتعالے اور یہہ کتبہ کندہ ہے ۵

شنیدم ز خاصان فرخنده فال   که پیش جلوس ابد اتصال

شهنشاه دین پرور و دین پناه   فلک قدر شاهجهان بادشاه

پناه امم صاحب تخت و تاج   که دارد شریعت بعهدش رواج

پس از فتح رانا بصد عز و جاه   بدولت در اجمیر ز د بارگاه

بطوف مزار حقایق شعار   معین جهان خواجهٔ روزگار

حقایق پناه و معارف مآب   که دادش فلک قطب عالم خطاب

درآن روضهٔ پاک مسجد نبود   دلش را تمنائے مسجد فزود

خداوند را با خدا شد قرار   که ماند ازو مسجدے یادگار

لبے بر نیامد ز دور فلک   که آن قبله گاه ملوک و ملک

چو بنشسته بر تخت شاهنشهی   ز لطف الٰهی بفرماندهی

کمر بست جیت و قدم بر کشاد   نه از راه و رسم از ره اعتقاد

بتوفیق حق گشت کارش تمام   بنا کرد این مسجد و شد تمام

زہے مسجد بادشاه جهان   که دارد ز بیت المقدس نشان

خوشا قدر این خانه کز احترام   بود ثانی اثنین بیت الحرام

مقدس حریمی چو قدس خلیل   بوصفش زبان وقف ذکر جمیل

شمارند با کعبه اش توامان   که دیدست مسجد باین فروشان

کند دسته مژگان خود آفتاب   که جاروب کش یابد اینجا خطاب

نمایان در و کعبه وقت نماز   ز محراب در بر حرم کرده باز

بفرشش گذاری چو روے امید   نشو دنا مه چون سنگ مرمر سفید

اور مسجد ونکی تعمیر مین زرخطیر خرچ ہوا ہے مگر یہہ بہی لطافت نفاست ملاحت صباحت مین ایک ہے عجب پر فضا اور دلکشا تعمیر وسعت رفعت مین بے نظیر فرش ومحراب در و دیوار چہت منڈیر مینار سنگ مرمر کے اسقدر مصفا کہ تباشیر ظہور صبح وکافور نور سحر اونکی تیزی صفا کے آگے ٹہنڈا اونکی آب وتاب چمک دمک اگر سیماب دیکہے پارہ پارہ ہوجائے ہیرا دیکہے تو زہر کہا کر مرجاوے سقف پر گنبد زرنگار نثار محرابون پر عجیب وغریب بہار جنکے دم خم کے روبرو خم ابروے معشوقان رنگین ادا بے آبرو قوس فلک آسمان پر اسی کسبب سے پوشیدہ ہے کہ اونکے روبرو ایک زال کہن سال پشت خمیدہ ہے ستون ایسے کہ شمع کافور انکے مقابلہ مین بے نور اور سرو چمن اونکی سہی قدی کا شہرہ سنکر چکنا چور فرش پر وہ آب وتاب کہ گوہر دریاے خجالت مین غرق آب فرش ہے تا بہ عرش لاجواب کرسی بر کرسی فدا زینونکا قرینہ بہی نیا ہر ایک زینہ لطافت بہرا ہے یا دریاے صباحت کی لہر پہ لہر ہے سنگ تراشان آذری پیشہ نے تیشہ جادو تراش سے عجیب وغریب سنگ مرمر کو تراشا ہے گویا روضۂ رضوان کا نمونہ زمین پر بنا دیا ہے جدہر نظر جاوے چپیدگی سے وہین رہجاوے نور کا عالم نظر مین سماوے انتہاے فرش پر کٹہرے کے قریب مولسریونکے درخت سبز بخت آیسمین لگے ہوئے کثرت سے پہول اونمین کہلے ہوئے جنکی لپٹ دماغ جان کو مہکاتی ہے خوشبو ایسی کہ مشک اذفر کے دہوئین اوڑاتی ہے سنگ مرمر کی پٹریون پر سنگ موسی کی پچیکاری مین حرفون کی وہ شان کہ آنکہون کی سیاہی سفیدی اوپر قربان وسط کی محراب مین کلمہ طیبہ بقلم جلی آب زر سے لکہا ہوا ہے ۔ اسی کلمہ اور محراب سے ماہ رجب سن بارہ سو اکیانوے ہجری مین وقت زیارت تبرکات نبوی صلعم آمد دہلی کے منجانب اللہ آب خنک روز روشن مین قیمہ

قبل از جلوس بعد فتح ملک رانا اودیپور کے شاہجہان کو اتفاق اجمیر مین آنے کا ہوا
زیارت خواجہ بزرگ سے مستفید ہوکر دلمین عہد کیا کہ ایک مسجد وسیع و رفیع اسی
مقام پر تعمیر کیجیے الغرض جسوقت کہ سلطان مذکور بلدہ لاہور مین سریر سلطنت
پر بیٹھا اس مسجد کی تعمیر کا حکم دیا صاحب مرآت الاسرار عبد الرحمان چشتی لکھتے
ہین کہ مدت چودہ برس مین یہہ مسجد تعمیر کی گئی ہے۔ شاید کسی باعث سے بنیاد
مسجد کی شروع ہونیکے بعد کار تعمیر ملتوی رہا ہو تو کیا عجب ہے ورنہ چودہ سال
بہت ہوتے ہین الغرض سال دہم جلوس مین دو لاکھ چالیس ہزار روپے
صرف کرکے شاہجہان نے اس مسجد کو بنوایا طول اسکا ستانوے گز شرعی
اور عرض مسجد ۲۷ گز اور صحن مسجد ننانوے گز شرعی ہے۔ اور گز شرعی آدم
متساوی الخلقت کے چوبیس انگشت ہوتا ہے مسجد موصوف کے صحن مین پانچ
دروازے ہین ایک جنوب رو اور دوسرا دروازہ شمال رو باقی تین دروازے
شرق رو کسی شاعر نے یہہ تاریخ تعمیر مسجد کی کہی ہے ؎ قبلۂ اہل زمان شد مسجد شاہجہان
اور بیدل خان طالب کلیم نے تاریخ اتمام تعمیر مسجد مین ایک قصیدہ بڑی دہوم
دہام کا لکھا ہے یہہ چند اشعار اوسکے لکھے جاتے ہین۔ وہو ہذا ۔

دادہ مین حرمت اجمیر را فیض قدم	سرنوشت ساکنانش نیست جز خط امان
زین محل فیض ہر حاجت کہ میخواہی بخواہ	میتوان صد دستہ گل بست از ریگستان
مسجدی کان کعبۂ ثانیست تاریخش بود	کعبۂ حاجات دنیا مسجد شاہجہان

اگرچہ ہوبہو مسجد کی تعریف لکھنی مجھ جیسے ناچیز کی لاعلمی پر دال اور قوت ناطقہ
سے ادا ہونا اک امر محال ہے مگر تبرکاً و تیمناً اپنی سعادت جانکر نوک قلم سے کار
مانی و بہزاد لیتا ہون اور تیشہ فرہاد فکر سے شیرین بنیاد فرخندہ نہاد کا نقشہ
تراشتا ہون واضح ہو کہ یہہ مسجد اعلیٰ افضل المساجد ہندوستان ہے اگرچہ

کہنے پر بہت پشیمان ہوا اور شیخ کے حضور مین پھر حاضر ہوا آپ نے ارشاد
کہ غم نکر اگر شکر تہی تو پھر شکر ہوجاویگی یہہ سنکر جب واپس آیا تو کل بورہ
شکر پائی چنانچہ خانخانان محمد بیرم خان نے اس قصہ کو نظم کیا ہے جسکا ا
کان نمک جہان شکر شیخ بحر و بر | آن کز شکر نمک کند و از نمک
الغرض دور تک اس چلے مین بطور تہ خانہ کے درجے بنے ہوئے ہین بعض بعض
واقفکارون کا یہہ بیان ہے کہ حضرت خواجہ کا مزار خام جو زیر گنبد ہے او
یہی راستہ تہا مگر اب مدت دراز سے راستہ بند کر دیا گیا ہے اس چلہ کا در
ہمیشہ مقفل رہتا ہے سال مین ایک بار پانچوین تاریخ ماہ محرم کو کہولا جاتا ہے
مگر جو کوئی وارد صادر سے دیکہنے کا شایق ہوتا ہے اپنے فائدہ کے لیئے
لوگ قفل کہولکر دکہلا بہی دیتے ہین چلہ کے متصل یعنے سلطان محمود خلجی کی
دیوار سے ملحق حضرت شیخ بایزید خورد جنکا اسم مبارک رفیع الدین اور بایزید
بہ نسبت اپنے جد حقیقی تاج الدین بایزید بزرگ کے کہتے تہے آسودہ ہین قر
آپکی قبر کے آپکی والدہ اور آپکی بی بی کے مزار ہین اور جنبیلی کے درخت پہا
ہوئے ہین سبز سبز پتون مین سفید سفید پہول کثرت سے کہلے ہوئے طرفہ بہار دکہا
ہین گویا جنتی قبر پوش رضوان نے لاکر چڑہایا ہے یا صانع عالم نے اپنی صنعت کا نمونہ
سے ایک پہولونکا گنبد بنادیا ہے ظہور رحمت حق عیان ہے کہ بزرگون کے مزارون
پر پہولونکا سائبان ہے بعض ان مزارون کو حضرت خواجہ معین الدین چشتی
کے ازواج مطہرات کے بیان کرتے ہین ؛

جامع مسجد شاہجہانی

یہہ مسجد اعلیٰ روضہ شریف کے غربی بنی ہوئی ہے وجہ بنوانے مسجد کی یہہ تہی کہ

ہوئی مظفر و منصور قلعہ پر پہونچ گئی
شاہی کی تعقب لشکر مغلوب اور مفرور کا کرتی
اور قلعہ پر قبضہ کر لیا تب سلطان شکر الٰہی اس فتح کا بجا لایا اور طواف مزار
حضرت خواجہ بزرگ وار کا کر کے خادمان و مستحقین درگاہ شریف کو مالا مال
اور نہال کر دیا اور یہہ مسجد بنائی خواجہ نعمت اللہ کو سیف خان کا خطاب دیکر
اجمیر کا حاکم کیا اور تواریخ شرمن صاحب سے ایسا دریافت ہوتا ہے کہ سنہ ۱۴۵۳ھ
مین سلطان محمود نے اپنے بیٹے کو حاکم اجمیر کا مقرر کیا تہا الغرض یہہ مسجد عالی
روضہ شریف کی شمالی دیوار سے ملحق ہے دیوارین اسکی خشتی اور سقف سنگین
فرش سنگ مرمر کا اندر باہر مسجد کے ہے اب اس مقام فیض انجام مین صندل
گہسا جاتا ہے اسی وجہ سے بنام صندل خانہ کے مشہور ہے سبحان اللہ اس جاے
پاک کی ہوا کیسی خوشبو دار ہوتی ہے کہ اگر ایک لحظہ انسان وہان ٹہیرے دماغ
معطر ہو جاوے اور یہہ وہ مقام متبرک ہے جہان حضور خواجہ غریب نواز عبادت
مولی مین مشغول رہتے بلکہ اب تک نشان حجرہ شریف پہلوے مسجد مین عیان ہین

چلہ حضرت شیخ فرید الدین رح

عقب مسجد سلطان محمود خلجی کے یہہ مقام زبدہ کا مابین حضرت شیخ فرید الدین شکر گنج
کے چلہ کشی کا ہے جنکی درگاہ شہر پٹن مین ہے مشہور ہے کہ آپکی نگاہ کی تاثیر سے
خاک کے تودے کے تودے شکر ہو گئے تہے اس سبب سے لقب آپکا شکر گنج ہوا
اور بعض کا یہہ بھی قول ہے کہ ایک سوداگر واسطے تجارت کے شکر بہر کر لیے جاتا تہا
حضرت شیخ نے تہوڑی سی شکر اوس سے طلب کی اوس نے جواب دیا کہ یا حضرت
ان بورون مین نمک ہے شکر نہین ہے حضرت شیخ نے فرمایا کہ نمک ہوگا سوداگر نے
جب مقام مقصود پر پہونچکر شکر کے بورے کہولے تو سب مین نمک پایا اپنے اوس

کو بنے ہوئے کچھہ کم تین سو سال گزرے فرش ستون اور دیوار سنگ مرمر کی
ہین گنبد لداؤ کا ہے قبرونکے تعویذ سنگ ابری وطلائی سے بنائے گئے ہین
مقبرہ کے صحن مین بھی دور تک سنگ مرمر کا فرش اور اوسی قسم کے پتھر کا کٹھرا لگا ہوا ہے

صندل خانہ

اصل مین یہہ مسجد سن ہجری آٹھہ سو اونسٹھہ مین سلطان محمود خلجی نے بنائی گرچہ
یہانکے لوگ اسکو نورالدین جہانگیر بادشاہ کی مسجد کہتے ہین مگر کسی تواریخ سے
ثابت نہین اور سلطان محمود خلجی کا بنوانا کتب تواریخ سے ثابت ہے چنانچہ
تاریخ فرشتہ مین مندرج ہے کہ سن آٹھہ سو اونسٹھہ ہجری مین اتفاقاً اون
لوگون کی عرضداشت جو کہ طرف ہاڑوتی کے متعین تھے اس مضمون سے آئی
کہ آفتاب اسلام کا ممالک ہندوستان مین افق اجمیر سے طلوع ہوا اور
خواجہ بزرگوار بھی اوسی بقعہ شریف مین آسودہ ہین لیکن چونکہ بتصرف
ہندؤنکا ہے اسلام اور مسلمانی کا نشان باقی نہین رہا یہہ عرض سنتے ہی
اوسی دن سلطان محمود خلجی نے اجمیر کو کوچ کیا اور متواتر کوچ کرتا ہوا اجمیر
مین پہونچا اور روح پر فتوح حضرت خواجہ بزرگوار سے مدد چاہی مورچال
قایم ہوئے اور گجادہر سردار اہل قلعہ نے جو رانا کمبھا کیطرف سے قلعدار تھا
مع فوج راجپوتون کے قلعہ نشین ہو کر جنگ کی پانچوین روز گجادہر قلعدار
سردار قوم راجپوت نامی دلاور اور راجپوت کی فوج لیکر قلعہ سے باہر
نکلکر مقابل فوج شاہی ہوا مگر بہادران لشکر اسلام جو کارنامہ رستم واسفندیار
کو بے قدر جانتے تھے اونکے حملہ ہائے متواتر سے ہر کوچہ وبازار مین فوج راجپوت
کے کشتونکے پشتے نظر آتے تھے آخر گجادہر لڑائی مین مارا گیا اور جماعت لشکر

شاہی کی تعقب لشکر مغلوب اور مغرور کا کرتی ہوئی مظفر و منصور قلعہ پہ چڑہ گئی
اور قلعہ پر قبضہ کرلیا ت سلطان شکر الٰہی اس فتح کا بجالایا اور طواف مزار
حضرت خواجہ بزرگ وار کا کرکے خادمان و مستحقین درگاہ شریف کو مالا مال
اور نہال کردیا اور یہہ مسجد بنائی خواجہ نعمت اللہ کو سیف خان کا خطاب دیکر
اجمیر کا حاکم کیا اور تواریخ شرمن صاحب سے ایسا دریافت ہوتا ہے کہ ۸۵۳ھ
مین سلطان محمود نے اپنے بیٹے کو حاکم اجمیر کا مقرر کیا تہا الغرض یہہ مسجد عالی
روضہ شریف کی شمالی دیوار سے ملحق ہے دیوارین اسکی خشتی اور سقف سنگین
فرش سنگ مرمر کا اندر باہر مسجد کے ہے اب اس مقام فیض انجام مین صندل
گہسا جاتا ہے اسی وجہ سے بنام صندل خانہ کے مشہور ہے سبحان اللہ اس جاے
پاک کی ہوا کیسی خوشبودار ہوتی ہے کہ اگر ایک لحظہ انسان وہان ٹہیرے دماغ
معطر ہوجاوے اور یہہ وہ مقام متبرک ہے جہان حضور خواجہ غریب نواز عبادات
مولی مین مشغول رہتے بلکہ اب تک نشان حجرہ شریف پہلوے مسجد مین عیان ہین؛

چلہ حضرت شیخ فریدالدین رحمۃ اللہ علیہ

عقب مسجد سلطان محمود خلجی کے یہہ مقام زبدۃ الکاملین حضرت شیخ فریدالدین شکر گنج
کے چلہ کشی کا ہے جنکی درگاہ شہر پٹن مین ہے مشہور ہے کہ آپکی نگاہ کی تاثیر سے
خاک کے تودے کے تودے شکر ہوگئے تہے اس سبب سے لقب آپکا شکر گنج ہوا
اور بعض کا یہہ بھی قول ہے کہ ایک سوداگر واسطے تجارت کے شکر بہر کر لئے جاتا تہا
حضرت شیخ نے تہوڑی سی شکر اوس سے طلب کی اوس نے جواب دیا کہ یا حضرت
ان بورون مین نمک ہے شکر نہین ہے حضرت شیخ نے فرمایا کہ نمک ہوگا سوداگر نے
جب مقام مقصود پہ پہونچکر شکر کے بورے کھولے تو سب مین نمک پایا اپنے اوپر

کو بنے ہوئے کچھ کم تین سو سال گزرے فرش ستون اور دیوار سنگ مرمر کی ہین گنبد لداؤ کا ہے قبرونکے تعویذ سنگ ابری وطلائی سے بنائے گئے ہین مقبرہ کے صحن مین بھی دور تک سنگ مرمر کا فرش اوا اسی قسم کے پتھر کا کٹہرا لگا ہوا ہے

صندل خانہ

اصل مین یہہ مسجد سن ہجری آٹھہ سو اونسٹھہ مین سلطان محمود خلجی نے بنائی گرچہ یہانکے لوگ اسکو نور الدین جہانگیر بادشاہ کی مسجد کہتے ہین مگر کسی تواریخ سے ثابت نہین اور سلطان محمود خلجی کا بنوانا کتب تواریخ سے ثابت ہے چنانچہ تاریخ فرشتہ مین مندرج ہے کہ سن آٹھہ سو اونسٹھہ ہجری مین اتفاقاً اون لوگون کی عرضداشت جو کہ طرف ہاڑوتی کے متعین تھے اس مضمون سے آئی کہ آفتاب اسلام کا مالک ہندوستان مین افق اجمیر سے طلوع ہوا اور خواجہ بزرگوار بھی اوسی بقعہ شریف مین آسودہ ہین لیکن چونکہ تصرف ہندؤنکا ہے اسلام اور مسلمانی کا نشان باقی نہین رہا یہہ عرض سنتے ہی اوسی دن سلطان محمود خلجی نے اجمیر کو کوچ کیا اور متواتر کوچ کرتا ہوا اجمیر مین پہونچا اور روح پر فتوح حضرت خواجہ بزرگوار سے مدد چاہی مورچال قایم ہوئے اور گجادہر سردار اہل قلعہ نے جورا نا کمبھا کیطرف سے قلعدار تھا مع فوج راجپوتون کے قلعہ نشین ہوکر جنگ کی پانچوین روز گجادہر قلعدار سردار قوم راجپوت نامی نامی دلاور اور راجپوت کی فوج لیکر قلعہ سے باہر نکلکر مقابل فوج شاہی ہوا گر بہادران لشکر اسلام جو کارنامہ رستم و اسفندیار کو قدر جانتے تھے اونکے حملہ ہاے متواتر سے ہر کوچہ و بازار مین فوج راجپوت کے کشتونکے پشتے نظر آتے تھے آخر گجادہر لڑائی مین مارا گیا اور جماعت لشکر

عافیت رفته باز بخانه بیاید امّا چه چاره - رشتهٔ در گردنم افگنده دوست
میبرد بہر جاکه خاطر خواه اوست ؂ اگر اختیار سید اشتم ہمیشه در روضهٔ آنحضرت
که عجب گوشه عافیت است و من عاشق گوشه عافیت ہستم بسر میبردم و بسعادت
طواف نیز مشرف میشدم ناچار بچشم گریان و دل بریان بصد ہزار افسوس
ازان درگاه رخصت شده بخانه آمدم و تمام شب طرفه بیقراری درین بود
صباح آن روز جمعه والد بزرگوارم کوچ کرده متوجه اکبرآباد شدند ؂

کرناٹکی دالان

یہہ دالان سنگ مرمر کا روضہ شریف کے مقابل سمت جنوب نواب والاجاہ
رئیس کرناٹک نے جسکا خطاب شاہ عالم بادشاہ دہلی کا دیا ہوا امیر الہند تہا
سن بارہ سو سات ہجری مین قادر یار خان اور جعفر خان اور علی محمد خان
کے اہتمام سے تعمیر کرایا ساخت اسکی نہایت خوشنما اور خوب خوش وضع اُسکی
مبصرونکو مرغوب سنگ مرمر کی صفائی کے آگے گوہر عرق شرم سے غرق آب
عمارت تحفه ولاجواب اکثر اوقات صبح شام اس دالان مین بیٹھکر مطربان
خوش نوا و پریرخان مہ سیما حضور مین مجرا کیا کرتے ہین گل مراد سے دامن
امید بہرتے ہین اس دالان کی بنا کو اٹہتر برس گزرے یہہ کتبہ اوسکی تاریخ
کا محراب پر کندہ ہے ؎

سنه ۱۲۰۷ھ

حضور خواجهٔ ہر دو جہان	آن معین الدین شه شاہنشہان
میر الہند کان عدل و داد	بحر جود و آسمان اعتقاد
ن نواب والا مرتبت	نام والاجاه عالی منزلت
ملک کرناٹک بود	بندهٔ خاص خدا بیشک بود

کمال اخلاص و عقیدتمندی خوانده ثواب آنرا بروح پر فتوح مطهر منور حضرت
پیر دستگیر خواجه معین الحق والدین رضی الله عنه نیاز نمودم چند روز که
در عمارت مذکوره توقف واقع شد از نهایت ادب شبها بر پلنگ نخوابیدم
و بطرف روضه متبرکه حضرت پیر دستگیر پا دراز نساختم بلکه پشت به آنجانب
نکردم روزها در زیر درختان میگذرانیدم و به برکت آنحضرت و اثر فیض ربانی
این سرزمین جنت آئین جمعیت و ذوق بهار دیگر میداد و یک شب مولود و چراغان
خوبی کردم در زینت و خدمت روضه آنچه از دست آمده و خواهد آمد تقصیر
نکرده ام و نخواهم کرد الحمد لله والمنة و صد هزاران هزار شکر که روز پنجشنبه
چهاردهم رمضان المبارک سعادت زیارت مرقد منور معطر حضرت پیر دستگیر
رضی الله تعالی عنه حاصل شد یک پهر روز مانده بروضه مقدسه رفتم و داخل
گنبد شریف شده هفت مرتبه گرد قبر پر نور پیر خود گشتم و بمژگان خود جاروب
کردم و خاک خوشبوی آنجا را توتیای چشم خود ساختم در آن وقت عجب
حالتی و ذوقی باین فانیه رو داد که بتحریر راست نمی آید از نهایت شوق
سراسیمه شده بودم نمیدانستم که چه گویم و چکنم القصه عطر چوده اول بر قبر
معطر معنبر آنحضرت بدست خود مالیدم و چادر گل که بر سر خود برداشته آورده
بودم بر بالای قبر مبارک انداختم و در مسجدی سنگ مرمر که بصرف دو لکهه و چهل
هزار روپیه پدر بزرگوار حق شناس این فقیره راست کرده اند رفته نماز ادا
کرده و باز در گنبد مبارک نشسته سوره یٰسین و فاتحه بروح پر فتوح خواندم
و تا وقت نماز مغرب در آنجا بودم و شمعی به ارواح آنحضرت روشن کرده روزه
را باب جهالره افطار کردم عجب شامی دیدم آنجا که بهتر از صبح بود اگرچه اخلاص
و محبت و همت فانیه تقاضای این نمیکرد باین قسم جائی متبرک پر فیض گوشه

اونچان اسکی نہایت مناسب کنگورہ نیز خوبصورت خوبصورت سنہری کلس اور
کلسیان آگے سرخ سائبان والان کے روبرو دور تک سنگ مرمر کا فرش
کیا ہوا گرداسکے اوسی وضع کا سنگین کٹہرا لگا ہوا صبح شام قوالان خوش
الحان اس جگہہ گاتے ہین عارفون کو وجد وحال آتے ہین ہر پنجشنبہ اور
شروع چاند کی چھٹی تاریخ اس صحن رشک چمن مین محفل سماع ہوا کرتی ہے مشائخین
پر تمکین آتے ہین قوال گاتے ہین علاوہ انکے اکثر شہر کی خلقت حاضر ہوکر محفل
کی کیفیت دیکھتی ہے چھہ گھڑی رات تک یہہ جلسہ قائم رہتا ہے وقت برخاست
محفل کے قوال ملکرہ کا جو عبارت راگ سے ہے اور اوسمین تشریف آوری
حضور خواجہ بندہ نواز واستیصال کفر کا مضمون ہے گاتے ہین گویا زمانہ
ماضی کو حال کر دکہاتے ہین بعد اختتام راگ مذکور کے روضہ شریف کے دروازے
معمور ہوجاتے ہین۔ بانی تعمیر ہذا نواب علیۃ العالیہ جہان آرا بیگم کو حضرت خواجہ
بزرگوار سے نہایت اعتقاد تہا اور بڑی قابل تحسین کتاب مونس الارواح کہ
جسمین بیشتر ذکر خیر وبرکت حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ کا مندرج ہے انہین کی
تصنیف سے ہے چنانچہ کتاب موصوف کے آخر جو عبارت خاص مصنفہ ممدوحہ
نے اپنے ہاتہہ سے لکھی ہے یہہ ہے۔ بعد از حمد خدای احد صمد جل جلالہ وپس از
درود رسول او محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میگوید فقیرہ حقیرہ جہان آرا
کہ چون از یاوری بخت وفیروزی طالع از دار الخلافہ اکبرآباد در خدمت والد
بزرگوار خود متوجہ خطہ پاک حضرت اجمیر بینظیر شدم از تاریخ ہژدہم ماہ
شعبان المعظم سن یکہزار پنجاہ وسہ ہجری تا تاریخ ہفتم ماہ رمضان المبارک
کہ داخل عمارت کنار تال آنا ساگر گشتم۔ موفق شدم برین معنی کہ ہر روز
وہر منزل دو رکعت نماز نافلہ ادا میکردم ویکبار سورہ یٰسین با فاتحہ از رو

اور بصفا ہے کہ پایۂ نظر تک اوسکی صفائی پر پھسلا جاتا ہے احاطہ مذکور کے
دو دروازے ہین ایک جنوب رویہ اور دوسرا غرب رویہ دروازہ جنوبی
بنام پایانداز دروازہ اور غرب رویہ بنام بلکی دروازہ کے مشہور ہے اور عام
مین بہشتی مشہور ہے ۞

بیگمی دالان

گنبد شریف کے شرقی دروازہ سے ملحق یہہ دالان رفیع الشان جہان آرا بیگم بنت
شاہجہان بادشاہ نے سن ایکہزار ترپن ہجری مین تعمیر کرایا چہت ستون کہرے
لنگورہے سنگ مرمر کے اور فرش دالان سنگ افشان ابری اور طلائی کا
اسقدر پرتکلف اور شفاف ہے کہ بیان سے باہر ہر ایک در دالان کا اندر سے
بصفا باہر سے منور ستون نور کے سانچے مین ڈہلے ہوئے دیوارون مین نقش
ونگار سے گلہاے ہیخزان کہلے ہوئے ہر در مثل دلہاے اہل عرفان کشادہ
قصر قیصر اور محل فغفور سے خوبی مین زیادہ دن کا مجاور جاروب کش آفتاب
درخشان شب کا پاسبان ماہ تابان بچشم انجم نگران چہت مین تمامی کی چہپتگیری
لگی ہوئی جسکے چارونطرف قریب قریب قمقمے چاندی کے لٹکے ہوئے عمدہ عمدہ
خوشنما کتبے جواہر رقم اور مرصع رقم کے ہاتہون کے لکہے ہوئے وسط کی محراب ایک
سنگ مرمر مین جواہر گران بہا کی پچیکاری ہے یا قلم صنعت کی گلکاری ہے
عوام الناس اوسکو نورجہان بیگم کے گلے کی دہگدہگی کہتے ہین اسکے اندر
ہیرے اور یاقوت جڑے ہوئے ہین اگرچہ اتنی بڑی دہگدہگی شاہزادی موصوف
کے گلے کی ہونا قیاس مین نہین آتی مگر بہرحال ابتک موجود ہے ہوا بہی اس مقام
دلکشا کی عنبر بیز مشک خیز ہے کیونکہ روضہ شریف کے پہلون مین بسی ہوئی نسیم
وصبا اس جگہہ آتی ہے گلشن فردوس کا لطف یاد دلاتی ہے چوڑان چکلان

مجرحورالنسا بیگم بنت شاہجہان

روضہ شریف کے غربی یہہ مجرحورالنسا بیگم بنت شاہجہان کا ہے جسکو یہان کے
خادم حسینی بیگم کے نام سے مشہور کرتے ہین۔ تزک جہانگیری اور شاہجہان نامہ
مین لکھا ہوا ہے کہ بروز چہارشنبہ اونتیسوین ماہ جمادی الاول سن ہجری
ایک ہزار پچیس مین حورالنسا بیگم بنت شاہجہان نے وفات پائی پاے انداز حضرت
خواجہ بزرگوار مین روضہ شریف کی دیوار سے ملحق دفن کی گئین نورالدین محمد
جہانگیر بادشاہ اس لڑکی کو بہت عزیز رکہتا تہا بہرحال ایک مختصر سا مقبرہ سنگ
مرمر کا بنا ہوا ہے کواڑ اسکے سنگ مرمر کے تہے کہتے ہین کہ تعویذ قبر پر عقیق کی
کے تختی بہت عمدہ بیش قیمت لگی ہوئی ہے عوام پیسے اور کوڑیان اندر ڈالنے
پھینکتے تہے بخیال ٹوٹ جانے لوح کے دروازہ مقبرہ کا تیغا کردیا ہے جالیان
بہی بند کرادی ہین اسلئے اوسکی اصلی لطافت مین تفاوت ہوگیا ہے ؀

احاطۂ نور

روضہ عالی کے غربی جنوبی سے قدرے حصہ شمالی تک یہہ محوطہ سنگ مرمر کا
نہایت نادر بشکل بارہ دری ہے جسکے ہر در مین صفائی اور نزاکت خوشنمائی
خوبی بہری ہے ساخت اسکی مثل عالم طلسمات جسکے روبرو نگارخانہ چینی مات
ہر در مین سنگ مرمر کی جالی وضع کی نرالی دروازوں پر کلس سونیکے لگے ہوئے
نقاشی سے محرابون پر گلہاے بیحد ان کہلے ہوئے شب ماہ مین سنگ مرمر کی
سفیدی اور صفائی نور علی نور دکہائی دیتی ہے اور دنکو دہوپ مین عجب
آب وتاب نظر آتی ہے فرش سنگ مرمر کا احاطہ کے اندر ایسا نفیس

ظہور نور کا وقت ہوا کا چلنا۔ پہولون کا کہلنا۔ غرض جو لطف اوس وقت حاصل
ہوتا ہے اوسکا لکہنا عشر عشیر بہی محال ہے اس کیفیت کو جس نے بنظر حقیقت دیکہا
ہے اوس نے لطف اوٹہایا ہے ؎

مجحر حضرت بی بی حافظ جمال

یہہ مجحر روضہ شریف کی دیوار سے ملحق سمت جنوب بہت تحفہ بنا ہوا ہے اسکی
جسقدر تعریف کیجاوے بجا ہے اور جتنی توصیف کیجیے روا ہے کیونکہ اسمین حضرت
خواجہ غریب نواز کی صاحبزادی آسودہ ہین آپکے اوصاف حمیدہ حیطہ تحریر مین
کب آسکتے اور اس مختصر مین کہان سما سکتے ہین مگر یہہ مجمل حال آپکی پیدایش
کا باب دوم کی فصل اول مین تبرکاً معرض تحریر مین آیا ہے اگرچہ اسکی بنا کا
حال کسی تواریخ مین نظر نہ آیا اور نہ کوئی کتبہ مجحر پر کندہ ہے جسکے ذریعہ سے
حال معلوم ہوتا مگر قیاساً یون معلوم ہوتا ہے کہ روضہ شریف حضرت خواجہ بزرگ
کے ساتھ یہہ مجحر تعمیر ہوا ہے جسکی بنا کو ساڑہے تین سو سال کے قریب عرصہ
گزرا آپکے مزار شریف پر سنگ مرمر کے تعویذ مین سنگ ابری و طلائی و سنگ
لسنیہ فیروزہ وغیرہ پچیکاری مین جڑا ہوا ہے کمخواب تامی مشجر کے قبر پوش کے اوپر
پہولونکی چادر پڑی رہتی ہے یہہ مجحر چونہ اور سنگ سے بنایا گیا ہے سر سے پیر
تک وہ نفاست اور صفائی ہے کہ صحل علی دیوارون مین وہ تحفہ چونے کا
صیقلا ہے کہ آئینہ کیطرح منہہ دکہلائی دیتا ہے مجحر کا دروازہ کمانیدار نہایت
شاندار ہے اسکے سامنے جو چہوٹی قبرین ہین وہ آپکے صاحبزادونکی ہین جو صغر
سنی مین فوت ہوئے تھے شوہر آپکے حضرت شیخ رضی الدین تھے جنکا مزار ناگور سے
قریب ایک کوس کے کنارہ حوض منڈہولا کے ہے ؎

بیا کہ کعبۂ اہل دلست خواجہ معین	کہ طوف مرقد او سیکندر شاہ وگدا
ز راہ صدق درآ ور مقام خواجہ معین	کہ ہست روضۂ پاکش چو جنت الماوا

جانب خارج دروازہ روضہ کے سن بارہ سو چالیس ہجری مین نواب فیض اللہ خان بنگش سابق رئیس فرخ آباد نے اٹھ دہات کے کیواڑ کمانی دار چڑہوائے اور اوپر یہہ تاریخ کندہ کرا دی وہو ہذا۔

خان فیض اللہ بنگش کہ نگاہش لعیت	ساخت دروازۂ درگاہ معین جاوید
چونکہ درگاہ معین است چو خورشید بلند	سال تاریخ شدہ باب طلوع خورشید

اسی دروازہ کے پہلو مین سمت شمال عقیق یمنی زرد رنگ دیوار مین نصب ہے اتنا بڑا اور خوش رنگ عقیق کم دیکھنے مین آیا روضہ شریف کی غربی اور جنوبی محرابون مین سنگ مرمر کی جالیون پر زرین پردے پڑے ہوئے کہ جنکی دید سے عقل حیرت کو اپنے ساتھہ لاتی ہے۔ موسم گرما مین زرین پردون کی جگہہ خس کے پردے لگائے جاتے ہین اگر اس روضہ کو روضۂ رضوان کہئے تو زیبا ہے اور نور کا بقعہ سمجھئے تو روا ہے سبحان اللہ کیا لطافت اور نفاست اس مقام فیض انجام مین پائی جاتی ہے۔ کیا ہی دل گرفتہ کیون نہو ادہر روضہ شریف مین آیا ادہر غنچۂ خاطر افسردہ کو شگفتہ پایا دنکو ضیاء و نور شب کو روشنی شمع کا نور کا وفور اگرچہ ہر دم کیفیت اور بہار کا عالم رہتا ہے مگر دم سحر بیان سے باہر لطف نظر آتا ہے ادہر تو مرغان نواسنج کا درختونپر گرد و پیش روضہ کے بذکر حق شور۔ ادہر نقارخانہ پر نوبت کی ٹکور۔ نسیم سحر کا ناز و انداز سے خراماں چلنا شمعون کا جھلملا جھلملا کر جلنا قوالونکا بہیرون گانا صوفیان صاف دل کو وجد و حال آنا۔ ذاکران شب زندہ دار کا حجرون مین نعرۂ اللہ ہو لگانا ایک جانب خانۂ خدا مین واسطے ادائے دوگانہ اوس یگانہ کے نمازیونکی کثرت

نیا جہان آرا بیگم بنت شاہجہان نے بنالیا تو اوسے بیوہن
کردئے گئے چنانچہ اوس دالان کے گوشہ شمال و مشرق مین گنبد حضرت خواجہ
بزرگوار کے شرقی آپکا مزار ہے اور گوشہ جنوب و مشرق مین شرقی روضہ منورہ
کے آپکی زوجہ مرحومہ کی قبر ہے ہرسال چھبیسوین رجب کو بڑے دہوم سے آپکا
عرس ہوتا ہے حضرت فخر الدین کے دو بیٹے صلبی تہے بڑے حضرت مسعود چہوٹے
بہلول تیسرے تہے حضرت اسمعیل ان حضرات کے مزارات بیگمی دالان کے روبرو
ہین۔ جہان اب فرش ہموار کرکے صرف سنگ ابری کے تعویذ بنادئے گئے
ہین انہین کی اولاد مین یہانکے خدام ہین جنکی تعداد کسی وقت مین گیارہ سو
تک بتاتے ہین مگر اب بہی چہہ سات سو کے قریب موجود ہین یہی صاحب زوار نکو
زیارت کراتے ہین ہر ایک شخص ادنی و اعلی موافق اپنی حیثیت و مقدور کے
انکو دیتا ہے عہد سلاطین سلمین خصوص اکبر بادشاہ و نور الدین جہانگیر و فرخ سیر
نے ان لوگون کو دیہات جاگیر مین بطور مدد معاش دئے ہین اب بہی وہ دیہات
جاگیر جنکی آمدنی سالانہ تخمیناً چہہ ہزار کے قریب ہے جنابہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کے
عہد معدلت مہد مین قایم و برقرار ہے۔ دروازہ کے سمت شمال جو حجرہ ہے اوسکے
اندر قبر پوش قرآن مجید نقرہ عود سوز وغیرہ سامان طلائی و نقرئی رکہا رہتا ہے
شرقی دروازہ نہایت خوش قطع بنا ہوا ہے اور فرش بہی اوسکا بغایت پر تکلف
ہے اس دروازہ کے سمت داخل روضہ جو کیواڑونکی جوڑی ہے کہتے ہین کہ
بعد فتح چیتوڑ کے اکبر بادشاہ نے قلعہ چیتوڑ سے لاکر چڑہائی ہے چنانچہ یہہ شعر اوسکے

بحق اشہد ان لا الہ الا اللہ
رکہے ہمیشہ تیری تیغ کار کفر تباہ

اس دروازہ کے آگے جو دوسرا دروازہ ہے اوسکی دیوار کے دونون طرف
یہہ دو بیت بخط نستعلیق لکہی ہوئی ہین۔ وہو ہذا

ستائیسوین رجب المرجب کو طیار ہوا یعنے حکم دیا کہ لیجا کر نصب کرین ایک لاکہہ
دس ہزار روپیہ اوسکی لاگت مین صرف ہوئے الکی کٹہرہ کے تہوڑے فاصلہ سے
ایک دوسرا چاندی کا کٹہرا ہے جسکی ترمیم راجہ جے سنگہ سوائی والی و بانی جیپور
کے حکم سے شیخ محمد حیات اور حاجی منظور علیخان متولی آستانہ کے اہتمام سے
ہوئی وزن اوسکا بیالیس ہزار نوسو اکسٹہہ تولہ تین ماشہ ہے یہہ دونون
کٹہرے نواب علیۃ العالیہ جہان آرا بیگم بنت شاہجہان نے کہ اونکو خواجگان
چشت اہل بہشت سے بہت اعتقاد تہا بنوائے ہین بلکہ انہون نے تمام شاگرد پیشہ
اپنا آستانہ شریف کی خدمتگزاری کے لئے نذر کردیا کہ اون لوگون کی اولاد
ابتک بدستور اپنے کار خدمت پر مقرر ہے الغرض ان کٹہرونکی بنا کو کچہہ اوپر
سوا دوسو برس آجتک ہوئے گنبد شریف کے اندر سنگمرمر کا فرش نہایت صفا
ہر ایک پتہر مربع ترشا ہوا گرد اونکے سنگ موسی پٹریان جڑی ہوئین نہایت
خوشنما معلوم ہوتی ہین گنبد کے شرقی دروازہ سے ملحق یمین و یسار دو حجرے
بنے ہوئے ہین جانب جنوب جو حجرہ ہے اوسکے دروازہ کا تیغا کیا ہوا ہے لوگون
کا قول ہے کہ اسکے اندر سونے کی شلاخین اور برتن سونے چاندی کے رکہے
ہوئے ہین غالباً وہ شلاخین طلائی اوسی مجہر کی معلوم ہوتی ہین جسکو جہانگیر
بادشاہ نے سن ایک ہزار چبیس ہجری مین مرقد مقدسہ پر نصب کرایا تہا آیندہ
العیب عند اللہ۔

مزار شریف حضرت فخر الدین

کہتے ہین کہ ان دونون حجرون مین حضرت فخر الدین مرید حضرت خواجہ عثمان
ہارونی رحمۃ اللہ علیہ اور اونکی بیوی کے مزار ہین جسوقت بیگم دالان نواب مہد

قبۂ خواجۂ معین الدینؒ | | شود رنگ تازہ کہنہ ز نو

...سکے آگے کے دو شعر ایسے فرسودہ ہوگئے ہین کہ پڑہے نہین جاتے مگر یہہ ثابت
ہوتا ہے کہ روضہ شریف کے اندر نقاشی از سر نو حضرت خواجہ حسین اجمیری نے
کرائی جسکو تخمیناً ڈہائی سو برس گذرے - مزار شریف پر سیپ کے کام کا چہپر کہٹ
صندلی بنا ہوا ہے بنانے والے نے عجیب باریک سیپ کا کام کیا ہے کہ نقش
ار رنگ کو مات کردیا ہے اوسکی صفائی پر محبوبان صندلی رنگ کی رنگت قربان
اوسکی ہر ایک بیل سلسل پر سنبل تر نثار بدل و جان چہپر کہٹ کی چہت مین
سبز مخمل رومی کی چہت گیری اور کبہی زرد کی جسپر مغرق کام زرین کیا ہوا
رہتی ہے اور اوسکے کنارون پر چارون طرف سونے کے قمقمے جگمگاتے ہین
چہپر کہٹ کے اندر سنگ مرمر نفیس کا مزار نہایت آبدار اوسپر سنگ طلائی و ابری
و فیروزہ و یشب و اعجوبہ و لہسنیہ وغیرہ کی پچیکاری ہے جسمین بیل بوٹے پہول
پتے منبت کے ایسے نادر اور تحفہ بنے ہوئے ہین کہ بیان سے باہر تعویذ مزار
پرانوار پر سنگ مرمر مین یاقوت رمانی جسکو عوام الناس لعل بدخشانی کہتے ہین
جڑا ہوا ہے آپ کا مزار پرانوار ہمیشہ زربفت کمخاب پر زرتمامی اور مشجر کے
قبر پوشون سے ڈہکا رہتا ہے اوپر اونکے پہولونکی چادر ہمیشہ آراستہ کیجاتی
ہے چہپر کہٹ کے بیچ مین چاندی کا کٹہرا لگا ہوا ہے مشہور ہے کہ اسکی ساخت مین
ایک لاکھ روپیہ خرچ ہوا ہے شاید اسمین کچہہ مبالغہ ہو کیونکہ قول عوام کا ایسے
مقام پر اکثر ساتہہ مبالغہ کے ہوتا ہے مگر پیشتر اس کٹہرہ کی جگہہ سونے کا کٹہرا
لگا ہوا تہا چنانچہ تزک جہانگیری سے منقول ہے یعنے جہانگیر بادشاہ لکہتا ہے
کہ سن ایکہزار پچیس ہجری مین بسبب بر آنے بعضے مطالب کے مینے نذر کی تہی
کہ محجر طلائی جالیدار اوپر مرقد منورہ حضرت خواجہ بزرگوار کی ترتیب دین -

غیاث الدین کے عہد مین یہہ نقاشی گنبد شریف کے اندر ہوئی ہوا ور دروازہ روضۂ حضرت خواجہ غریب نواز کا ایک اور بادشاہ سندونے عمارت روضہ کے پیچھے بنوایا اوراسی روپیہ مین سے بنا ہے وہ بلند دروازہ روضہ شیخ حمید الدین ناگوری کا جو ناگور مین ہے جسکا بیان ناگور کے حال مین لکہا گیا الغرض نوسو انتالیس ہجری مین یہہ گنبد مع مزار مبارک سنگین کے بالا رتہ خام بنایا گیا باہر سے دیکھو تو گنبد پر سونے کا کلس کلان اوراسکے کنگوروں پر سنہری کلسیان چمکتی ہوئین نظر پڑتی ہین اندر روضہ کے سنہری اور لاجوردی کام کیا ہوا ہے اور سقف منقش مین کاشانی مخمل کی زرین چھت گیری کے نیچے قمقمے سونے کے زنجیر طلائی مین آویزان ہین اور چارون گوشون پر چار قمقمے طلائی سونے کی زنجیرون مین لٹکے ہوئے ہین کہتے ہین کہ زمانہ شاہی مین ان قمقمون کا تخمینہ ہوا تھا ہرایک قمقمہ پانچ پانچ ہزار روپیہ کا ہے علاوہ انکے چاندی کے قمقمے چارون طرف متصل متصل آویزان ہین اور سنہری چوکٹھون مین آئینہ دیوار کے اندر نصب ہین اور یہہ اشعار آب زر سے روضہ کے اندر لکھے ہوئے ہین ؎

خواجۂ خواجگان معین الدین	اشرف اولیا روی زمین
در جمال و کمال آن چہ سخن	این مبین بود بحصن حصین
مطلعے در صفات او گفتم	درعبارت بود چو در ثمین
اے درت قبلہ گاہ اہل یقین	بر درت مہر و ماہ سودہ جبین
خادمان درت ہمہ رضوان	در صفا روضات چو خلد برین
ذرۂ خاک او عبیر سرشت	قطرۂ آب او چو ماء معین
جانشین معین خواجہ حسین	بہر نقاشی بگفت چنین

ہین کہ شہر اجمیر خراب ہو گیا تہا اور اوسکے گرد جنگل ہین شیر رہتے تہے حضرت خواجہ غریب نواز کی قبر شریف پر عمارت نہ تہی تب خواجہ حسین ناگوری نے اول بنیاد عمارت روضہ شریف کی رکھی اور اوسکی صورت اسطرح لکھی ہے کہ سلطان غیاث الدین خلجی بادشاہ منڈو خواجہ حسین ناگوری کو بہت اشتیاق سے بلوایا کرتا تہا اور خواجہ موصوف قبول نہین کرتے تہے تب سلطان سے لوگون نے کہا کہ اگر یہہ خبر خواجہ حسین ناگوری کو پہونچی کہ موئے مبارک حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم سلطان کے پاس ہین تو بے اختیار چلے آوینگے سلطان نے یہہ خبر خواجہ حسین کو پہونچوائی اور وہ سنتے ہی بے توقف روانہ ہوکر بادشاہ کے پاس پہونچے چونکہ جاذبہ شوق درست تہا فوراً موئے مبارک خواجہ حسین کے ہاتہہ پڑ گیا القصہ سلطان نے بعد اپنی عرض مدعا کے بہت سے تحفہ ہاے عالی پیش کئے خواجہ ممدوح نے قبول نہ کئے لیکن اونکے فرزند کے دلمین اوس ہدیہ کے لینے کی خواہش ہوئی تب خواجہ موصوف نے یہہ اجازت دی کہ جو اس مال کو لینا چاہتے ہو تو چاہیے کہ روضہ خواجہ بزرگ اجمیری اور روضہ اپنے جد شیخ حمید الدین ناگوری کا اس مال سے تعمیر کرو چنانچہ اوس مال سے یہہ عمارت جو قبر شریف حضرت خواجہ بزرگوار پر موجود ہے بنائی گئی اور یہ گنبد رشک ارم کی غربی دیوار مین سنگمرمر کی جالی پر یہہ تاریخ بخط نستعلیق تحریر ہے

گفت ہاتف گو معظم قبہ عرش برین	از پئے تاریخ نقش گنبد خواجہ معین

اس تاریخ سے سن نوسو اتالیس ہجری نکلتے ہین۔ لیکن غالباً یہہ تاریخ نقاشی گنبد کی ہے کیونکہ سلطان غیاث الدین خلجی سن آٹہہ سو اڑسٹہہ ہجری مین فوت ہوا اور یہہ بھی پایا جاتا ہے کہ سلطان محمود بن سلطان ناصر الدین بن

برروح گزشتگان فرست اخلاصی		محتاج دعائیم بعنوان فاتحہ

حررہ پیر بزرگ ۱۰۸؁ اور دوسرے ستون پر بالین مزارات موصوفہ کے یہہ ابیات نامی کندہ ہین ؎

توخفتہ براہ وکاروان تیز	نشین وچو گردباد برخیز
نامی چہ نشستۂ درین راہ	مے نہ قدمے درازوکوتاہ

نصیر آباد اجمیر سے ۱۵ میل کے تفاوت سے گوشہ جنوب اور مشرق مین چہاونی نصیرآباد کنکریلی زمین پرآباد ہے وجہ تسمیہ اسکی یہہ ہے کہ جنرل لونی اختر رزیڈنٹ کو شاہ دہلی نے خطاب نصیر الدولہ کا دیا تہا جنرل نے بیس نومبر ۱۸۱۸؁ء کو چہاونی کی بنیاد ڈالی اسلئے نام اوسکا نصیرآباد رکہا فی الواقع ایسے اسلوب کے ساتہہ بسائی ہے کہ دیدکے لایق ہے بارگون کی تعمیر کا طور ہی نیا نقشہ ہر ایک مکان کا جدید البنین برابر برابر سڑکین ستہری ہموار سراسر آب وہوا وہانکی نہایت خوب ہر پیر وجوان کو مرغوب درختان سایہ دار دور ویہ سڑکو نپر لگے ہوئے۔ سڑکون کے قریب بنگلون کے محوطون مین قسم قسم کے پہول گلشنون مین کہلے ہوئے دیکہکر خدا کی قدرت یاد آتی ہے خصوصاً برسات کے موسم مین توعجب لطف وہانپر نظر آتا ہے یعنے جہانتک پیک نظر جاوے تختۂ زمردین نظر آوے۔ سبزۂ نوخیز کا عالم ہی علحدہ کوٹھیون بنگلون اور لب سڑک پر ہرے ہرے گنجان درختون کا طور ہی جدا ۔ وصہ چارسال تک راقم آثم بتقریب روزگار سرکار دولتمدار یہان رہا ہے اس کیفیت اور بہار کو خوب دیکہا ہے۔ **فصل تیسری** اخبار الاخیار سے منقول ہے کہ خواجہ حسین ناگوری جو شیخ حمید الدین کی اولاد مین ہین برسون انہون نے حضرت خواجہ بزرگ خواجہ معین الدین چشتی کے مزار شریف کی جو اوسوقت تک خام تہا مجاورت کی اور عبادت مولی مین مشغول رہے جس زمانہ

میر محمد معصوم الناامی تخلصاً و البکری مسکناً و ترمذی اصلاً و الحسینی نسباً
و کان لماذا الک فی سنة ثمانیه و الف اور دوسرے پتھر پر یہ کندہ ہی

نظم

نامی بگشا چشم بصیرت دریاب ... بنیاد زمانہ ہمچو نقشیست بر آب
با تو گویم حقیقت دنیا چیست ... بیداری یکزمان و باقی ہمہ خواب

جانب راست داخل دروازہ پر یہہ اشعار کندہ ہین ع

دو جہان در نظر دیدہ وران مختصر است ... ہر کہ بربست از و چشم طمع دیدہ ور است
تا تو بد عہد رہ مہر و وفا بربستی ... نامی دلشدہ را دیدہ بہ دیوار و در است

بعد از فتح دکن اعلی حضرت بندہ را بجانب عراق رخصت فرمودند العبد محمد معصوم
سنہ ۱۰ در حین مراجعت از ایران در ملازمت نواب میر محمد معصوم نامی درینجا
رسیدہ و این چند بیت از خمسۂ ایشان کہ در نیولا باتمام رسانیدہ بودند تحریر
نمودہ در سنہ ۱۳ از (معدن الافکار) بحر زگرداب تست کاسہ گر ؛ تا نمی از
جود تو یابد گہر ؛ از (حسن ناز) قریب لعل آن سرچشمۂ نوش ؛ شدہ سرگرم چون در
بناگوش ؛ از (اکبر نامہ) بگلچینی آن گلستان شدم ؛ سراپا صبا وار دامان شدم ؛
از (زار صورت) حسن است در رم خریدہ او ؛ خوبی گل آفریدہ او ؛ از (خمسہ مخیرہ)
ہست بر نامت ابتدائے ہمہ ؛ بتو آغاز و انتہائے ہمہ ؛ اگرچہ اندر شہر
کے اور باہر اوسکے اطراف مین بہت سے مردان خدا آسودہ ہین انہین مین سے
پیر ظہیر اور حمید الدین کاسہ لیس ہین شمالی دروازہ کے باہر قریب محلہ آہنگران
ملتانیکی لوگ اکثر انہین بزرگوارونکے مزار بتلاتے ہین اور بعض اونکو مزارات
سہروردیہ الغیب عند اللہ چنانچہ اون مزارات کے ستونو نپر یہہ کتبہ کندہ ہے

گویند بود فاتحہ رافا یحہ ... زان فاتحہ بخش نکہت رایحہ

تذ حمید الدین صوفی نا ری قدس سرہ کی لبتی اندر سمت شمال ہے اجمیر
اس مختصر مین آپکے کمالات ظاہری و باطنی نہین سماسکتے مگر تبرکاً ذکر
اپکا واسطے آگاہی کے بیان کیاجاتا ہے واضح ہو کہ لقب آپکا حضرت
سلطان التارکین ہے اور کنیت ابو احمد خلفاے خواجہ بزرگ معین الحق و
مین صاحب فضل و کمالات ہین سلسلہ آپکا حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ
کہ عشرہ بشرہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے ہین پہونچتا ہے سن شریف آپ کا
کم سو برس کا تہا نقل ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ معین الدین چشتی حالت
ذوق شوق مین زبان درفشان سے مخاطب بہ اصحاب ہو کر فرمانے لگے
جس چیز کی جسکو خواہش ہو طلب کرے دراجابت واہے ایک نے دنیا چاہا
دوسرے نے عقبیٰ آپ نے طرف شیخ موصوف کے دیکہکر فرمایا کہ اے حمید الدین
تم چاہتے ہو کہ دنیا اور عقبیٰ مین معزز و مکرم رہو آپ نے جواب دیا کہ بندہ
چاہتا وہی بہتر جو رضاے مولے ہو حضرت خواجہ بزرگ نے اوسوقت یہہ
ارشاد کیا۔ التارک الدنیا والفارغ عن العقبیٰ سلطان التارکین حمید الدین
صوفی۔ اوس دن سے لقب آپکا سلطان التارکین ہوا اونتیسوین ربیع الاول
چہہ سو تہتر ہجری مین وفات پائی اوس روز بڑا میلہ ہوتا ہے زن و
...ث دور دور سے بہی آتے ہین اور نذرین چڑہاتے ہین آپکی اولاد سے
ا...شلوگ وہان آباد ہین محوطہ درگاہ شریف کا غیاث الدین تغلق نے بنوایا
بعد اسکے خواجہ حسین ناگوری نے دروازہ عالیشان زرد پتہر کا جسکی صنعت
ری دیکہہ انسان عالم حیرت مین آئے بلکہ نقش دیوار بنجائے بنا کیا یہہ کتا
جانب چپ سمت داخل دروازہ خانقاہ کے کندہ ہے عن سلیمان علیہ السلام
ا المصائب فوت الوقت بلا فائدۃ حررہ العبد میر بزرگ بن

یہہ کتبہ کندہ ہے

در زمان ولی و والی عہد ۔ شاہ اکبر شہ بحق موصول
خان مقبول حق حسین قلی ۔ کہ نباشد چو او بحسن قبول
مسجدے ہمچو کعبہ کرد بنا ۔ کہ بود قبلۂ فروع و اصول
منزل جملہ پاک دینان است ۔ ہمہ پاکان درو کنند نزول
بہر تاریخ او وصالی گفت ۔ بیت کل تقی حدیث رسول

سنہ ۹۷۲ ہجری مین یہہ مسجد تعمیر ہوئی - بعد اسکے طاہر خان نے ایک مسجد رفیع الشان وسط شہر مین قریب قلعہ سن ایک ہزار چھپن مین بنا کر دارین مین نیکنامی لی اور نیز اس نے آبادی کو اور ترقی دی یہہ کتبہ طاہر خان کی مسجد کے اوپر کندہ ہے

بعہد حضرت شاہجہان باد ۔ شہ صاحب قران با دین و با داد
بطاہر خان دران وقتیکہ ناگور ۔ ز الطاف و نوازش در وطن داد
بتوفیق حق آن خان جوان بخت ۔ برین تعمیر مسجد یافت ارشاد
بدل گفتم پئے سال بنایش ۔ بگو بنیاد طاہر خان قوی باد

پھر سن ایک ہزار چھہتر مین اورنگ زیب کیطرف سے راجا رائے سنگہ ولد راؤ امر سنگہ کی جاگیر مین مقرر ہوا چنانچہ اس نے کتنے مکانات پر فضا بنائی اور ایک دروازہ عقب مسجد حسین قلیخان کنارہ حوض گدہانی پر سنہ ۱۰۷۹ ہجری مین باہتمام ڈونگرسی کوتوال کے بنا کیا چنانچہ یہہ کتبہ دروازہ پر کندہ ہے وہو ہذا

بنا شد این دروازہ اسلام در عہد ابو المظفر محی الدین محمد شاہ اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ غازی در عمل اقبال و اجلال پناہ شہامت و تہور دستگاہ راجہ رائے سنگہ ولد راؤ امر سنگہ در اہتمام حکومت پناہ ڈونگرسی کوتوال راجپوت گہلوت تاریخ ۲۹ شہر محرم المکرم سنہ ۱۰۷۹ ہجری درگاہ خلاصہ عارفین

ہے کہ خواجہ فخر الدین نے انکا نام ہمنام اپنے برادر خورد کے جو صحبت ابدالو
مین ملکر غایب ہوگئے تھے رکہا تہا قصبہ ناگور یہہ ضلع اب تحت مارواڑ
وجہ اسکی بنیاد کی یہہ ہے کہ راجہ پتہورا کو اس بات کی خواہش ہوئی کہ جا
جہان کی آب و ہوا نہایت خوب اور مرغوب موافق مزاج مویشی کے ہو تجویز
وے چنانچہ اطراف و جوانب کو آدمی عاقل اور ہوشیار واسطے ا ام
اس کام کے روانہ کیے ایک شخص کا گزر اوس جنگل مین جہان اب شہر
آباد ہے ہوا کیا دیکہتا ہے کہ مادہ گاو نے تنومند بچہ جنا ہے اور شیر نر
مقابلہ کر رہی ہے ہرچند کہ شیر متواتر حملہ کرتا ہے مگر مادہ گاو قوی الجثہ
اور چالاکی سے اوسکا قابو چلنے دیتی نہین شخص مذکور جو یہہ تماشا
عجیب و غریب دور کہڑا دیکہہ رہا تہا بمعیت مردان ہمراہی کے شیر کو للکارا آخرکار
شیر نے رم کی اس نے در مراد ہاتہ آنیکے باعث اجمیر کی راہ لی وہان پہونچکر تمام
ے اور شیر کے مقابلہ کی اپنی آنکہون سے جو دیکہی تہی مفصل کہہ سنائی القصہ راجہ
پتہورا نے اوس سرزمین کو پسند کرکے کہ محض ایک جنگل تہا شہر کی بنیاد ڈالی او
قلعہ نہایت مستحکم بنا کر نام اوسکا نوانگر رکہا رفتہ رفتہ کثرت استعمال سے
بناگور ہوگیا بیل یہان کا اور جگہہ کے بیلون سے بمرتبہ بہتر صورت شکل ا
یت خوب ڈیل ڈول بغایت خوش اسلوب قد و قامت مین بہی بلند قوی جثہ
اور تنومند ہوتا ہے الغرض قصبہ مذکور ابتدا مین چندان آباد نہ تہا مگر
مغلیہ مین حسین قلیخان کو اکبر بادشاہ نے جاگیر مین عنایت کیا اور
ایک مکان حاکم نشین اور تالاب لطیف اور مسجد عالیشان وہان بنا کر
رونق اوسکی دوچند کردی پہر دن بہ دن آبادی بڑہتی گئی ابو الفضل او
فیضی یہان کے ہی رہنے والے تہے حسین قلیخان کی مسجد بنا کردہ کے ناصیہ پر

بہی ٹہراتے ہین اور انکے خاندان کا یہہ دستور ہے کہ رانا جب بسند حکومت
پر بیٹہے تشقہ آدمی کے لہو سے اپنے ہاتہہ پر کہینچے اور یہہ بات جو مشہور ہے کہ
اودیپور کے رانا نے اپنی بیٹی کسی بادشاہ کو خاندان تیموریہ سے نہین دی
غلط ہے کیونکہ عالمگیر بادشاہ کے اودیپوری محل ہونے سے ثابت ہوتا ہی
کہ رانا کی بیٹی شاہجہان یا عالمگیر نے ضرور لی ہے اور تواریخ ٹاڈ راجستان
مین بہی یہہ عبارت تحریر ہے کہ دراصل وہ عورت خاندان سیسودیہ یعنی
رانا اودیپور سے تہی اور اغلب ہے کہ وہ رئیس شاہپورہ کی جو ایک شاخ
خاندان میواڑ سے ہے دختر تہی جس وجہ سے بادشاہ نے بسبب قرابت خویشگی
کے ایک شہر آباد کرکے شہر پناہ پختہ بنوائی اور اوسکا نام شاہپورہ رکہا۔
آیندہ العلم عند اللہ اور نیز وقت غالب آنے شاہ دہلی کے جب رانا جنگلو مین
روپوش ہوا اوسوقت پیام خاص اپنی دختر کا بادشاہ سے دیا تہا دیکہو
ٹاڈ راجستان و تزک جہانگیری یا شاہجہان نامہ قصبہ سانبہر اجمیر سے
ستائیس فرسخ سمت شرق یہہ قصبہ ہے نمک وہان کا نہایت مشہور ہے اور
بیشتر کہانے مین بہی وہی آتا ہے شہر کے نزدیک چار کوس لنبا کوس بہر چوڑا
ایک چشمہ ہے پانی اوسکا نہایت کہاری لیکن تاثیر اوسکی یہہ ہے جہان زمین
کو کہود کر پانی سے اوسے بہر دیا اور زمین نے جذب کیا تمام قطعہ اوسکا نمک
آلود ہوجاتا ہے جہان کہود کر اوسکو کنارے پر ڈالدیا اور پانی چہڑکا نمک صاف
اوسمین سے نکل آتا ہے ہر سال کئی لاکہہ روپیہ کا نمک پیدا ہوتا ہے حضرت
خواجہ حسام الدین سوختہ بن خواجہ فخر الدین بن خواجہ معین الدین حسن
سنجری رضی اللہ عنہم اوسی جگہہ آسودہ ہین آپکا مزار شریف سرراہ اجمیر شریف
واقع ہے اخبار الاخیار اور مونس الارواح اور ہدایت المعین مین درج

شریف محوطہ کے اندر لطیف اور نفیس چونا اور گچ کی باہتمام اسمعیل قلیخان بنکر
سکا چار ہزار پینتالیس گز جب بادشاہ نے دولتخانہ اور قصر
آ ناساگرکہ وہان اب شاہجہانی محل موجود ہے بنوایا پہر تو
لت نے سوائے انکے اور بہی بعضے بعضے بادشاہی ارکان
وصلہ کے عمارتین ستہری ستہری دلچسپ اور باغ سرائین
چسپ اور خوب آباد ہوگیا اور اب تو سرکار دولتمدار
اسقدر ہے کہ اگر بلندی سے اس شہر کو دیکہا جاوے
بہر زمین خالی اور سائبان کاہی نظر نہ آوے لطف
بت ہو کہ اس شہر کی کل تعمرات سوائے دولتخانہ اکبر بادشاہ
ہذ القیاس بیرون شہر بہی گنج اور بازار و دیگر تعمیرات
دم ہوگا روز افزون بارونق اور آباد ہوتے
یت معقول نظر آتا ہے اور ریل اور مدرسہ
ن ۔ ۔ ب اور بہی رونق کی امید ہے چیتوڑ مشہور قلعہ ہے اسی صوبہ کے
متعلقات سے اور کوکندہ کہ تابع اوسکا ہے وہان جست کی کہان ہے اور چین لونز
مین تانبے کی لیکن یہہ مقام علاقہ مانڈل سے تعلق رکہتا ہے سابق رانا کے
تصرف مین تہا اکبر بادشاہ نے ایک مدت لڑکر سن نوسو چہہتر ہجری مین اسے
لیا قصہ اوسکا مشہور و معروف ہے زمانہ سابق مین یہان کے رئیسون کو راول
کہتے تہے اب ایک مدت سے رانا کہتے ہین جب سے کہ اون نے رانا منڈور پر
فتح پائی یہہ خطاب پہلے منڈور کے راجہ کا تہا قوم انکی گہلوت ہے اسوجہ سے
کہ انکے دادا نے اپنی بود و باش موضع سیسودیہ مین کی تہی اور سیسودیہ کہلاتے
ہین سوائے اسکے ایک برہمن جو انکا غمخوار تہا اس جہت سے اپنے تئین برہمن

اسکا نام اجمیر کہا گیا اور یہہ شہر سمت دوسو دو راجہ جید ہشتم مین آباد ہوا
زمانہ سابق مین اسکو جیمیر اور جیدرگ اور آدمیر اور اجیا نگر اور
چلو پور بھی کہتے تہے اجیپال کی وجہ تسمیہ ہندی کتابون مین یہہ لکہی ہے
کہ یہہ بکری چرانیوالا تہا بسبب اسکے کہ وہ ایک مرتاض کو جو پشکر کے پہاڑ وغیرہ
رہتا تہا ہر روز دودہ لیجا کر پلایا کرتا تہا اوسکی دعا سے یہہ اس ضلع کا راجہ
ہوگیا اور راجگند پہاڑ پر شہر پناہ بنوائی یہہ نام پدم پوران مین تحریر ہے
اور اوس پہاڑ پر بکریون کے گہرون کے نشان ہین اور وہان کے
مہادیو کا نام اجگند ہے اور اوسکے قریب ہی ایک سورت جو پتہر کی تراشی ہوئی
ہے اوسکو اجیپال کہتے ہین پہلے یہہ شہر اجیپال کی نال مین آباد ہوا پہر نور چشمہ
مین بعد اسکے سن پانسو اکسٹھہ ہجری یعنے روز تشریف آوری خواجہ بزرگ
قدس اللہ سرہ العزیز سے اسکی آبادی جانب شرق بڑہتی گئی اور گوشہ
جنوب وغرب کی کم ہوتی گئی مگر زمانہ جلال الدین اکبر سے تو یوماً فیوماً آبادی
افزون ہوتی گئی اور وجہ اوسکی یہہ تہی کہ اکبر بادشاہ حسن عقیدت سے
بسبب پیدا ہونے جہانگیر کے فتحپور سے سن نوسو ستتر ہجری مین تاریخ چودہوین
شعبان روز یکشنبہ کو پاپیادہ روانہ ہوا چنانچہ باب دوم کی پہلی فصل مین
بہ تشریح ذکر اوسکا تحریر ہوگا۔ کوس کوس کے فاصلہ پر اکبر آباد سے اجمیر شریف
تک ایک ایک کنوان اور منیار ایسے ہی چاہ اور منیار آگرہ سے لاہور تک بنائے
گئے جنمین سے اکثر اب بھی باقی ہین بنوائے ابتک بعض بعض جگہہ موجود و قائم
ہین پہلے اس شہر کے گرد فصیل نہ تہی جب جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے شاہزادہ
مراد پیدا ہوا سلطان مذکور نے شہر پناہ اجمیر کے بنوانے کا حکم دیا چنانچہ تین
سال کے عرصہ مین عمارات قلعہ و دولتخانہ شاہی اور مسجد اکبری واقع د

تربوز خربوزه جامن چکوتره سیب شہتوت شریفه فالسه کهرنی کیله
کرنا کهجور گنا سفید اور سیاه گوندی ناشپاتی کمرکهه نارنگی ترکاریون
آلو اروی کدو بهنڈی بتهوا بن کریله گوبهی پیاز پالک توری
چقندر چوکا چونلائی لوبهیا چچینڈا رتالو سانگری سیم سویا سلاد
شکرقند شلغم کرم کلا کولا کریله ککوڑا کچنار ککڑی کهیره گاجر گانٹهه
گوبی گوار کی پهلی مولی میتهی ہاتهی چک پهولونمین گلاب کیوڑا موتیا
رابیل مده مالتی جوہی لاله نافرمان سورج مکهی گیندا گل عباس
داودی گل مهندی مدن بان مولسری چنبیلی کیتکی شبو ریحان
بیلا موگرا گل دوپهریا چاندنی عشق پیچا سنبل نرگس سیوتی اور
اقسام کے نئے نئے خوشرنگ پهول ولایتی اور پہاڑی ہوتے ہین ادویات
بهی یہان کے پہاڑ اور سواد مین اکثر ہوتی ہے چنانچه افتیمون بهون پهلی
برم ڈنڈی بسکهپرا تان گوکهرو بابونه شیطرج راج ہنس شاہترہ
ہرن سنگهی تره تیزک کاکڑا سنگهی نیلوفر بیدانجیر گل خیرو خرفه کاسنی
گورکهه منڈی سرسون سرپهوکه مقل تخم ریحان فرید بوٹی سنگهاولی
دودی چوہا کنی تخم کتان موصلی سفید موصلی سیمل بجرونتی رتن جوت
سامکا اولی پودینه صحرائی لجونتی اوندہا پهولی بجاری قند گهونگچی
املتاس کی پهلی کندش سماق سپستان بادیان گلو سعد کوفی
نبازی زیره سفید اجواین سلاجیت نرگنڈی کالی نکد وغیره
اجمیر کی وجه تسمیه یه ہے که زمانه گزشته مین اجیپال نامی ایک راجه
ہوا ہے اوس نے پہاڑ پر شہرپناه بنواکر پہاڑ و نین شہر آباد کیا جو که زبان
سنسکرت مین پہاڑ کو میر کہتے ہین اور بانی کا نام اجیپال تها اسلئے

مرہٹون کی عملداری رہی سن اٹھارہ سو اٹھاسی کے آغاز مین مرہٹون نے
یہہ ضلع حوالہ سرکار دولتمدار انگریزی کر دیا - ابتدا ر عملداری انگریزی مین ایک
تحصیل اجمیر کی مقرر ہوئی اور کل دیہات خالصہ و جاگیر و استمرار متعلق ایک
تحصیل کے رہے جب باہتمام کرنیل ڈکسن صاحب بہادر مرحوم تعمیر تالابون کی
شروع ہوئی اور ایک تحصیلدار سے انصرام کل کام کا غیر ممکن تصور ہوا رام سر
اور راجگڈھ دو تحصیل اور مقرر ہوئین اسوقت سے تین پرگنہ اجمیر رام سر راجگڈھ
مقرر ہوئے - اس ضلع مین دیہات خالصہ کی دو قسم ہین - اول وہ دیہات
خالصہ جنکا حاصل سرکاری قابل کمی بیشی کے ہے دوام علاقہ استمرار جسکا حاصل
برائے دوام مقرر ہے اور کم و بیش ہونیکے لائق نہین ہے علاقہ استمرار سابق
سے پرگنات ذیل پر منقسم ہے پرگنہ بہنایہ پرگنہ مسعود آباد پرگنہ بیسانگن پرگنہ
نساور پرگنہ کیکڑی کہروہ یہہ پرگنہ بندی عہد جلال الدین محمد اکبر بادشاہ مین
ہوئی تہی - دیہات جاگیر کا کوئی جدا پرگنہ نہین ہے کل دیہات جاگیر ابتدار
عملداری انگریزی سے تعلق تحصیل اجمیر رہے ہین - پرگنہ اجمیر کے تحت دو جنوبی
پرگنہ پشکر اور گنگوانہ اور پرگنہ رام سر کے ماتحت پرگنہ سرنیگر مشہور ہے وجہ
تسمیہ ان کی یہہ ہے کہ ان مقامات پر تہانجات پولس مقرر تہے لہذا جو دیہات
متعلق ان تہانون کے تہے وہ حلقہ تہانہ کا بنام نہاد پرگنہ معروف ہوا -
مردم شماری جو ۱۸۷۲ء مین ہوئی اوسکے نتیجہ سے واضح ہوتا ہے کہ کل ضلع
اجمیر مین جسکے اندر مگرہ میرواڑہ بہی شامل ہے تین لاکھہ تیس ہزار بتیس نفر شمار
مین آئے - قصبہ ہذا مین پیداوار گلاب و نیشکر و ترکاریات ہر قسم و جو و گندم
و موٹھہ و مونگ کی زیادہ ہوتی ہے میوہ جات مین انار انگور سفید انگور سیاہ
امرود انبہ انجیر آلوچا آڑو چکوتا اور گول بہی بجورہ بیر پیوندی

زیادہ ہوگئی شہر کے باشندے تخمیناً چالیس ہزار ہین - الحضر یہ شہر کثرت باغات
وشادابی وآبادی سے علاوہ شہر جیپور کے ملک مارواڑ مین سب شہرون پر
ترجیح رکہتا ہے بمبئی سے براہ مئو ونیمچ چہ سو ستر میل اور دہلی سے دوسو
اٹہاون میل اور اکبرآباد سے دوسو اٹہائیس میل کا فاصلہ رکہتا ہی اگرچہ
ہر ایک رُت مین طرح طرح کے پہول خوشرنگ وضع وضع کے میوے ہوتے
ہین مگر ہر قسم کے پہولونمین چنبیلی اور گلاب اور موتیا یہان کا عمدہ مشہور ہے
موسم بہار مین ہر روز نواح شہر کے باغات وقطعات مین افراط سے پہول خوشرنگ
اور پاکیزہ اوترنے کے باعث اکثر اوقات شہر خوشبوے گلاب سے مہکا کرتا ہے
شباب موسم پر چار پانچ روپیہ من فروخت ہوتے ہین راجپوتانہ کے گندہی یہان
اکثر مہینے ڈیڑہ مہینے رہتے ہین اور عرق وعطر گلاب نکالتے ہین پہلیل بہی
یہان کا دور دور لوگ بطریق تجارت وتحفہ لیجاتے ہین اور منافع خاطرخواہ
اوٹہاتے ہین سنہ ۵۸۸ ہجری سے یہ ضلع زیر حکومت دہلی کے سلاطین بادشاہ
کے رہا بعہد محمد شاہ بادشاہ فردوس آرامگاہ راجہ سوائی جے سنگہ یہان
صوبہ رہا - بعد ازان بارہ برس تک ابہے سنگہ و دیگر راجگان جودہپور کے
صوبہ یا قبضہ مین رہا سن سترہ سو چون عیسوی مین جھنکوجی سیندہیہ نے راجہ
جودہپور سے خون بہا آپاجی مرہٹہ مین جو ہنگام جنگ بمقام ناگور دغا سے
مارا گیا تہا ضلع اجمیر لے لیا - تینتیس سال تک مرہٹون کے قبضہ مین رہا
پہر سن سترہ سو تاسی عیسوی مین مہاراجہ بجے سنگہ والی جودہپور نے مہاراجہ
جیپور سے متفق ہو کر عمل مرہٹون کا اوٹہا دیا اور اونکا عمل تین سال تک
رہا سن سترہ سو نوے عیسوی مین مہاراجہ مادہوجی سیندہیہ نے فوج کشی کرکے
راجہ جودہپور کو شکست دی اور اجمیر پر قبضہ کر لیا اوس برس سے تا بہ آخر سنہ ۱۸۱۸ء

مستند سے یہہ ہے کہ سلطان شہاب الدین غوری نے بعد شکست دینے راے
پتہورا کے بتخانہ راجہ اندرسین واقع اجمیر کو جسکا ذکر باب دوم کی دوسری فصل مین
مفصل مرقوم ہے مسمار کرکے خانۂ خدا بنایا اور بمدت ایک سال تک بتولیت
ابوبکر بن احمد کار تعمیر جاری رہا اور دس ہزار ہندؤن کو اوسی سن مین بمقام
اجمیر کہ اولاد اونکی ابتک بلقب دلیسوالی اجمیر مین مشہور ہے مسلمان کیا اور ماہ و سال
اوس مسجد کی محراب پر کندہ کرایا کہ جو ابتک موجود ہے تعجب ہے کہ ابوالفضل سا علامہ
باوصف ہمہ دانی کے ایسی روایت غلط کو اپنی تصنیف مین بلاتحقیق نقل کرے
الانسان مرکب من الخطاء والنسیان الغرض راجہ جیدہشٹر سے لیکر راے پتہورا
تک ایک سو بیس راجاؤن نے چار ہزار چار سو آٹھہ برس سلطنت کی پھر ہر ایک نے
منزل عدم کی راہ لی ایام سلطنت راجہ پتہورا کے اونچاس برس ہوتے ہین غرض
راجہ پتہورا کے مارے جانے کے بعد ہندوستان کی حکومت ہنود سے گئی اور سلاطین
اسلام کے ہاتہہ جا پڑی بعد از فتح ہند سلطان شہاب الدین غوری نے قطب الدین
ایبک اپنے ترک غلام کو نائب سلطنت ہند کیا اور آپ براہ سوالک اکثر محال کوہستا
غارت کرتا ہوا غزنین پہونچا ادہر ملک قطب الدین سرانجام ملک گیری مین سرگرم ہوا
تہوڑے دنون مین قلعہ جات کول میرٹھہ و گوالیار و بدایون اور دوسرے
قلعہ فتح کرتا ہوا جانب گجرات گیا اوس ملک کو تاخت و تاراج کرکے فتح و نصرت سے د
مین آیا جب خبر مقتول ہونے سلطان شہاب الدین کی سنی تاریخ گیارہوین
سن چہہ سو تین ہجری کو شاہ غزنین سے فرمانروائی ہند کی اجازت پاکر سکہ و خ
اپنے نام سے رواج دیکر سریر آرا سلطنت کا ہوا مسلمان بادشاہونمین سب سے
یہی بادشاہ دہلی مین تخت نشین ہوا حضرت سید السادات سید حسن مشہدی ال
خنگ سوار کہ سلک اولیاء اللہ سے انتظام رکہتے تہے اور عم بزرگ وار

دمسازی کرنے لگا ایک دن بمشورت پتھورا کے تیر لگانے کی تعریف بادشاہ کے روبرو
یہانتک کی کہ وہ بمرتبہ مشتاق ہوا اور اوسکو بلوا بھیجا بلکہ اوسی وقت اجازت تیر اندازی
کی بہی دی راے مذکور نے تیر و کمان اوٹھا لیا اور ایک تیر اوسن نشانہ ناوک
تقدیر کے ایسا مارا کہ کام اوسکا تمام ہوا اوسی وقت بادشاہی نوکرون نے
بہی راجہ کو چاند بھاٹ سمیت مار لیا مگر یہہ بہی معمولی غلط بیانی ہے اور محض بے اصل
ہے اسلیے کہ فارسی تواریخون مین پتھورا کا مارا جانا جیسا کہ پہلے بیان ہوا تلاوڑی
کے میدان جنگ مین لکہا ہے اور سلطان شہاب الدین کا قتل ہونا بعد مدت چودہ
سال کے فدائی نام ککہڑ قوم کے ہاتہ سے دریاے اٹک پر چنانچہ لب التواریخ سے
منقول ہے کہ سلطان شہاب الدین ابو المظفر بن سام بن حسین بعد فوت ہونے
اپنے بہائی کے بادشاہ ہوا مدت چار سال تک اس نے شمع عدالت سے جہان کو
منور کیا آخر اثناے راہ مین ہندوستان سے لوٹتے وقت تاریخ تیسری شعبان کو روز
سہ شنبہ کہ سن ہجری چہہ سو دو تہے درمیان نماز کے فدائی ککہڑ کے ہاتہہ سے چراغ
حیات اوسکا باد صرصر اجل سے بجہہ گیا تاریخ وفات سلطان کی یہہ ہے۔

٦٠٢ھ

شہادت ملک بحر و بر شہاب الدین	کز ابتداے جہان مثل او نیامد یک
سیوم زغرہ شعبان بسال ششصد و دو	فتادہ در رہ غزنین بمنزل دمیک

اور مفتاح التواریخ مین بہی کہ اوسکا مؤلف ایک صاحب انگریز ہے مرقوم ہے
کہ منزل دمیک مین جو ایک گاؤن توابع غزنین سے کنارہ نیلاب دریاے مشہور
اٹک پر قریب پشاور کے واقع ہے فدائیان ککہڑ کے ہاتہ سے قتل ہوا تاریخ شہادت
الفاظ صاحب الشریر سے نکلتی ہے حاصل یہہ کہ روایت چاند محض بے اصل ہے
چنانچہ قول راقم واسطے تردید کلام ابو الفضل مؤلف اکبرنامہ و دیگر نسخہ جات
ہندی اور تائید مضمون تواریخ اول الذکر و لب التواریخ کے ایک عمدہ سند

ظاہر بظاہر میری زبان سے نکلے اور سوچنے لگا کہ خدا جانے کیا ہونیوالا ہے
ونانے جواب دیا کہ خدا تمہیں فتح نصیب کرے اور نیکنامی حاصل ہو۔ او
فتاب قوم چوہان کس نے تمہاری برابر شان وشوکت حاصل کی ہے موت سی
و انسان ہی نہیں بلکہ دیوتا بھی نہیں بچتے ہیں موت تو اونکو بھی ضرور آتی
ہے سب پرانی پوشاک کو بدلا چاہتے ہیں۔ نیک نامی سے مرنا حیات جاودانی حاصل
کرنا ہے اپنا کچھہ خیال نکرو بلکہ دلکو بطرف حیات ابدی مایل کرو۔ راجہ نے کبیشر
کو طلب کیا اور اوس نے آنکر اوس خواب کی تعبیر بیان کی۔ گرو نے ایک منتر لکھکر
رائے پتھورا کی پگڑی میں رکھا ایک ہزار پیتل کے برتن دودھ سے لبالب چاند
سورج دیوتا کے نام پر چڑھائے گئے اور بہت سی خیرات ہوئی۔ دس سانڈ زمین
دیوتا کے نام پر قربان کئے گئے جب یہہ ہو چکا پرتھی راج نے غسل کیا اور تلسی کی
ڈالی اپنے خود میں رکھی اور سالگ رام گلے میں لٹکایا اور زرہ بکتر میں گزرو
پوشاک پہنی اور مور سر پر باندھا مہارانی نے نگاہ حسرت آمیز سے راجہ کو دیکھا اور
اپنے ہاتھہ سے زرہ کے بند باندھے اور اپنے بالونکے چھلے راجہ کے ہاتھوں میں
پہنائے اور کہا کہ دنیا میں یہہ آخری ملاقات ہے اب ہم تم بہشت آفتاب میں ملاقات
کرینگے الغرض راجہ پتھورا فوج لیکے نکلا اور راجہ جے چند نے بھی اوسکا ساتھہ ندیا
بلکہ سلطان کا شریک ہوا بلکہ لکھا ہے کہ سلطان کو اشتعالک اور وعدہ کمک دیکر
اسی نے بلایا تھا یہہ بد انجام آپس کی پھوٹ اور نفاق کا ہے القصہ شعلہ جدال و
قتال بھڑکا راجہ پتھورا کا دل بجھہ گیا آخر سلطان کے رفیقوں نے اوسکو پکڑ لیا
اور سلطان اسکو قید کرکے غزنین لے گیا جب چاند بادفروش نے حقیقت حال
سے اطلاع پائی غزنین کی راہ لی آخر وہ سلطان کی ملازمت حاصل کرکے مورد
الطاف کا ہوا بعد اسکے پتھورا کی بھی خدمت میں پہونچا اور زندان میں اوسکی

اور قریب مرتبہ اونکا مقابلہ اور بیاہ کالی ندی پر ہوا ہے اسلئے گوگر گھاٹی کا گونگرو نام ہے
وجہ تسمیہ غلط ہے قصہ مختصر آپ بہولنے اون نازنین کو دولتسرا مین جا اوتارا اور اسکے واجب
مین ایسا گرفتار ہوا کہ ملکی مالی کار و بار سے دست بردار ہوا جب ایک برس اسیطر
را سلطان شہاب الدین غوری کو بہی یہہ خبر پہونچی پہلے تو اوس نے راوی چند
ساتہہ دوستی کی بنا ڈالی اور بیر بکرماجیت کے بارہ سو تینتیس سن مین ہجری
بہی اوسوقت پانسو اٹہاسی اور سن عیسوی گیارہ سو چہہتر تہے سلطان مذکور آٹہوین
مرتبہ ایک لشکر عظیم جمع کر ملک گیری کے ارادہ سے دہلی کیطرف متوجہ ہوا بلکہ بہت
ل لے لیے اوسوقت کسی کو اتنی جرات نہوئی کہ راجہ سے اس امر کی اطلاع کرے
اخرار کان دولت نے مشورت کرکے چاند ابہاٹ کو حرم سرا ے مین بہیجا کہ اون
یہہ حقیقت کہی تا وہ راجہ تک پہونچا دے چنانچہ راجہ مطلع ہوا لیکن کئی مرتبہ
ن پر فتحیاب ہوچکا تہا اوسکو کچہہ چیز نہ سمجہا اور بسبب غرور و نخوت و عیش و
خاطر مین نہ لایا مگر وہ نازنین اس عیش و عشرت کو چہوڑ کر جوگن ہوگئی اور
اپنے خاوند کو قسم دلاکر کہنے لگی کہ نیکنامی اور شہرت حاصل کرنیکے لیے جان دینا
اس باب مین ذرا پہلو تہی نکرنا مین بہی تمہارے ساتہہ بہشت مین جاونگی اگرچہ
وس عورت مردانہ سیرت کی بہادرانہ گفتگو کا حال کہ بہت طویل ہے جیسا کہ چاہیے
معرض بیان مین نہین آسکتا ہے لیکن اوسکے کبیشر کا بیان جو نظم مین لکہا ہوا ہے
یہہ ہے وہ خبر حملہ کو بطور خواب بیان کرتا ہے یعنی پرتہی راج اوسکو اسطرح سمجہانا
کہنے لگا آجکی رات جب مین سویا ہوا تہا ایک عورت نے کہ مثل پری خوبصورت
میرا بازو پکڑ لیا تب اوس نے مجہپر حملہ کیا۔ جب تم اوس سے لڑائی مین مصروف
تہے ایک بڑا قوی ہیکل ہاتہی جوش غضب مین بہرا ہوا مجہپر گرا اسمین آنکہہ میری کہل
اور نیند اوچٹ گئی دل میرا دہڑکنے لگا اور ہونٹ کانپنے لگے اور بدشواری

سمت ۱۲۳۳
سنہ ۵۸۸ھ ۱۱۷۶ء

اسوقت کل ہندوستان کے راجاؤن مین غالب تہا قتل ہوا لیکن اکبرنامے
کے دفتر مین اور بعض اور ہندی نسخون کے بیچ یون تحریر ہے کہ راجہ بکرماجیت
چار سو انتیس سن مین راجہ اننگپال تنور نے بادشاہ ہو کر اندرپست کے قریب
دہلی بسایا اور اوسکی اولاد سے بیس شخصون نے چار سو انیس برس ایک مہینے
ستائیس روز نقارہ سلطنت کا بجایا آخر الامر اوسکے سبب پر تہی راج نام سپوت
سلطنت مین مسند نشین ہوسکے لڑا اور کام آیا غرض بکرماجیت کے آٹہہ سو اڑتالیس
سن مین سلطنت تنور کی قوم سے نکلکر چوہانون کے قبضہ مین گئی راجہ بلدیو چوہان
اور اوسکی اولاد سے سات شخصون نے تین سو چھیاسی برس سات مہینے بادشاہت
کی جب بلدیو کے ساتوین پوتے کو کہ جسکا نام پتہورا تہا نوبت حکومت کی پہونچی
سلطان شہاب الدین غوری نے سات مرتبہ ہندوستان پر یورش کی اور لڑا لیکن
ہر مرتبہ شکست کہاکر پہر گیا باوجود اسکے مملکت ہند کے لینے کی تدبیرین اکثر اوقات
رہتا تہا پر کچہہ بن نہ پڑتی تہی اسی اثنا مین راؤ جی چند راٹہور قنوج کا راجہ اکثر راجاون
پر غالب ہوا بنا بر اسکے جگ راجسو کے بجا لانیکا اس نے قصد کیا غرض راجہ مذکور نے
سامان و سر انجام کو اسکے ارشاد فرمایا ساتہہ اسکے یہہ بہی ارادہ ہوا کہ اس مجلس مین
اپنی بیٹی کو کسی بڑے راجہ کے ساتہہ بیاہے اسلیئے راؤ جی چند نے ہر ملک کے راجہ
بلوائے پتہورا نے بہی بموجب اوسکی طلب کے ارادہ قنوج جانیکا کیا ناگہان اوسکے
متوسلون مین سے کسیکے مونہہ سے یہہ بات نکلی کہ مہاراج کے ہوتے ہوئے اس جگ کا
قصد راؤ جی چند کرے تعجب ہے اور آپکا شریک ہونا اوس جگ مین زیادہ تر عجب ہے
سنکر راجہ آگ ہوگیا اور بارادہ جنگ چڑہہ دوڑا راجہ جی چند بہی اس خبر کو سنتے ہی
پیچ و تاب کہانے لگا الا جو ساعت معینہ جگ کے قریب تہی وقفہ کیا اور ایک
سونیکی ہمشکل پتہورا بنواکر دربانونکی طرح دروازہ پہ بٹہادی رای پتہورا جب اس

ابتک مینے صورت اونکی نہین دیکہی جب تک مخالف سے انتقام نہ لونگا عیش و
آرام حرام جانتا ہون پیر غوری نے عرض کیا کہ عزم شاہ کا عین مصلحت ہی لیکن
امیدوار ہون کہ اول امرائے معتوب کا قصور معاف فرمایا جاوے اور اجازت
حضوری کی دیجاوے بادشاہ کو یہہ صلاح پسند آئی امیرون نے باریابی کی
اجازت پائی ہر ایک کو خلعت دیا اور قوام الملک رکن الدین حمزہ کو بطور ایلچی رائے
پتہورا کے پاس بہیجا اور نامہ مین یہہ پیام لکہا کہ اسلام اور اطاعت قبول کر سفیر
مذکور بعد طے مراحل رائے پتہورا کے پاس پہونچا اور نامہ شاہی حوالہ کیا رائے پتہورا
مضمون نامہ کا سنکر آگ ہوگیا باتفاق کہانڈے رائو اور ڈیڑہ سو
ٹہاکر و سردار و راجہ راجپوت کے تین لاکہہ سوار جرار سے مع تین ہزار جنگی ہاتہیون کے
کوچ کرتا ہوا تہانیسر کے پاس تلاوڑی کے میدان مین فوج لیکر پہونچا جین مورچال
طیار ہوئے اور تین ہزار سات سو شجاع اونکی حفاظت کے لئے مامور ہوئے ادہر
سلطان نے بہی اپنی فوج کے سردارونکو حکم درستی میمنہ و میسرہ قلب و جناح و ساقہ
و کمینگاہ کا دیا وقت سحر دونون لشکرونکا مقابلہ ہوا کبہی تو ترکان تہور شعار جرات
کرکے ہندوستانیوں پر غالب آتے تہے اور کبہی فوج راجہ پتہورا کے نامور دلاوری
اور دلیری کرکے ترکون پر زور دیتے تہے الغرض سحر سے تا بہ نماز عصر معرکہ جنگ
مین دلاوران فوج رائے پتہورا خوب ٹوٹ ٹوٹ کر لڑے آخر الامر بادشاہ نے
نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ کی زرہ پہن خود تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ سر پر رکہا اور بارہ ہزار
سوار منتخب سے فوج حریف پر جا پڑا ایک طرف سے خرمیل سپہ سالار نے فوج رائے
پتہورا پر حملہ کیا فوج ہندوستانی تاب حملون ترک کی نہ لاسکی عار فرار کو اپنے اوپر
گوارا کرکے بہاگ نکلی کہانڈے رای مع راجگان ہمراہی کشتہ ہوا راجہ پتہورا بہی
بہاگا مگر چونکہ قضا اسکی دامنگیر تہی یہہ بہی پکڑا گیا اور بخاری تمام اسیر ہوا راجہ

کھانڈے راے نے ہاتھی کو آگے بڑہایا بادشاہ نے بھی گھوڑے کو اوڑاکر
نیزہ کھانڈے راے کے موہنہ پر مارکر زخمی کیا مگر کھانڈے راے نے بھی سلطان کے
بازو پر برچھا مارا قریب تہا کہ بادشاہ خانہ زین سے فرش زمین پر گرجاوے اوسوقت
ایک جوان خلجی جست کرکے بادشاہ کے پیچھے گھوڑے پر جا بیٹھا اور لڑائی مین سے
لے نکلا مگر طرز کلام زین المآثر سے ایسا واضح ہوتا ہے کہ جب شہاب الدین زخمی
ہوا اور صدمہ زخم سے غشی اوسپر طاری ہوئی گھوڑے سے گرا مگر بسبب بیہچانی
کر کوئی شخص متوجہ اوسکا نہ ہوا اس عرصہ مین رات ہو گئی قریب پہر رات گزرے
جماعت غلامان ترک کی بہ تلاش سلطان نکلے میدان جنگ مین درمیان
مقتولونکے ڈہونڈہنے لگے سلطان نے اپنے غلامونکی آواز پہچانی اور اونکو
اپنے حال سے مطلع کیا غلامان شاہی نے اوپر سلامتی جان بادشاہ کے خدا کا
شکر ادا کیا اور نوبت بہ نوبت کندہے پر بٹہا کے تمام رات راہ طے کی علی الصباح بیس
کوس کے فاصلہ پر لشکر مفرور ملا القصہ راے پتہورا نے آکر قلعہ بھٹنڈا کا محاصرہ
کیا ملک ضیاء الدین تولکی ایک سال اور تیرہ ماہ تک محصور رہا آخر صلح کرکے قلعہ
راے مذکور کے حوالہ کیا سلطان شہاب الدین غوری نے امراے لشکر کو جنکے سبب سے
شکست ہوئی تھی طرح طرح کی تکلیفین دین اور اس شکست کے رنج سے راحت و
آرام بادشاہ کو حرام ہو گیا درپے انتقام لینے کا ہوا آخر سن پانسو اٹھاسی ہجری
مین ایک لاکھہ اور ساٹھ ہزار ترک تاجیک اور افغان کی جمعیت سے جانب ہندوستان
روانہ ہوا جب پشاور مین پہونچا ایک شخص نے پیران غور سے عرض کی کہ فدویان
جان نثار کو عجب طرح کا خلجان ہو رہا ہے یعنی مافی الضمیر حضور سے آگاہی نہین کی
کہ آیا کیا قصد آپکا ہے اوسوقت بادشاہ نے حقیقت جنگ سابقہ بیان کی اور
کہا کہ جس روز سے بسبب کم ہمتی امراے خلیج فوج شاہی نے شکست اوٹہائی ہے جب سے

بربادی سلطنت ہنود کا باعث ہوئی جب پرتھی راج تخت دہلی پر بیٹھا جی چند
صرف اوسکی بزرگی کا ہی انکار نہ کیا بلکہ خود دعوی تخت دہلی کا پیش کیا۔
تاریخ آرایش محفل مین لکھا ہے کہ جب بادشاہ حقیقی کا ارادہ یہہ ہوا کہ راے
پتھورا بیراٹھہ کا والی جو ہمیشہ جیون سنگہ راجہ سے امیدوار رہتا تھا
اتنی بڑی سلطنت کا ہو جاے اور ایک مملکت وسیع اسکے قبضہ مین آئے
راجہ جیون سنگہ نے بسبب درپیش ہونے کسی مہم کے تمام سردارون کو
سمیت کوہستان سوالک کیطرف کہ اسکے جد و آبا کا وہی مسکن تھا بہیج دیا او
آپ کتنے مصاحبون سے دار السلطنت مین رہا راے پتھورا اوسے تنہا او
غافل جانکر ایک لشکر عظیم سے یکایک آن پہونچا راجہ جیون سنگہ نے جو دیکھا
سامان جنگ کا مطلقا نہین اس جماعت قلیل سمیت کوہستان دشوار گذار کیطر
بہاگا آخر وہین پیمانہ عمر اوسکا لبریز ہوا اور راے پتھورا شادیانے فتح کے
بجوا کر تخت سلطنت پر بیٹھا جب پندرہ برس اوسکی سلطنت پر گزرے سن پانسو
ستاسی ہجری مین شہاب الدین غوری مقام غزنین سے بقصد تسخیر ہندوستان
روانہ ہوا اول قلعہ بھٹنڈا کو جو تختگاہ ایک راجہ کا تھا فتح کرکے ملک ضیاء الدین
تولکی کو بائیس ہزار سوار سے قلعہ کی حفاظت کو چھوڑا اور ارادہ غزنین کا کیا۔
اتنے مین جاسوس نے خبر دی کہ راے پتھورا اجمیر کا والی اور کھانڈے راے
ان دہلی متفق ہوکر ایک لشکر عظیم ساتھ لئے ہوئے چلے آتے ہین یہہ خبر سنکر سلطان
شہاب الدین غوری نے اگرچہ قلیل فوج اسوقت اسکے ہمراہ تھی مگر فوج کو ساز
سامان سے آراستہ کیا الغرض غزنین کی فوج کا مقابلہ ہوا عین کارزار مین
بادشاہ نے دیکھا کہ امراے خلیج جو افسر لشکر کے تھے پس پا ہوئے بادشاہ نے بانفا
لشکر یا تنہا نیزہ کے حملہ کیا اور ایک زلزلہ کی فوج مین ڈالا سپہ دار دہلی یعنی

ثابت ہے - وجہ تسمیہ ...

مسلمان ہوکر خراسان چلا جانا ہندی تاریخون مین ثابت ہے - وجہ تسمیہ ...
...سلمان ہوکر خراسان چلا جانا ہندی تاریخون مین ثابت ہے - وجہ تسمیہ ...

مسلمان ہوکر خراسان چلا جانا ہندی تاریخون مین ثابت ہے

کی یہہ ہے کہ یہہ نام ایک مشہور پہاڑ قربانگاہ اہل ہنود یعنی بل کرنیکا اوپر جلد

غزنی متصل کالک جو شہر کے جیپور سے قریب بیس میل کے فاصلہ پر سمت اجمیر

ہے القصہ سلطان محمود غزنوی نے شہر اجمیر فتح کرکے سالار ساہو کو بطور نیابت

ملک مفتوحہ سپرد کیا چنانچہ سن چار سو چار ہجری مین سالار ساہو نے سالار

سنہ ۴۰۴ھ

مسعود غازی کے پیدا ہونے سے بہت خوشی کی اور قریب اجمیر ایک شہر بنام

مسعود آباد آباد کیا بیس برس تک اس ملک پر مسلمانون کا تسلط رہا مگر پھر یہان

... ہانون نے بعد شہید کرنے سالار مسعود غازی کے اپنا قبضہ کرلیا اور ساز تگ...

دیو کو تخت سلطنت پر بٹھایا مگر اس نے کچھہ لطف سلطنت کا نہ اوٹھایا سن صغیری ملک عدم کا

رستہ لیا - بعد اسکے آنا دیو بن راجہ بیسلدیو نے حکومت کی اور آناساگر تالاب

اجمیر مین بنایا جسکا بیان باب دوم کی تیسری فصل مین ہے بعد اسکے عدم کی راہ

لی پھر جیپال راجہ ہوا آخر ملک فنا کا راستہ لیا بعد اسکے انند دیو جسنے

تالاب پہکر کا باندہ باندہار راجہ ہوا پھر غرق بحر نیستی ہوا - بعد اسکے سمیسر دیو برابر لڑائی

کرتا رہا آخر ملک بقا کو کوچ کیا اسکی شادی ساتھہ روکا بائی دختر اننگ پال تنور

راجہ دہلی سے ہوئی تھی چونکہ اننگ پال راجہ قنوج کے حملون سے محض بامداد

سومیسر دیو محفوظ رہا اور اپنے راج پر قایم - بجلدوے اس احسان کے راجہ تنور

نے اپنی لڑکی کی شادی اوس سے کردی اور اوس سے پرتھی راج پیدا ہوا -

غالبًا آٹھہ یا چودہ برس کی عمر کا تھا جو تخت دہلی پر جانشین ہوا - جے چند

قنوج کا راجہ اور پرتھی راج دونون اننگ پال کے نواسے تھے - بیجے پال والد

راجہ جے چند اور سومیسر دیو دونون داماد راجہ اننگ پال تنور فرمانروا دہلی کے

تھے اس سبب سے چوہان اور راٹھوڑ مین رقابت پیدا ہوئی اور ان دونون کی عداوت

اسلئے کہ لبوڑا صرف احاطہ جھیل تک جانا بیان ہوا ہے وہ تو جھیل ہے اور
اوسکی دور تک علاقہ مین ہوئی ہوگی - یہہ غلط مضمون خانہ ساز کبیشر کا شاعرانہ
بے عقلی کا ہے الغرض سن پچانوے ہجری مین نشان اہل اسلام کا جہنڈا
تارا گڈہ پرا وڑنے لگا جہان صداے ناقوس تہی وہان نعرہ اللہ اکبر کا بلند
آوازہ ہوا بعد چند سال کے پہر اجمیر چوہانون نے لے لیا اور راجہ بہر
ناصر الدین سے مقابلہ کرکے اوسکو شکست دی لہذا خطاب اوسکا سلطان
ہوا بعد ہرس راج کے بیر بیلن دیو قلعہ کشائی اور ملک آرائی مین معروف
رہا مگر ہنگام حفاظت اجمیر بمقابلہ سلطان محمود غزنوی قتل ہوا - پہر بیسلدیو
سمت ایکہزار چہیاسٹھ مین راجہ ہوا اکثر راجگان ہند اوسکو اپنا پیشوا اور سر
نتے تہے ایک لشکر عظیم سے جسمین اکثر ہندوستان کے راؤ راجہ نامی نامی ہو اور
چیدہ بہادر موجود تہے سلطان محمود غزنوی کے مقابل ہوا سات روز
معرکہ جدال و قتال گرم رہا بیسلدیو کی فوج آٹھوین روز رو بفرار لائی فوج
شاہی قلعہ تارا گڈہ پر چڑہ گئی بیسلدیو گرفتار ہوا سلطان نے اسکے قتل کا حکم دیا
راجہ بیسلدیو نے اوسوقت مذہب اسلام قبول کرنے سے جان بخشی پائی
موصوف نے بوجہ قبول کرنے دین اسلام کے ملک مفتوحہ بہی اوسکو عطا فرمایا
اس نے منظور نہ کیا اور سلطان سے کہا کہ سواے ایزد پرستی کے اب اور
آرزو نہین ہے آفرین راجہ بیسلدیو کی ہمت پر جس نے دنیای دون سے
ہاتہ اوٹہا حق سے لو لگا لی اور بہ نیت گوشہ نشینی مقام بلند یعنے ڈہونڈ پر
اوس نے بود و باش اور عزلت اختیار کی بعد فوت ہونے کے اوسی مقام پر
مدفون ہوا قبل اسکے اسیطرح ایک اور نامی راجہ ہندو بہی مسلمان ہوا اور پہر سلطنت
دست بردار ہو گیا ہے یعنی باپا راول سورش رانا اودے پور والی چیتور جسکا

فوج اسلام آراستہ ہوئی اور بلباس سوداگرونکے گہوڑے روانہ ہوئے اور
اونہون نے اجمیر پہونچکر حالت بے خبری مین دولہا راے اور اسکے فرزند پر
حملہ کیا اور اونکو قتل کرکے قبضہ اور پیر قلعہ گڑہ بیٹلی کے کرلیا مانک راے برادر
دولہا راے بروقت قتل ہوجانے اپنے بہائی کے اجمیر سے سانبہر کیطرف بہاگ
گیا اس سال کا ثبوت ہندی دوہرہ مین کبیشر چاند نے اپنی کتاب مین لکہا ہے

سمت ۷۴۱

بخوبی ہوتا ہے دوہرہ سمت سات سو اکتالیس مالت پانے بیس - سانبہر آیا
تاتی سرس مانک راے سرپس - وجہ تسمیہ سانبہر بقول کبیشر یہہ ہے کہ جسوقت مانک راے
اپنے مخالف کے تعاقب سے پناہ ڈہونڈہتا پہرتا تہا ساکمبری دیوی اوسوقت
اوسکے پاس آئی اور بیان کیا کہ جہان مین تجہکو ملی ہون اسی مقام پر قیام کر
اور جسقدر تو اپنے گہوڑے سے زمین طے کرسکے گا اوسیقدر تجہکو ملیگی اور یہہ
بہی حکم دیا کہ جب تک تو واپس اس مقام پر نہ آوے جہان سے کہ تو جاتا ہے
اوسوقت تک پیچہے نہ دیکہنا اوسنے گہوڑا اپنا دوڑایا اور وہان تک احاطہ
یعنے چکر گہوڑے کو دیا جہانتک اوسکو معلوم تہا کہ میرا گہوڑا طے کریگا مگر حکم اخیر
فراموش کرکے اوسنے جو پیچہے دیکہا تو کل زمین ایسی معلوم ہوئی جیسے چادر سفید
اوسپر مبسوط ہوتی ہے وہ چشمہ نمکسار ہوگیا اوس نے اوسکا نام اپنی دیبی کے
نام پر رکہا یعنے ساکمبری اور اوسکی مورت بہی بنواکر قطعہ زمین پر بیچ چشمہ کو
کے نصب کرائی گئی اور اپنی اولاد کا خطاب سانبہری راو رکہا چنانچہ پرتہی راج
جب راجہ تمام شمالی ہندوستان کا ہوگیا تہا تاہم اوس نے اپنا خطاب سانبہری
راو رکہا تہا مگر یہہ کہانی غلط معلوم ہوتی ہے اسلیے کہ وہ قدرتی جہیل ہزارون
برس سے ہے - مگر ہان یہہ راجہ ضرور وہان مسکن گزین اور اوسپر متصرف ہوا
اور یہہ بشارت دہی بہی کہ جہانتک گہوڑا جاوے اوسیقدر زمین تجہکو ملیگی غلط

سلطان علاؤ الدین نے سن چہ سو ستانوے ہجری مین سلطنت نہروالہ کو تباہ
اور برباد کر دیا تمام بتخانے بڑی بڑی لاگت کے کہدواڈالے اور اونکی جگہہ
خانقاہین بنائی گیئن مذہب بودہ کے بت پامال کیئے گئے اور پہینک دیئے گئے
فصیل شہر نہروالہ ڈہاکر مسمار کی گئی اور اوسکی بنیاد کو کہود کر بتونکو گاڑ دیا گیا
ٹاڈ صاحب اپنی تواریخ مین لکہتے ہین کہ مینے کہنڈر مکانات کے بیرون شہر قدیم
دیکہے ہین اونمین اب بہی نام انہل پور لکہا ہے بعد فوت انہر دیو کے سواچا
چوہان فرمان روائی کرتا رہا آخر دنیا سے گذر گیا۔ پہر ملان چوہان سلطنت
سے کامیاب رہا آخر سب کچہہ چہوڑ گیا۔ بعد اسکے گلن سور نے راج کیا پہر
اجیپال جکو راجہ ہوا اس نے کوہ اجگند معروف بہ اروَلی کے دامن مین
شہر آباد کیا وجہ تسمیہ اجگند پہاڑ کی کتب ہنود مین یون لکہی ہے کہ اس پہاڑ مین
اکثر اوقات بکریونکی بو آنے لگتی ہے اسواسطے یہہ پہاڑ اجگند پربت یعنی بکریون
کی بو کا پہاڑ کہلاتا ہے الغرض یہہ راجہ بانی مبانی اجمیر ہمعصر خسرو بن سیاوش
بن کیکاؤس کا تہا اسکے چوبیس بیٹے تہے اونکی اولاد نے اس ملک کو آباد کیا اسی
راجہ کے وقت مین رستم بن زال نے جو سیستان کا حاکم تہا ایک فوج جرار سے
اپنے بیٹے فرامرز کو بنابر تسخیر ہندوستان بہیجا تہا مگر وہ ناکام کسی وجہ سے واپس
چلا گیا بعد عرصہ دراز کے خاندان چوہان مین دولہارای سمت سات سو چالیس
مین راجہ ہوا اوسوقت شاہان اسلام سے سلطنت بنی اُمیہ کے خاندان مین تہی
ولید بن عبد الملک بادشاہ عرب نے روشن علی نامی ایک مصاحب خاص کو برسم
سفارت دولہارائی کے پاس بہیجا اور بجرم ہاتہ لگانے ظرف حبغرات کے جو راجہ
کے کہانے کے واسطے ایک عورت قوم گوجر سے روزمرہ لاتی تہی اونکی انگشت شہادت
کاٹی گئی سفیر مذکور نے تمام حال کی خبر ولید بن عبد الملک کو پہونچائی اس سبب سے

فصل پانچوین بذکر تعمیرات جنوبی شہر اجمیر شریف فصل چھٹی کیفیت بنای
تالاب پہکر و تقرر میلہ اہل ہنود دباب تیسرا قلعہ تاراگڈہ کے حالمین اسمین تین
فصلین ہین فصل پہلی بذکر بنای قلعہ تاراگڈہ فصل دوسری حضرت میر
سید حسین خنگ سوار کے تشریف لانے اور مرتبہ شہادت پانیکے بیان مین
فصل تیسری حال تعمیرات درگاہ حضرت سید حسین خنگ سوار کے بیان مین
باب چوتھا حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کے ذکر خیر مین اسمین
چار فصلین ہین فصل پہلی بذکر ولادت باسعادت حضرت خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ
علیہ مع حالات جذبہ عشق حقیقی و تحصیل و تکمیل و ظہور کرامات وغیرہ فصل دوسری
مین ذکر معرکہ و مذاکرہ حضرت خواجہ بزرگ و اجے پال جوگی تحریر ہے فصل تیسری
بعض حالات کرامات و تصانیف اقوال و ارشادات و سانحہ وفات شریف حضرت
خواجہ ممدوح الاوصاف و جلوس دوامی عرس شریف کے بیان مین فصل چوتھی
ذکر مشائخین عظام و عملہ خاص درگاہ شریف و دیگر خانقاہ و مزارات و تاریخ ابتدا
آبادی نگرہ میرواڑہ و فتوحات سرکار انگلشیہ۔ مقدمہ بذکر کارفرمای راجگان
چوہان و فتوحات شاہان اسلام مین۔ تواریخ پرتھی راج چوہان مین جسکو چاند
بادفروش کبیشر پرتھی راج نے بڑی دہوم دہام سے لکھی ہے درج ہے کہ خاندان
چوہان مین سب سے اول راجہ انہل دیو چوہان سمت دوسو دو دہرم راج جودشٹر
کے جسکو آجتک کچہہ کم پانچ ہزار برس گذرے راجہ ہوا اسکو چتر بہوجا بھی کہتے
ہین یعنی چار ہاتھہ والا یہہ لفظ بڑے بہادر کیواسطے ہندی مین استعمال کیا جاتا
ہے انہل پور جسکو زمانہ سابق مین نہر والہ کہتے تھے اور اب بنام پٹن گجرات موسوم
ہے آباد کیا ہوا راجہ انہل دیو کا ہے اختر شناسون نے راجہ کو یہہ خبر دی تھی کہ بعد
گذرنے تین ہزار پانسو سال ۷ ماہ نو روز کے یہہ شہر ویران ہوجاویگا چنانچہ

نہ کی زبانی قرین قیاس سنا اوسکے تحقیق کرنے مین اسقدر کاوشین سہین کہ اگر
عشیر حال اوسکا لکہون تو حمل بہ لاف زنی ہو مگر جوینده یابنده ہے تائید
شامل حال ہوئی کہ اونہین تعمیرات کے دیکہنے سے جنکا تحقیق اور مفصل حال
ابتک کسیکو معلوم نہ تہا بلکہ اکثر صاحبان والاشان انگریز سیاح ونیز مورخ درپے
تفتیش رہے الآ مطالب براری اون سے بہی نہوئی خاکسار نے اوس عقدۂ بستہ
کو بمدد ایزدی کہولدیا حتی کہ تعمیر کے بانی اور مہتمم اور معمار تک کا نام معلوم ہوا
امید کہ ناظرین کتاب ہذا عبارت بے ربط پر خیال نفرماکر چشم ہنر بین سے ملاحظہ
کرین اور جو کہین صریح نقص ہو اوسکو اپنی عنایت سے درست فرماوین آخر انسان
خطا اور نسیان سے مرکب ہے کہ ہیچ نفس بشر خالی از خطا نبود وہ اِس نسخۂ دلکشا کا
گلدستۂ خیر تاریخ خواجۂ اجمیر معروف بہ احسن السیر نام رکہا ایک مقدمہ
اور چار باب پر مرتب کیا مقدمہ بذکر کارفرمائی راجگان چوہان وفتوحات شاہان
اسلام باب پہلا بذکر صوبہ دار الخیر اجمیر اس باب مین چار فصلین ہین فصل
پہلی جغرافیہ اجمیر شریف کے بیان مین فصل دوسری کیفیت صوبہ ا...
وتفصیل اضلاع جو عہد شاہان چغتہ مین سرکارین مقرر تہین فصل ...ی
تعمیرات درگاہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کی توصیف مین
چوتہی تعمیرات شاہی و دولتخانہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ ومقابر شہدا وعمارات
ہ وشہر پناہ اجمیر شریف کے بیان مین باب دوسرا بذکر تعمیرات بیرون
شہر اسمین چہہ فصلین ہین فصل پہلی نور چشمہ نور الدین محمد جہانگیر شاہ و ...ات
متصلہ کے بیان مین فصل دوسری بذکر تعمیرات شہر قدیم معروف بہ اندرکوٹ
فصل تیسری تالاب آناساگر وتعمیرات دولتخانہ شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ
بیان مین فصل چوتہی تالاب بیسلہ وتعمیرات شرقی شہر اجمیر شریف کے بیا...

سنہ ۱۲۸۵ھ

مجھکو تنہا چھوڑا اسوجہہ سے نہ علم عربی حاصل ہوا نہ فارسی ہین کامل ہوا فی الحال
کہ سن بارہ سو پچاسی ہین بہ تحریک ایک صاحب عنایت فرما کے مولف کو شوق
تالیف پیدا ہوا چند روز دلکو یہہ اوجھن رہی کہ کس قسم کی کتاب ترتیب دیجاوے
ایک روز یہہ عاصی درگاہ فلک بارگاہ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین
حسن چشتی علیہ الرحمۃ اجمیری کے جانب پا انداز حالت شوق ہین کہ وہ دن بھی
پنجشنبہ کا تھا بیٹھا ہوا تھا کہ یکایک یہہ القا ہوا کہ اس شہر کی تاریخ کسی نے آجتک
نہین لکھی اگر تو اس کار خیر کے لئے کمر ہمت چست باندہے ہے تو موجب ثواب دارین
ہے کیونکہ اکثر شایقان حال تعمیرات درگاہ شریف و نیز طالبان و مشتاقان ذکر
خیر سر حلقہ اولیاء ہند حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ کو حال ٹھیک ٹھیک کہ جو مبالغہ سے
معرا ہو صحیح معلوم نہین ہوتا جو کہ بندہ درگاہ کو اولیاء اللہ کی جناب سے محبت
قلبی اور ارادت دلی ہے عزم مصمم ہوا اور سوچا کہ نکتہ عاقلانہ الہام غیبی نے تعلیم
کیا چنانچہ اس خاکسار نے باستعجال اکثر کتب معتبرہ اجمیر شریف ہین جمع کرلین مگر بعض
کتب کہ بغیر اونکے مطلب اصلی فوت ہوتا تھا اور اجمیر شریف ہین اونکا پتہ نہ ملا
ناچار مسافرت اختیار کی اور بعون عنایت الٰہی خاطر خواہ مواد تاریخ نویسی کا جمع
ہوگیا چنانچہ تواریخ فرشتہ و مونس الارواح و سیر المتاخرین و ہداین المعین
و اکبر نامہ و توزک جہانگیری و شاہجہان نامہ و اخبار الاخیار و تاریخ عالم و کشاف
عالم و مفتاح التواریخ و مخبر الواصلین و جام جہان نما و تواریخ آگرہ و جارج نامہ
و پرتھی راج راسا و کہان راسا و تہارنٹن گزٹ ایر و ٹاڈ راجستان و آرائش محفل
و ملفوظ ضیائی اور چند ملفوظات خاندان چشت جمع کرکے ہر ایک کو از ابتدا تا انـ
نہایت غور و تامل سے دیکھکر جس جگہہ کچھہ حال خطہ برکت افزا اجمیر شریف کا د
خلاصہ اوسکا لکھہ لیا گیا مگر بعض تعمیرات جنکا حال نہ تو کسی تواریخ ہین دیکھ

جہاز جسمین اکثر سکان لکہنو مشرف بہ زیارات حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً
اور کربلا معلا ہوکر واپس آتے تہے نظر آیا ناخدا خدا ترس نے دیکہا کہ ایک بندۂ
خدا بہتا چلا آتا ہے فوراً کشتی کو دوڑا کر آپ کو جہاز پر بٹہا لیا آخر باتفاق ساکنین
لکہنو جانب لکہنو روانہ ہوئے وہ زمانہ نواب شجاع الدولہ کا تہا نواب موصوف
کو خبر ہوئی بعزت طلب کیا دربار میں بھی عمدہ مقرر کر دیا بعد ایک عرصہ کے جب
چوبیسوین ذیقعدہ ۱۱۸۸ہجری مین نواب شجاع الدولہ نے وفات پائی اور
نواب آصف الدولہ مسند نشین صوبہ اودہ ہوا بسبب کج مزی نواب مذکور کے
ترک تعلق کر کے دہلی مین وارد ہوئے اوسوقت علی گوہر شاہ عالم بادشاہ سریر آرا
تہے الغرض شاہ ممدوح نے عہدہ عمدہ پر ممتاز کر کے مخاطب بخطاب نصرت الدولہ
شیخ محمد کبیر خان بہادر ہزبر جنگ فرمایا جبکہ سلطنت مین بسبب روہیلہ گردی کے
بربادی اور فتور واقع ہوا آپ حسب الطلب مہاراجہ پرتاب سنگہ والی جیپور
وارد دار السرور جیپور ہوئے چندے بخوبی تمام وہان بسر کی پہر مہاراجہ سورت سنگہ
رئیس بیکانیر نے آپکو بلوالیا اوسی مقام پر ایک عرصہ کے بعد آپنے داعی اجل کو
لبیک کہی بعد انتقال جد مغفور کے والد مرحوم نے کارخانہ دنیوی ہیچ و پوچ
جانکر دہلی مین اکتساب علوم دینی کر کے مولانا و مرشدنا شیخ رحیم بخش علیہ الرحمت
[illegible] خلیفہ حضرت مولانا محمد فخر الدین قدس سرہ سے خرقہ خلافت پاکر سرفرازی
[illegible] حاصل کی سن بارہ سو چھپن ۱۲۵۶ ہجری مین یہہ ذرہ بمقدار پیدا ہوا عہد طفلی
[illegible] مرحوم کے فیض صحبت سے کچہہ پڑہ کر حرف آشنا ہوگیا تہا چنانچہ دس
[illegible] کتب درسیہ مثل گلستان سکندرنامہ دیوان حافظ اور دو تین
[illegible] بعمر دہ سالہ ایک انشا کی اجرت نقل مین نے پائی تہی مگر عم
[illegible] جہان فانی سے والدین نے موہنہ موڑا سن صغیر مین

جسکے جسم معطر کی خوشبو موجود آدم اوسی کے سبب ملاء اعلی کا مسجود اوسی کے
چمن اسلام کی بہار بیخزان تا بہ قیام ہے اوسی کے روضہ منورہ اور مرقد
مقدس پر گل آفتاب و ماہتاب نثار مدام ہے ایک جہان بلبل وار اسیر گلدام
عشق پاک ہے دل عشاق سینہ چاک اوس صاحب براق کا صید بستہ فتراک ہے
حبیب خدا اشرف انبیا باعث ایجاد کونین محبوب رب المشرقین والمغربین موجب
ایجاد عالم عیسی دم موسی قدم در یتیم دریاے پیغمبری سرو بوستان سروری
شافع محشر مالک کوثر مظہر جلال ربانی بدر جمال یزدانی فخر بنی آدم مظہر اتم حضرت
محمد مصطفی علیہ الف الصلوۃ والسلام وعلی آلہ الطاہرین واصحابہ المکرمین و
ازواجہ واہلبیتہ اجمعین الی یوم الدین ؀

مجمل حال مصنف کا مع سبب تصنیف

یہہ خاکسار فقیر ہیچدان عاصی پر معاصی امیدوار مغفرت ایزد منان محمد اکبر جہان
متخلص بہ شگفتہ ولد مولوی رمضان علی عرف مولوی ضیاء الحق ابن نصر الدولہ
شیخ محمد کبیر خان بہادر ہزبر جنگ ناظرین کی خدمت مین گزارش کرتا ہے کہ اجداد
خاکسار متوطن شہر فرخندہ بنیاد قسطنطنیہ دار السلطنت روم کے تھے عاصی کے جد
بزرگوار سے برادران عم زادے نے منصب مفوضہ پر فساد کیا حتی کہ نوبت بکشت و
خون پہونچی چونکہ جد امجد کی اوسوقت پندرہ سولہ سال سے عمر زیادہ نہ تھی اور
اقرباؤن کی مخالفت کی وہ صورت دیکھی جانب ہندوستان مع چند نفر ملازمین
ذو تنخواہ روانہ ہوئے رفتہ رفتہ دریاے شور سے بسواری جہاز عبور کیا ہنوز ساحل
دور تہا کہ باد مخالف سے جہاز غرق ہوگیا چونکہ حیات مستعار باقی تہی یہہ ایک
تختہ کے سہارے سے بہت صدمہ تلاطم امواج سہتے رہے حسن اتفاق سے
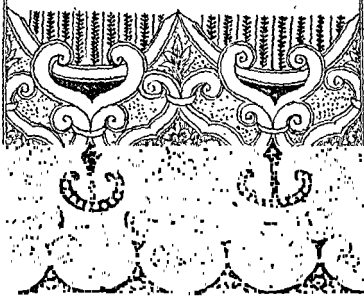
بسم اللہ الرحمن الرحیم

بوستان ستایش اور چمنستان نیایش نثار حدیقہ آرائے کون و مکان کے ہو جس نے لفظ کن سے گلشن عالم کو سر سبز و شاداب کیا۔ سبحان اللہ تعالے شانہٗ کیا صانع بیمثال ہے کہ ہزار طرح کے گلہائے مختلف رنگ کو کیا کیا رنگینیاں اور شوخیاں عطا فرمائین در اصل اگر چشم حقیقت سے دیکھئے تو ہر شجر حجر مین اوسیکا پرتو نظر آوے بقول میر حسن

نہ گوہر مین ہے وہ نہ ہے سنگ مین — ولیکن چمکتا ہے ہر رنگ مین
اوسی گل کی بو سے ہے خوشبو گلاب — پھرے ہے لیے ساتھ دریا حباب

اور گلستان نعت اوس سرو باغ نبوت کو لایق ہے جو فخر انبیا و افتخار نسب بنی آدم کا ہو اوسی کی شان مین لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ نخلبند حقیقی نے فرمایا اوسکے جمال بیمثال کا خود صانع عالم عاشق ہے خطاب پاک اوسکا بشیر و نذیر و شاہد صادق ہے عرش بریں جسکا جائے قیام اور قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنیٰ اوسکا مقام ہر گل و غنچہ

بادشاہ بنو۔ اب یہہ بادشاہ
طرف اشارہ کیا کہ اس تلوار کو باندہو اور میرے سامنے بادشاہ بنو۔ اب یہہ بادشاہ
سنبہالا لیا کہ پہر جہانگیر سے کہا کہ تمام خاندان کی عورات کی خبر لینا۔ اور میرے پرا
رفیقوں اور دوستوں کو نہ بہولنا پہر روز چہارشنبہ وقت شب ۱۳ جمادی الاخری
ایک بڑے مولوی کو بلا کر کلمہ شہادت کئی دفعہ پڑہا اور جتنے مسلمانوں کی طرح
سے سدہارا اور سکندرہ مین جو آگرہ کے قریب ہے مدفون ہوا عمر ترسیٹہہ سال
سلطنت اونچاس سال آٹہہ ماہ *

تمت تمام شد

کتاب سیر المتاخرین

کتاب کا خلاصہ یہ ہے کہ جب اکبر بادشاہ اجمیر میں زیارت کو آئے خادم صاحبان درگاہ کو نذر
دی - جب شاہجہان بادشاہ آئے - دس ہزار روپیہ خادم صاحبان کو دیئے - جب عالمگیر
آئے پانچہزار روپیہ خادم صاحبون کو دیئے - غرض میں بادشاہ نے ذکر لکھا ہے خادم صاحبون کا
ہی لکھا ہے - دیوان یا اولاد کا کچھہ ذکر پتہ تحریر نہیں کیا *

انتخاب سیر المتاخرین جلد اول مطبوعہ مطبع نولکشور لکھنؤ ۱۲۸۳ھ

ترجمہ خلاصہ اردو

صفحہ ۱۸۶

بود اکبر را اعتقاد دلی بشیخ با خواجہ معین الدین چشتی بود و مزار آن بزرگوار متصل شہر اجمیر است
اکبر عہد کردہ بود کہ ہرگاہ ایزد تعالی او را فرزند عطا نماید بزیارت مزارش پیادہ پا قطع مسافت
نماید بعد ولادت شاہزادہ سلیم اکبر بایفای عہد از فتحپور سیکری تا اجمیر کہ ہفت منزل
و ہر منزل دوازدہ کروہ است پیادہ طی مسافت نمودہ مرام زیارت بتقدیم رسانید *

صفحہ ۲۳ جلد اول

خواجہ معین الدین حسن پسر غیاث الدین حسن از سادات حسنی حسینی است بسال پانصد و سی و ہفت
در قصبہ سنجر از سجستان بزاد و در پانزدہ سالگی پدر او جہانی شد ابراہیم قندوزی را از
الہی بودگان بود بروی نظر افتاد برق آشفتگی بر خرمن دانش افتاد و در جستجوی رہنمون
شد و ہر دون کہ ... از نشاپور بصحبت خواجہ عثمان ہارونی چشتی رسید و بریاضت گری برنشست
و خرقہ خلافت یافت ... بطلبی برآمد و از شیخ عبد القادر جیلانی
و بسیاری بزرگان فیض اندوخت در سال کہ معز الدین سام دہلی بر گرفت بدانجا
رسید و بیگانگی عزلت گزیدہ باجمیر شد و فراوان چراغ برافروخت و از دم گرامی او گروہ

بصحبت حضرت غوث الثقلین رضی الله تعالی عنه در جیلان رسیده پنجاه وهفت
روز با ایشان بوده انواع فوائد بوده اند و شیخ الدین کبری را در بخارا و خواجه یوسف
همدانی در همدان و شیخ ابوسعید تبریزی را در تبریز و شیخ حسین زنجانی را در لاهور دیده اند
و از بلخ به لاهور آمده اند و از انجا بدهلی و از دهلی باجمیر رفته متوطن شده اند و جمیع و کثیری
از کفار به برکت قدوم ایشان بشرف اسلام مشرف شدند و جماعه که مسلمان نشده بودند
فتوح و دینار بسیار بخدمت ایشان میفرستادند هنوز کفار دیگر در ان نواحی اند بزیارت
ایشان می آیند و مبلغها بمجاوران روضهٔ منوره میگذرانند و ولادت حضرت خواجه
در سال پانصد و سی و هفت و وفات ایشان روز دوشنبه ششم ماه رجب سال
ششصد و سی و سه هجری بوده و بروایتی سیم ذی الحجه سال مذکور و قول اول اصح است
و بعد از رحلت بر پیشانی حضرت خواجه نوشته یافتند که هذا حبیب الله مات
فی حب الله و عرس ایشانرا از مشایخ هندوستان ششم رجب میکنند و در همین ماه
از اطراف و جوانب مسلمان و کافران خاص و عام از راه های دور جمیع و کثیری که عدد
آن از هزاران بیش است هر سال بروضه متبرکه ایشان رفته حاضر میشوند مدت عمر
شریف یکصد و چهار سال و قبر حضرت خواجه در دار الاسلام اجمیر است و این فقیر چند
مرتبه بزیارت آن روضه منوره مشرف گشته و اجمیر شهریست پر فیض و پر نور و خوش
آب و هوا متصل تالابی عظیم که همچو دریای محیط است و نام آن ساگر تال نهاده اند
واقع شده و ولادت این فقیر در خطهٔ اجمیر بالای ساگر تال روی داده در سلخ صفر
نصف شب دوشنبه سال یکهزار و بیست و چهار هجری چون در خانهٔ والد ماجد
نقیر تسمیه شده بود پسر نمیشد و سن مبارک آنحضرت به بیست و چهار سالگی رسیده
بود از روی عقیده و اخلاص که آنحضرت به نسبت بحضرت خواجه داشتند بهزار الحاح
نذر و نیاز و دعوت پسر نمودند ببرکت ایشان حق تعالی این کمترین بنده را خود را وجود
آورد امید که توفیق نیکوکاری و رضامندی خود و دوستان خود نصیب گرداند
آمین یارب آمین

اب بھی سب لوگ خواجہ بزرگ کی زیارت کے واسطے آتے ہیں اور ہزاروں روپیہ روضہ منورہ کے مجاوروں کو نذر دیتے ہیں

رجب کے مہینے میں سب طرف سے مسلمان و غیر مسلمان دور دور کے ہزاران ہزار ہر سال روضہ متبرکہ پر جمع ہوتے ہیں

دارا شکوہ بادشاہ کئی مرتبہ زیارت روضہ منورہ سے مشرف ہوئے انکی پیدائش اجمیر میں انا ساگر پر ہوئی انکے پیدا ہونے کی شاہجہان بادشاہ نے ہزاروں نذر و نیاز اور منتیں مانی تھیں

کتاب اقبال نامہ جہانگیری

پہلا صفحہ اس کتاب کا یہ ہے کہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کئی بار خواجہ صاحب کی زیارت کیواسطے اجمیر پیادہ پا
آئے اور خواجہ صاحب سے نہایت اعتقاد رکھتے تھے۔ انہوں نے جو اجمیر میں خواجہ صاحب کی اولاد کی
تحقیقات کرائی تو شیخ حسین مورث دیوان حال کا دعوی اولاد کا بے اصل نکلا اور خادم صاحبان
درگاہ شریف کا بیان صحیح ٹھیرا کہ یہہ اولاد خواجہ صاحب کی نہیں ہیں اور جتنی دفعہ آئے
خادمونکو نذر نیاز دی۔ ناگور کیطرف تشریف لیگئے تو بادشاہ بیگم کو دانیال مجاور کے گھر
چھوڑ گئے کہ انکے مکان میں شاہزادہ دانیال پیدا ہوئے انکے نام پر شاہزادہ کا نام رکھا گیا شیخ
حسین مورث دیوان حال کا جھگڑا ۔ ۳۳ سال بادشاہ کے روبرو رہا اور یہہ بھی ظاہر
ہے کہ شیخ حسین اولاد دختری خواجہ صاحب سے ہونیکے دعوی دار تھے نہ اولاد ذکور سے ہونیکے
جیسا کہ حال میں دیوان اپنے آپکو بیان کرتے ہیں یہہ دعوی تحقیقات کے خلاف تو ہے
مورث کے دعوی اور بیان کے خلاف ہے کیونکہ انکے مورث شیخ حسین خواجہ صاحب کی دختری
اولاد سے اپنا ہونا بیان کرتے تھے یہ اولاد ذکور سے کہتے ہیں

خلاصہ ترجمہ اردو	انتخاب کتاب اقبال نامہ جہانگیری مطبوعہ مطبع منشی نولکشور لکھنؤ سنہ ۱۲۸۶
	صفحہ ۲۳۸ پیادہ رفتن خاقان گیتی ستان از آگرہ بزیارت روضہ فیض اساس خواجہ معین الحق قدس سرہ العزیز در آن زمان کہ خاقان مملکت ستان جویای جانشین خلف بود ہموارہ بجہت طلوع کوکب مراد از مطلع سعی مواطن برگزیدہ ہای درگاہ صمدیت استمداد ہمت میفرمود با جان بخش جہان آفرین عہد شدہ بود کہ چون شاہد مقصود از نہان خانہ امید قدم بجلوہ گاہ شہود نہد لشکرانہ این موہبت عظمی از دار الخلافت آگرہ پیادہ تا اجمیر شتافتہ بزیارت روضہ خواجہ معین الدین

وحکم ہوا کہ بہت جلد تیار کرین اور صوبہ اجمیر معہ سرگنات اُس نواح کے حسب خواہش سپہ سالار
مہابت خان خانخانان کو جاگیر مین مرحمت فرما کر عازم دار الخلافت اکبراباد ہوئے راہ مین
خان عالم اور مظفر خان ماموری و بہادر خان اُزبک و راجہ جے سنگہ و ایرائے سنگہ و کن
و راجہ بہارت بندیلہ و سید ہوکارین اور اکثر خدام درگاہ شرف یاب ملازمت ہوئے ششنبہ
۲۶ جمادی الاول باغ نور جہان واقع سواد دار الخلافت اکبراباد مین نزول اجلال فرمایا

آنستان برگزیده درگاه صمدیت بمروده عنوان عزیمت مستقر خلافت العنان یافتنا +

صفحہ ۲۴۴ تا ۲۴۶

چون بسعادت روز دوشنبه نوزدهم شهریور ماه الهی موافق بیست دوم ربیع الثانی پای دولت در رکاب جهان بستانی آورده از خطه فیض سامان اجمیر متوجه به تسخیر گجرات شدند و چون موکب اقبال بحوالی ناگور رسید نوید ولادت فرزند سعادت پیوند که در معنی اشارت فتح و فیروزی بود سرور افزای خاطر اولیای دولت گردید ولادت شاهزاده دانیال چون موکب جهان کشا از اجمیر نهضت اقبال فرمود یکی از پردگیان سرادق عصمت را که خالص کوکب دولت بود بنابر تعذر ثقل و حرکت در خانه شیخ دانیال که از منتسبان روضه منیفه بصلاح ظاهری و صفائی باطنی امتیاز داشت گذاشتند در حوالی ناگور نوید ولادت شهزاده عالی نژاد مسرت افزائی خاطر قدسی مظاهر گردید بعد از انقضای چهل و یک دقیقه از شب بیست و هفتم شهریور ماه الهی موافق چهارشنبه دوم جمادی الاول نهصد و هفتاد و نه هجری قدم بعرصه وجود نهاد آن نونهال گلشن خلافت بمناسبت همنامی شیخ دانیال بسلطان دانیال موسوم شد۔

جب حضرت اکبر بادشاہ اجمیر سے ناگور تشریف لیگئے بادشاہ بیگم شیخ دانیال کے گھر میں کہ وہ درگاہ کے متعلقین سے تھے اور صلاح ظاہری و صفائی باطنی کی امتیاز رکھتے تھے چھوڑ گئے پیچھے سے بادشاہ بیگم کے شہزادہ پیدا ہوا شیخ دانیال مجاور سے نام پر شہزادہ کا نام دانیال رکھا

صفحہ ۲۶۱

و در خلال این حال ورود موکب اقبال بدار البرکت اجمیر اتفاق افتاد و بعد از فراغ لوازم زیارت و نیازمندی بخیرات و مبرات پرداخته رایات عزیمت بمستقر خلافت برافراشتند و در ساعت مسعود مختار دار السرور فتحپور بورود موکب منصور رونق اسمانی یافت +

صفحہ ۲۶۴

... در ... در خطه فیض اساس اجمیر ورود موکب اقبال اتفاق

چشتی قدس اللہ سرہ العزیز ادای عبادت و ادراک سعادت زیارت بنا بر الفہ
نذر روز جمعہ نہم آبان ماہ الٰہی موافق دوازدہم شعبان قدم در بیراہ
محبت نہادہ مرحلہ پیمای بادیہ شوق گردیدند و مسافت منزل دوازدہ
کروہ مقرر شدہ در روز ہفتم بروضہ منورہ معینیہ ورود سعادت اتفاق
افتاد و جبین اخلاص بر آن آستان ملائک مطاف نہادہ مراسم زیارت و لوازم
عبادت بتقدیم رسانیدند و بعد از فراغ زیارت بخیرات و مبرات پرداختہ معتکفان
حواشی آن روضہ قدسیہ و سایر مستحقان را از رشحات سحاب مکرمت سیراب امید
گردانیدند و چون ہر سالہ مبلغی گرامند برسم نذورات مقرر بود کہ از خزانہ عامرہ
واصل متولیان آن روضہ قدسیہ شود و درین ولا بعرض رسید کہ جمعی کہ بمنصب
تولیت شرف اختصاص دارند خصوص شیخ حسین کہ دعوی فرزندی آنحضرت
مینماید کثیر آن مبلغ را متصرف شدہ بفقرا و مساکین چنانچہ باید نمی پردازد و
معہذا بعد از تحقیق شد کہ دعوی فرزندی نیز اصلی ندارد لاجرم تولیت آن
آستان آسمان رفعت بشیخ محمد بخاری کہ از اکابر سادات ہندوستان
بہ نیک ذاتی و خوش صفاتی آراستگی داشت تفویض یافت کہ در ترویج
ماثر آن بقعہ متبرکہ و تعمیر بنای خیر و اجرای وظایف و مراعات خاطر
مستحقین و تیمار حال فقرا و مساکین مساعی جمیلہ بتقدیم رساند و در
ساعت خیر اشاعت عنان مراجعت بدار الخلافت دہلی انعطاف یافت
کہ زیارت مرقد اولیای عظام و مشایخ کرام کہ دران سواد آسودہ
اند فرمودہ متوجہ دار السلطنت آگرہ علیہ شوند۔

صفحہ ۲۴۳

واردوی گیہان پوی کوچ بکوچ متوجہ اجمیر شد روز سہ شنبہ یازدہم
غرہ ربیع الاول بخطہ فیض اساس نزول موکب عالی اتفاق افتاد
و بعد از مراسم زیارت و لوازم خیرات و مبرات استمداد ہمت از باطن قدسی مواطن

۱۲ شعبان کو حضرت اکبر شاہ
زیارت کے واسطے روانہ
ہوئے ۷ دن میں اجمیر پہنچے
اور مراسم زیارت کے ادا
کرکے حقدار کو نوبت بہم دیا
کر آسودہ ہوگئے۔

ہر سال بہت روپیہ برسم نذر
اکبر بادشاہ اجمیر بھیجتے تھے
کہ وہاں کے لوگوں کو تقسیم
ہوتے رہیں جب یہاں آئے
تو معلوم ہوا کہ شیخ حسین جو
دعوی اولاد حضرت خواجہ
صاحب کا کرتا ہے بہت سا
روپیہ انہیں سے کہا جاتا
ہے اور جب تحقیقات کی تو
معلوم ہوا کہ اسکا اولاد ہونا
بھی بلکہ اصل نہیں
رکھتا ہے۔ اسواسطے اسکو
تولیت سے موقوف کرکے
شیخ محمد بخاری کو اسکی جگہ
مقرر کیا کہ وہ وظیفہ جاری
کرے اور مستحق کی رعایت
کرے اور فقیروں اور مسکینوں
کی خبر گیری اس نہایت کوشش
سے کرتا ہے

وسائر منسوبان و مجاوران آن سده سدره مقام بر شحات سحاب مکرمت
سیراب امید گردانیدند +

صفحه ۲۸۶

عزیمت طواف مزارات مقدسه دہلی و اجمیر پیش نهاده خاطر حق شناس
گردیده و از ہمان منزل آگره را دست چپ داشته متوجه دار البرکۃ دہلی
شدند و دران سفر سعادت لوازم زیارت و نیازمندی شرایط تعظیم تحقیق بتقدیم رسانیده
و مجاوران آن بقاع مقدسه و سائر محتاجان را به نذورات
و تصدقات بهره ور ساخته بسحاب مکرمت غبار احتیاج از چهره حال
فقرا و مساکین پاک شستند. و از راه نارنول بقصد زیارت روضه
معینیه متوجه خطه فیض اساس اجمیر شدند +

ایضاً

و موکب گردون سر مبارکی و فیروزی بدار البرکۃ اجمیر نزول اقبال فرمود
و خانقاه بحر نوال مراسم زیارت و نیازمندی بتقدیم رسانید و مجاوران
و سائر محتاجان را به انعامات و ادرارات بهره ور گردانید +

حضرت جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی اجمیر آئے اور زیارت کر کے مجاوروں کو بہت کچھ دیا

ایضاً

و حکم شد که از دار البرکۃ اجمیر تا مستقر سریر خلافت در هر کروهی چاهی پخته
و مناری بجهت علامت کروه اساس نهند و سراپای منار را شاخهای
آهو که درین راه شکار شده زینت بخشند +

حضرت اکبر بادشاہ نے حکم دیا کہ اجمیر سے آگرہ تک ہر ایک کوس پر پختہ کوئے اور ایک منارہ بناویں اور اُس پر ہرن کا سینگ نصب کردیں۔

صفحه ۳۰۲

توجه آنحضرت بزیارت روضه معینیه چون قرار داد خاطر قدسی مظاهر پیش نهاد
همت عالی باثر چنان است که هر ساله بزیارت مزار فائض الانوار حضرت خواجه
معین الدین والحق توجه فرموده از باطن قدسی مواطن آن برگزیده درگاه
ایزدی استمداد همت نمایند و باین وسیله مستحقان و محتاجان گوشه نشینان

... لوازم زیارت و نیازمندی آخرهای روز بر توسن
جهان نورد سوار شده گرم شتافتند +

صفحه ۲۷۱

رایات عزیمت بدار البرکه اجمیر برافراشتند و چون باجمیر نزول سعادت
اتفاق افتاد بروضه علیه خواجه معین الدین چشتی قدس الله سره العزیز
تشریف لوازم زیارت و مراسم داد و دهش بتقدیم رسانیده نقدها و اجناس
در دامن محتاجان عرصه خاک ریختند +

صفحه ۲۷۵

توجه اشرف اقدس بزیارت روضه علیه معینیه

چون محاصره قلعه پتنه و تسخیر ولایت شرقیه بامتداد انجامید و بر پیشگاه خاطر
قدسی مظاهر چنان پرتو افگند که افتتاح عقده امتداد مساعی اولیای دولت
صورت پذیر نیست ناگزیر رای ممالک کشا بیورش ممالک شرقیه تصمیم
یافت چون خاقان ستوده خصال بتحصیل این قسم مقاصد عالی نخست
از باطن قدسی مواطن بزرگان دین استمداد همت فرموده قدم در شاهراه مقصود
می نهد لاجرم روز سه شنبه غره اسفندارمذ ماه الهی موافق شانزدهم شوال
نهضت عالی بصوب اجمیر اتفاق افتاد و در قصبه لوده میرزا کوکه برسم
ایلغار از گجرات رسیده بسعادت استان بوس مفتخر گردید و آنحضرت از
کمال بنده نوازی قدمی چند بجانب میرزا رفته باین مرحمت خاص پایه عزت
او را از همگنان برافراختند و بست و ششم اسفندارمذ ماه الهی حوالی اجمیر
مخیم بارگاه اقبال شد و در روز دیگر از هفت کروهی آن دار البرکه چنانچه رسم
آیین آن شهسوار عرصه صورت و معنی است قدم فلک سای را غبار آلوده
نیاز ساخته بزیارت روضه منوره توجه فرمودند و آخرهای روز بان بقعه
عالی رسیده لوازم زیارت و مراسم نیازمندی بجا آوردند ارباب احتیاج

سات کوس سے پیادہ پا حضرت
اکبر بادشاہ اجمیر گئے اور
زیارت کرکے مجاوران
درگاہ کو مالا مال کیا

نے سب لشکر ہمراہی اپنا خوب سامان سے آراستہ کرکراجمیر مین آیا اور داخل دولتخانہ خاص مین ہوا اور بعد دو پہر کے میری ملازمت حاصل کی بعد تسلیم اور کورنش کے ایکہزار اشرفی اور دو ہزار روپیہ بطریق نذر اور ہزار اشرفی اور دو ہزار روپیہ بطریق تصدق پیش کئے مینے اس نور چشم کو قریب بلاکر بغل مین لیا اور پیشانی پر بوسہ دیکر عنایات شاہی سے مخصوص کیا۔

صفحہ ۱۰۹

بعد انہین دنون اطراف چشمہ نور مین ایک شکار ہوا۔

صفحہ ۱۱۵

اور شب یکشنبہ کو کہ عرس خواجہ بزرگوار کا تہا اسواسطے مین روضہ مبارک مین آکر نصف شب تک صوفیون کو دان حال آیا مینے نقرا ورخادمون کو اپنے ہاتہہ سے چہہ روپیہ نقد اور سوکرتے تقسیم کئے اور ستر تسبیح مروارید و مرجان وکہربا کی فقرا کو دین +

صفحہ ۱۲۳

اور انہین دنون اللہ کی عنایت سے فرزند خورم نے بعد فتح راناکے اجمیر مین آکر مجکو ایک لعل آبدار ساٹہہ ہزار روپیہ قیمت کا نذر کیا تہا۔

صفحہ ۱۲۵

واسطے نکلنے بعض کارون کے خیال تہا مینے ایکسہری شکہ دار طلائی واسطے مرقد یعنی قبر منورہ خواجہ بزرگوار کے بنائی تاریخ ۲۷- اس جنیکو اتمام پایا فرمایا مینے کہ لیجا کر وہان کہڑی کرین ایک لاکہہ دس ہزار روپیہ مین تمام ہوئی ہتی +

صفحہ ۱۳۰

دن شنبہ غرہ ذیقعد کو مطابق ۱۰ ماہ آبان کے پیچھے اُسکے کہ پانچ گہڑی دن گذرا بخیریت اور ساتہہ قصد دریستکے اجمیر سے اوپر رتہہ فرنگی کے کہ چہار گہوڑے جوتتے جاتے سوار ہوکر آیا۔

صفحہ ۱۳۰

تین برس پانچ دن کم اجمیر تو قف کیا آیا دیا اجمیر کو کہ جگہہ مقبرہ قبر کی خواجہ بزرگوار حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری رحمۃ اللہ تعالی کی ہے اقلیم دوسری سے جانتے ہین +

صفحہ ۱۰۴

ور ... کے دن ... توجہ کی اور ... پہاڑ کیطرف توجہ کی اور جمعہ کے دن

ورشب پنجشنبہ کوک غرہ خورداد تھا مینے واسطے شکار شیر کے ... ملک ... تھا ہواخان ندکو قوم سادات

شیر بندوق سے مارے اور وہین سنا کہ نقیب خان راہی ملک بقا ہوا خان ندکور قوم سادات ... ہیاری کے

قزوین سے ہے اور اوسکے وال میر عبد اللطیف کی قبر اجمیر میں ہے بارہ دن میں بیماری کے

ے وفات کی برابر مزار اسکی بیوی کے اندر روضہ متبرکہ حضرت خواجہ بزرگوار کے دفن کیا +

صفحہ ۱۰۵

قریب شہر اجمیر کے ایک درہ عمدہ ہے اسمین چشمہ شیرین ظاہر ہوا کہ اجمیر کے سب پانیون سے

بہتر اور عمدہ ہے یہہ درہ اور چشمہ دونو سا تہہ نام حافظ جمال سے مشہور ہین جب مین وہان گیا تو حکم کیا

مکان لائق اسجگہہ کے بناوین ایکسال مین وہ عمارت ایسی عمدہ بنی کہ لوگ اور جگہہ ویسی عمارت

بیان نہین کرتے معمارون نے ایک بڑا حوض وہان بنایا اور اس پانی کو فوارے سے حوض میں

ڈالا فوارہ بارہ گز اٹھتا ہے اور وہ حوض چہل در چہل گز ہے اور ایک حوض کے کنارے ایک بڑا آلان

عمدہ ہے اسیطرح اسکے اوپر درجہ مین عمدہ مکانات بنائے ہین مینے اپنے نام کی نسبت سے نام

چشمہ نور رکہا اس چشمہ مین فقط یہی عیب ہے کہ درمیان شہر یا بر سر شاہراہ نہین اکثر جمعرات

و جمعہ کو مین رہتا ہون حسب مرضی میرے شاعرون نے اسکی تاریخ کہی سعید پائی گیلانی نے

زرگر بیشی نے اس عمدہ مصرع مین خوب تاریخ نکالی ہے **مصرعہ** محل شاہ نورالدین جہانگیر

مینے حکم کیا کہ اسکو لوح سنگین پر لکہکر اسکے اوپر لگاوین +

صفحہ ۱۰۷

آخر اس ماہ مین باہر اجمیر کے شکار مین مشغول تھا،

غرض کہ مین تیسری اسفندیار کو شکار سے لوٹکر اجمیر شریف مین آیا ان سولہ دنون کے شکار مین

ایک شیر اور معہ تین بچون کے اور تیرہ نیل گاو شکار ہوئی تہی فرزند نامدار سلطان خورم شب بتاریخ

ندکو کے قریب اجمیر شریف سے موضع دیورانی مین آکر مقام گزین ہوئے مینے سب امیرون کو

حکم دیا کہ استقبال کو جاوین ہر ایک حسب طاقت پیشکش گذرانی اور پنجشنبہ کو گیارہوین

تاریخ شاہزادہ بلند اقبال میری ملازمت سے مشرف ہوا اور اسکے دوسرے دن ...

صفحہ ۱۰۰

روز دوشنبہ پانچوین شوال مطابق چہبسوین آبان کو ساعت داخل ہونے اجمیر کی قرار پائی تہی صبح کو متوجہ ہوا جب قلعہ و عمارت روضہ حضرت خواجہ بزرگوار ظاہر ہوئی ایک کوس پیادہ پا چلا اور ہر دو جانب راہ پر معتمدان مقرر ہوئے کہ مساکین کو زر دیتے ہوئے چلین چار گہڑی دن چڑہے داخل شہر آبادی ہوئے پانچوین ساعت کو شرف زیارت روضہ متبرکہ کی نصیب ہوئی بعد ازان بطرف دولتخانہ ہمایون متوجہ ہوا اور دوسرے دن حکم دیا کہ تمام خادم شائع روضہ وغیرہ خرد و بزرگ شہری اور گذر نظر سے گذر کر مورد عطیات و بخشش بغایات کے ہوئے ساتوین آذر کو بقصد سیر و شکار تالاب پہکر کہ معبد ہنود کا ہے متوجہ ہوئے بعد شکار مرغابی وغیرہ کے اجمیر کو آیا +

صفحہ ۱۰۰

اور لکہا گیا کہ مقصد اصلی اس قصد سے بعد زیارت حضرت خواجہ صاحب کے سرانجام مہم رانا مقہور کا تہا اسلئے دل مین آیا کہ یہان ٹہیرون اور فرزند بابا خورم کو اُسطرف روانہ کرون +

صفحہ ۱۰۰

اور ایک دیگ کلان اکبراباد سے طیار کرا کر روضہ متبرکہ خواجہ صاحب مین لاکر چہوڑوائی اور طعام واسطے مساکین اور فقراء کے کہلوا کر نقد وغیرہ دیکر رخصت کیا اور پانچہزار آدمی اُس دیگ سے شکم سیر ہوئے +

صفحہ ۱۰۱

اسلام خان حاکم بنگالہ نے اندنون مین ساتہہ منصب ششش ہزاری ذات اور سوار کے سرفرازی پائی اور ساتہہ مکرم خان پسر معظم خان کے علم مرحمت ہوا نہ دسوین محرم کو اجمیر سے شکار کہیلتا باہر گیا اور بیس دن مین لوٹ کر داخل شہر ہوا +

صفحہ ۱۰۱

... ین صفر کو بعد نصف شب کے جمعہ سے آفتاب نے برج حمل مین کہ خانہ شرف اسکا ہے نقل کیا اسکی ... کو کہ غرہ ماہ فیروزی تہا مجلس نوروزی کہ خطۂ دلپذیر اجمیر مین آراستہ ہوئی +

اوصاف اور اخلاق میری باپ کے بیان مین نہین آسکتے اگر کتابین آنکے حالات اور اخلاق کی بنا لی
جاوین تو بھی بلا شبہہ قطع نظر علاقہ فرزندی کے اور پدری ہزار سے ایک بیان نہو سکیگا باوجود اس فوج
اور مال اور سامان جاہ و حشمت کے کبھی عاجزی اور نیاز مندی مین اللہ تعالی کے آگے قصور نکیا اور ہمیشہ آپکو کمتر
سب مخلوق سے جانتے رہے اور کبھی یاد الہی سے غافل نہوئے ہر دین اور مذہب کے لوگ آنکے سایۂ عنایت مین
پرورش پاتے تہے بخلاف اور ولایتون کے کہ شیعہ سوا ایران اور سنی بجز ہند و روم و توران کے
نہین آرام پاتا جیسے رحمت الہی تمام اور سب کے شامل ہے کہ ہر گروہ اور ہر مذہب والا اس سے خوش حال
ہے اسیطرح سایۂ الہی کو چاہیئے کہ پرتو ذات رکہتا ہو اسیواسطے ممالک محروسہ مین کہ ہر طرف دریا شور
سے لاحق ہے مختلف دین والے اور بیلے عقیدے والے رہتے ہین کوئی کسی سے تعرض نہین کرتا سنی
شیعہ ایک مسجد مین اور فرنگی اور یہودی ایک کلیسہ مین عبادت الہی بجالاتے ہین طریق اینکے صلح کل
کا مقرر فرمایا تہا اور ہر قوم و مذہب کے نیک اور اچھے لوگون سے صحبت اور مجلس فرماتے تہے اور لایق
ہر کسی سے التفات اور عنایت کرتے تہے اکثر ہوتا کہ راتون کو بیدار رہتے اور دن کو کم سوتے چنانچہ
آٹھ پہر مین عادت خواب کی ڈیڑہ پہر سے زیادہ نہ تھی اور رات کے جاگنے کو حاصل عمر کا جانتے تہے
شجاعت اور دلاوری طبیعت اس درجہ مین تھی کہ مست و سرکش ہاتھیون پر سوار ہوتے اور بعضی خونی
ہاتھیون کو کہ اپنی مادہ کو بھی پاس نہ آنے دیتے تہے اور فیلبان اور اپنی مادہ کو مار ڈالتے تہے
اپنا مطیع اور فرمان بردار کر لیتے اور جو ہاتھی فیلبان کو مار کر چھوٹ کر بھاگتا تو جس راہ مین کہ وہ آتا
میری والد دیوار یا درخت پر چڑھکر اللہ تعالی کی عنایت پر تکیہ فرماکر اسپر سوار ہو جاتے اور بمجرد سوار ہونیکے
اسکو مطیع کر لیتے کئی بار یہہ حال دیکھا۔

صفحہ ۹۸

منجمون اور اخترشناسون نے آج کی رات نیک ساعت واسطے جانے اجمیر کے اختیار کی تھی دو گھڑی
رات گئے دوشنبہ دوسری شعبان کو مطابق شہریور کے ساتھ فیروزی اور اقبال کے بارادہ اجمیر
دار الخلافہ آگرہ سے باہر آیا اور اس عزیمت مین دو چیزین منظور خاطر تہین اول زیارت روضۂ
منورہ خواجہ حضرت معین الدین چشتی کہ برکتون روح آنکی سے کتنا یشین عظیم اس دودمان والا کو
پہونچی ہین اور بعد جلوس کے زیارت مرقد بزرگوار کی میسر نہین ہوئی تھی ٭

کتاب تزک جہانگیری

خلاصہ اس کتاب کا یہہ ہی کہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ حضرت خواجہ صاحب سے نہایت اعتقاد رکہتے تہے۔ شاہزادہ دانیال کے شیخ دانیال مجاور خواجہ صاحب کے گہر پیدا ہونے کی تصدیق لکہی ہے۔ اور جہانگیر بادشاہ تین برس اجمیر مین رہے۔ سوائے خادم صاحبان درگاہ اور خادم صاحبان درگاہ کو نذر و نیاز دینے کے دیوان یا اولاد کا کچہہ ذکر اونہون نے نہین لکہا حالانکہ بہت چہوٹی چہوٹی باتون کا ذکر اپنے ہاتہہ سے بادشاہ نے تحریر فرمایا ہے۔ ممکن نہین ہے کہ بادشاہ کے نزدیک اولاد ثابت ہوجاتی اور اولاد کا ذکر نہین لکہتے۔ اور تین برس بادشاہ کی اجمیر مین رہنے کی مدت بہی کم نہین ہے۔

ترجمہ اردو کتاب تزک جہانگیری مطبوعہ مطبع نظامی کانپور سنہ ۱۲۸۱ ہجری

صفحہ ۶

اکبر بادشاہ کو جب ستہ ہزار سات مین عاملون کی عرضیون سے معلوم ہوا کہ فتح ملک دکن بے جائے وہان پر نہ حاصل ہوگی اسواسطے نیک ساعت مین خود اسطرف متوجہ ہوئے اور صوبہ اجمیر کو نظر کرتے جہانگیر کی جاگیر مین دیا اور راجہ مانسنگہ اور شاہ قلی محرم اور چند بڑے امیر ونکو ہمرکاب شہزادے کے کرکر واسطے تنبیہ رانا کے اودیپور کی طرف روانہ کیا اور غرض بادشاہ اکبر کی ہمراہ نہ لیجانے مین شہزادے کے یہہ تہی کہ جو سفر دور و دراز پیش دار السلطنت شہزادے ولیعہد سے خالی نرہے اور فساد رانا بہی اس لشکر شہزادے سے دفع ہوجاوے اور راجہ مانسنگہ کو ہمراہ شہزادہ کے رخصت کیا۔

صفحہ ۲۵

چہارشنبہ کی رات دسوین تاریخ جمادی الاول کی سن نوسو اناسی مین ایک اور لڑکا پیدا ہوا اسکا نام دانیال رکہا چونکہ ولادت اسکی اجمیر مین بیچ گہر ایک مجاور خواجہ بزرگوار کے ہوئی تہی اور نام اس مجاور کا شیخ دانیال تہا اس نسبت اس شہزادہ کا نام دانیال رکہا۔

صفحہ ۲۶

برای خود واحی کند و فتوحات نذر و نیاز لبسیار پیش وی می آرند و جماعت را
گمراه می سازد غایتش والده خود را از اجمیر همین جا طلبید و انمیعنی او را لغایت
دشوار تر از رفتن بکربود و شبی که صدر جهان بتقریب تسلیم تولیت اجمیر چنانچه
گذشت جامع انتخاب را از نظر گذرانیدن آن هم را که خود یافته بود ندبرهم زده بشیا
باغ مرنداده و ضمانت نگاه داشتند روا از صدر جهان پرسیدند که آن بیچاره
بلوح ساده لوح که عبارت از شیخ حسین باشد کجاست فقیر را یاد داشته ام که در
لاهورست و بصدر جهان بمبالغه گفتم که چون من قابل این سعادت نبودم
باری او را متولی آن بلده محفوظ سازند که حق بمرکز قرار یابد از انجا که شان
هندوستانیان تربیت ابنا جنس نیافته است و هیچگاه از یکدیگر سینه صاف
نیستند نه در حق من بیچاره سعی وی شکور شد و نه در باب شیخ حسین +

صفحه ۳۱۲

میر عبداللطیف در پنجم رجب سنه نهصد و هشتاد و یک در معموره جلال
فتحپور بدار السرور جنان انتقال نموده بجم جاودانی و حور و قصور اتصال
یافته بالای قلعه اجمیر در خواجه میر سید حسین خنگ سوار مدفون گشت +

صفحه ۳۲۸

چون بندگان حضرت قریب شرف آفتاب بتقریبی نام کمینه را خود بدولت
بی نهایت کسی بر زبان رانده حرف تولیت خطه عالیه اجمیر **شعر** ذنت ان
ظری تلک الخیام + علی سکانها منی سلام فرموده اند بنوز تسلیم
آرزو دارد که اثر این سعادت زودتر از قوه بفعل آید و دل را از آب گرفتن در گرداب
هوای ناسازگار هر دیار فارغ ساخته برد الیقینی حاصل شود که خسخانه گیتی
چون خس و بر فنا آتش آنچنان سراب نماند و بخت شوریده هر ساعت و هر زمان
بان ترانه در فغان است **بیت** ای خجسته لنان میگرفت و تشد جانما
ملول بهر زمین هوای غفن زمین آبهای ناگوار همت عالی ر تو جدا

مشایخ فتحپوری که ایشان نیز در استیصال قهر آنها جنس ساعی جمیل بلیغ فرموده اند
جزاهم الله بر نفی نسبتش ادای شهادت نموده گفتند که از خواجه عقب نمانده
ودر اثبات صدور و قضات نیز بموجب زمانه سازی مصرع والله
الویغلت فی ثنایه محضر نوشتند و آن تولیت موروثی چندین ساله
بدیگران تفویض یافت و شیخ چون دستگاهی عظیم داشت و در انصوبه بادشاهانه
زندگانی میکرد و سوانح دیگر علاوه آن شد غیرت الوالامری تاب نیاورده او را
حکم اخراج بجانب مکه معظمه فرمودند تا در سفر بانس و الا رخصت گرفته به زیارت
حج اسلام فائز گردیده باز آید روزیکه از فتحپور بر آمده توجه بکابل بر سر محمد حکیم
روانه شدند شیخ از سفر حجاز آمده ملازمت نمود و شرائط آدابی که نوندسیان
نومسلم و نومریدان نو دولت حالا قرار داده اند از وی بوقوع نیامد بعد از مطالعه
صفحه احوال و خطوط پیشانی او معنی بی اخلاصی بزعم خود مشاهده نموده حکم
حبس در قلعه بکر فرموده و چند سال آنجا بسر میبرد تا در سنه اثنی و الف بسعی
مقربان معتقد شیخ را حکم طلب از بکر شد و چون همراه بعضی محبوسان مثل شیخ کمال
بیابانی قلاب که شمه ذکرش بالا مذکور گشت و قاضیان فتحپور که بسعی شیخ ابراهیم
چشتی تا چهارده سال آنجا محبوس بودند و بوسیله میرزا نظام الدین احمد فرمان
بنام ایشان رفته بود آمده کورنش نموده سجده ها کردند و حکم باخلاص ایشان
یافت و چون شیخ پیر معمر هفتاد ساله بود و آداب خدمت ملوک و طریق ملازمت
ایشان هرگز نورزیده و ندیده بود بوضع قدیم تعظیمی فی الجمله و تسلیمی ناتمامی کرد باز
آزرده و ناخوش آمده حکم بمیرزا فرمودند که فرمان سیصد بیگه زمین مدد معاش
و دیگر نوشته او را باره دیگر روانه آنجا سازد و بیگم بادشاه والده خلیفه الزمانی نیز
محلی بمقام شفاعت در آمده گفت که یتیم او والده پیر فرتوت دارد در اجمیر
از برای این فرزند کباب است اچه شود اگر او را رخصت وطن فرمایند و هیچ مدد
معاش از شما نمیخواهد قبول نفرموده گفتند که او حسد ... در آنجا که می بوده باز دکان

اسکی اولاد ہونے سے انکار
کیا اور لوگوں نے و مشایخان
فتحپور نے گواہی دی کہ اسکے
اولاد نہیں ہے۔ اس بات
میں صدر اعظم و قاضی القضات
نے بھی محضر لکھا کہ یہہ
اولاد خواجہ حسن کی
نہیں ہے۔ اور سوانح
دوسرا علاوہ اسکے اور ہوا
اسواسطے بادشاہ کو اسکی
تاب نہ آئی۔ اور حکم اخراج
کا دیا اور بکر کے قلعہ میں
قید کیا۔ والدہ بادشاہ نے
محل میں شیخ حسین کی
شفاعت کی اسکی بوڑھی
ماں ہے اجمیر میں اسکے واسطے
ترستی ہے اسکو چھوڑ دو
بادشاہ نے فرمایا کہ اجمیر
میں جاکر پھر لوگوں کو
گمراہ کریگا۔

جمال بختیار و جمعی از نزدیکان با جمیر فرستادند و مبلغ بست و پنج هزار روپیه
بجهت فقرا آن دیار دادند +

صفحه ۲۷۵

و در روز شرف آفتاب خطاب بصدر جهان بی آنکه کسی بعرض رسانیده کرد
فرمودند که اگر فلانی را تولیت روضه منوره حضرت خواجه اجمیری که متولی
ندارد منوب سازیم چون است گفت خوب است و تا مدت دو سه ماه در خدمت
در بارها میبود خلاصی ازین سرگردانیها نگرده دو بسیار نمودم و فصلی چند و جه
العرض هم نوشتم و موقوف بر جواب مانده بود +

صفحه ۲۷۵

و در شب سلخ رمضان المبارک این سال چون صدر جهان بعرض رسانید که
در باب رخصت فلانی چه حکم میشود فرمودند اینجا کارها دارد و گاهی گاهی یاد
خدمتی میفرمائیم دیگری را پیدا سازید و علم حق سبحانه و تعالی و اراده او غرشانه
باین معنی تعلق نگرفت میدانم که مصلحت و دین در بدرو شدگی کسی بودن چه باشد

صفحه ایضاً

مقارن این احوال روزی شیخ ابو الفضل بحضور فقیر فرمودند که اگر چه
فلانی خدمت اجمیر هم خوب آیدا ما چون حیثرها را ما و ترجمه میفرمائیم
خوب خاطر خواه مامی نویسد نمیخواهم که از ما جدا باشد +

صفحه ۳۰۸

شیخ حسین

[illegible] که از ابنای حضرت قطب المشائخ سلطان الواصلین حضرت
[illegible] بهت قدس روحه اما چون بادشاه را در اوائل حال
[illegible] انکاری بیشتر داو معاندان براه نمولی بعضی

ایا مشهور است که شیخ حسین
نبیرهٔ حضرت خواجه صاحب
[illegible] کرامت بانی

وہر شب جمعہ طائفہ سادات ومشایخ وعلما وامرا را احضار میفرمودند و
چون بترتیب نشستن و تقدیم وتاخیر ازین جماعہ ظاہر شد مقرر ساختند کہ امرا جانب
شرقی وسادات در غربی وعلما در جنوبی ومشایخ در شمالی بنشینند و خود
نوبت بنوبت دران صفوف آمده وصحبت با آن جماعت داشته تحقیق مقاصد
مینمودند و انواع خوشنودی بکار میبردند و زر بسیار باہل استحقاق کہ بوسیلہ
مقربان در آنجا میتوانستند رسید فراخور ہمت و قابلیت ما بخشیدند +

صفحہ ۲۱۰

و در ہفدہم ذیقعدہ این سال سفر اجمیر واقع شد و از یکمنزلی بدستور معہود
پیادہ رفتہ زیارت مزار متبرکہ نمودند و در نہم اینماہ تحویل حمل واقع شد +

صفحہ ۲۱۴

وہم در اجمیر خبر آمد کہ شاہجہان چون بگڈی رسیدہ با فغانان داود جنگی
عظیم کردہ فتح نمود و اوائل محرم المکرم ۹۸۴ سنہ اربع وثمانین و تسعمائہ با لشکر و لد
بھگوان داس راجہ ور آوردن روضہ حضرت معینیہ علی سکانہا التحیۃ بردہ و خلوت
ساختہ و استمداد نمودہ و خلعت واسپ با سائر لوازم بخشیدہ رخصت بجانب
دار الحرب کوکندہ و کونبھلمیر کہ تعلق برانا کنگا داشت فرمودند +

صفحہ ۲۱۵

بست و سیوم جمادی الثانی متوجہ اجمیر شدند و ششم ماہ رجب کہ روز
عرس خواجہ قدس اللہ سرہ العزیز باشد بانجا رسیدہ +

صفحہ ۲۲۰ و ۲۲۱

و در غرہ رجب از کشتی بجرہ آمدہ در کشتی برکہ عبارت از بادپائی باشد
نوره باشد سوار گشتہ +

صفحہ ۲۲۳

و درین سال شاہزادہ دانیال را با شیخ سیفی کہ نسبت اخوندی داشت و شیخ

صفحہ ۱۹۵

دراوائل شعبان المعظم از دہلی متوجہ اجمیر شدند و در منزل نارنول حسین قلیخان خانجہان
بتہنیت آمد و خان اعظم بابا خان از احمدآباد رسید و در اوائل رمضان المبارک بہفت
کروہی اجمیر رسیدہ بدستور سابق پیادہ بزیارت شتافتند یک جفت نقارہ داود کہ نذر
نقارخانہ حضرت معینیہ قدس اللہ سرہ العزیز کردہ بودند گزرانیدند و ہر روز بدستور
معہود در آن روضۂ مقدسہ شبہا صحبت با اہل اللہ و علما و صلحا داشتہ مجلس سماع و صفا
منعقد میشد و اہل نغمہ و ساز کہ ہر کدام در وادی خویش بیہمتا بود ناخن بر رگ دل
زدہ بآواز حزین میخراشیدند درہم و دینار چون قطرات امطار در بارش بود

صفحہ ۲۰۰

بعد از مراجعت از سفر اجمیر در ماہ ذیقعدہ ۹۸۲ اثنی و ثمانین و تسعمائہ عبادتخانہ
مشتمل بر چہار ایوان نزدیک بخانقاہ جدید فتحپور واقع شد۔

صفحہ ۲۰۰ و ۲۰۱

سنہ ۹۸۳ نہصد و ہشتاد و سہ عمارت عبادت خانہ اتمام یافت و منشاء تعمیر این آن
بود کہ چون درین چند سال فتوحات عظیمہ و غریبہ پی در پی روی نمود و
دائرہ مملکت روز بروز وسعت پیدا کرد و کارہا بر وفق مراد گشت و مخالفی
در جہان نماند و آشنائی بفقرا و مجاوران آستان رفیع الشان حضرت معینیہ قدس اللہ
سرہ بہم رسانیدہ اکثر اوقات بمباحثہ قال اللہ و قال الرسول پی کلی گذشت و سخنان
تصوف و تذکرہ علمی و تحقیقی مسائل حکمی و فقہی غیر آن مصروف میشد شبہا بذکر خداء عز و جل
مشغول باہم یا ہو و یا ہادی کہ ملقن بآن شدہ بودند یافت و تعلیم منعم حقیقی در دل
قرار گرفت بجہت آداے شکرانہ بعضی از ان لیلہ سحرہا طریق بنا رسیدی و در مسندی
تنہا بر تختہ سنگے از حجرہ کہنہ کہ در حیز ہر محلہای بادشاہی از آبادانی بیکسو افتادہ
بود نشستہ بمراقبہ مشغول میشد و فیض سحرہا میبردند

صفحہ ۲۰۱

یادگار کے نصب کی اور سنہ شاخ اسکی تاریخ ہو لی
ابتدای شعبان مین اکبر دہلی
اجمیر کیطرف متوجہ ہوا جب
نارنول مین منزل ہوئی
حسین قلیخان خانجہان کی تہنیت
کے لیے آیا انہین دنون مین خان
اعظم بھی احمدآباد سے جلد جلد
کوچ کرکے ملازمت مین حاضر ہوا
بعد ازان اکبر وہان سے کوچ کرکے
شروع ماہ رمضان المبارک مین
اجمیر کی قریب پہنچا اور سات
کوس سے پیادہ پا جاکر اس بزرگ
پر انوار کی زیارت سے مشرف ہوا
اور ایک جوڑی نقارہ داود کی
جو اکبر نے اس درگاہ کے نقارخانہ
کے نذر کے لیے رکھی تھی وہان داخل
کی اور بدستور سابق ہر روز
روضہ منورہ کی زیارت کے لیے
جاتا تھا اور راتون فقرا اور علما
اور صلحا سے صحبت رکھتا تھا اور
وجد و سماع کی مجلسین منعقد ہوا
کرتی تہین اور جو لوگ فن
موسیقی مین بڑے کامل تھے وہ
وہان گایا کرتے تھے اور انکو بہت
سے انعامات عطا ہوا کرتے
تھے

حضور اکبر بادشاہ کی ملاقات
ساتھ مجاوران آستان حضرت
خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ
عنہ کی ہو گئی تھی اسواسطے
اکثر اوقات عبادتخانہ نو تعمیر
مین بحث قال اللہ و قال الرسول
کی ہوتی تھی

و هر شب جمعه طائفه سادات و مشایخ و علما و امرا را احضار میفرمودند و
چون بنشستن تقدیم و تاخیر ازین جماعه ظاهر شد مقرر ساختند که امرا جانب
شرقی و سادات در غربی و علما در جنوبی و مشایخ در شمالی بنشینند و خود
نوبت بنوبت دران صفوف آمده صحبت با آن جماعت داشته تحقیق مقاصد
مینمودند و انواع خوشنودی بکار میبردند و زربسیار باهل استحقاق که بوسیله
مقربان در آنجا میتوانستند رسید فراخور همت و قابلیت می بخشیدند +

صفحه ۲۱۰

و روز هفدهم ذیقعده این سال سفر اجمیر واقع شد و از یکمنزلی بیستور معهود
پیاده رفته زیارت مزار متبرکه نمودند و در نهم ایماه تحویل حمل واقع شد +

صفحه ۲۱۱

و هم در اجمیر خبر آمد که خانجهان چون بگڑهی رسیده با افغانان داود جنگی
عظیم کرده فتح نمود و اوائل محرم المکرم سنه ۹۸۴ اربع و ثمانین و تسعمائة با نسنگ ولد
بهگوانداس را و را آوردن روضه حضرت معینیه علی سکانها التحیة برده خلوت
ساخته و استمداد نموده و خلعت و اسپ با سائر لوازم بخشیده رخصت بجانب
دار الحرب کوکنده و کونبهلمیر که تعلق برانا گنگا داشت فرمودند +

صفحه ۲۱۵

بست و سیوم جمادی الثانی متوجه اجمیر شدند و ششم ماه رجب که روز
عرس خواجه قدس الله سره العزیز باشد بانجا رسیدند +

صفحه ۲۲۰ و ۲۲۱

و روز غره رجب از کشتی بجر بر آمده در کشتی بر که عبارت از بادپائی هاموان
نورد باشد سوار گشته +

صفحه ۲۲۳

و درین سال شاهزاده دانیال را با شیخ سیفی که نسبت اخوندی و استادی داشت

صفحه ۱۸۹

و کارزاری رفت که او و از فرون و اصل یادگار ماند و شاهنشاهی هراول را آبیاری دیده و سوزن یا معین که وران زنان ورد زبان بود انداخته گران کاسه گشتند و صف اعدا را پریشان ساخته زیر و زبر گردانیدند +

صفحه ۱۹۰

و سوم جمید الثانی باجمیر رسیدند +

صفحه ایضاً

و شانزدهم شوال این سال بجهت استمداد و تسخیر بنگاله عازم زیارت اجمیر شدند و در موضع دایره که چهار کروهی فتحپور است خدمت شاه پناهی ولایت دستگاهی خواجه عبید الله نبیره خواجه احرار قدس الله سره بجهت اخلاص میرزا شرف الدین حسین که به شفاعت نموده بودند به قبول افتاده اگرچه مراسم تعظیم و تکریم و لوازم اکرام و احترام فرو گذاشته نشد و بالظاهر هم خواندند اما رنجشی باقی بود که و فتنه خاطر وداع نمودند و از هفت کروهی اجمیر پیاده شتافته و دوازدهم ذیقعده به زیارت متبرکه مشرف گشتند و در هفدهم این ماه تحویل آفتاب جهانتاب نیر اعظم نور بخش عالم است در برج حمل واقع شد جرم خورشید چو از حوت در آید بحمل اشهب روز کند ادهم شب را احمل و بموجب تعظیم این روز که هر سال عید است بعیش و خرمی بگذرانید به دستور سال جشن عالی ترتیب داده مقدار یک لک روپیه بهر صنفی از حضار مجلس بخشیدند و در سه شنبه و سیوم ماه ذیقعده از شهر اجمیر که بلدهٔ طیبه و در نیک خفی درستان آن واقع است نهضت نموده و در پایتخت رسیده +

صفحه ۱۹۱

و باعث بر آن این بود که چون هر سال از غایت اعتقاد رفتن باجمیر لازم ساخته بودند بنابر آن از آگره تا بالمقصد در هر منزل محلی تعمیر فرموده بودند و در هر کروهی یک مناره و چاهی ساختند و چند هزار شاخ آهو که در مدت عمر شکار کرده بودند [illegible] ... شاخ تاریخ آویختند +

چونکہ اکبر نے فرط اعتقاد سے ہر سال اجمیر کا جانا لازم کر لیا تھا اس لیے آگرہ سے اجمیر تک ہر منزل پر ایک محل بنایا گیا اور ہر ہر کوس پر ایک منارہ اور کنواں بنوایا اور ہرن کی لاکھ ہزار سینگ جو اکبر نے مدت العمر میں شکار کیے تھے [illegible]

و بتاریخ بستم ربیع الآخر این سال از فتحپور بعد از آنکه دوازده روز توقف نموده بودند از برای ایفای نذر متوجه باجمیر شدند و مزد و دران خطه باغ طرح انداخته و عمارت عالیه بامرا عظام حاکم شد در روز جمعه چهارم جمید الآخر از انجا کوچ نموده در عرض دوازده روز به بلده ناگور رسیدند +

صفحه ۱۷۷

و از راه حصار فیروزه باز متوجه حضرت اجمیر گشتند و از آنجا بکوچ متواتر بفتحپور نزول واقع شد +

صفحه ۱۷۹

و بتاریخ بستم صفر از پای تخت نهضت فرمودند و در پانزدهم شهر ربیع الاول بلده اجمیر مقر موکب سلطنت گشت و بدولت زیارت روضهٔ قدسیه سر دفتر سلسله چشتیه حضرت معین الدین قدس الله سره و اسرارهم روز دیگر بطواف میرزا میر سید حسین خنگسوار که این بیت در شان ایشان گفته اند بیت شکر الله که بدل تافته انوار جلی + از حسین بن علی ابن حسین بن علی + و بالای کوه متوجه شد نو میر محمد کلان را با ده هزار سوار بر سم هراول پیشتر روانه گردانیدند و بکوچ متواتر در نهم ماه جمید الاول بناگور رسیدند و در شب چهار شنبه دوم ماه جمادی الاول در اجمیر بخانه شیخ دانیال نام مجاوری صالح تولد شاهزاده صاحب اقبال دانیال واقع شده و این مژده در منزل ناگور بشاهنشاه رسید و بتقریب شیخ دانیال مذکور این نام نهادند +

صفحه ۱۸۰

و در روز یکشنبه تاریخ بست و چهارم ربیع الثانی بر جنیبان تیز رفتار با کروار سوار شده براه بیابان درد تو ده روان شدند و صد کروه راه در دو روز نموده و در ششم آن ماه در اجمیر بمزار متبرک فائض الانوار علی ساکنها السلام من الله الملک الجبار و شرف زیارت آن مرقد منور دریافته آخر همین روز رو براه نهادند

صفحہ ۲۶۲ بیسوین ربیع الاخر کو فتحپور سے بارہ روز ٹھہرنے کے بعد ۲۱ کا ۱۱ ... کیا اور وہان ... والی اور امیرو ... وہان بنی بڑی ... بنوائین جمعہ کے ... جمادی الآخر کو کوچ کرکے بارہ ... عرصہ مین ناگور پہ ...

... بیسوین ماہ صفر کو ... کوچ کیا پندرہوین ربیع ... اجمیر مین پہونچا اور ... خواجہ معین الدین چشتی ... علیہ کے مزار مبارک کی ز... سے مشرف ہوا دوسرے ... میر سید حسین خنگسوار کی ... زیارت کو گیا اسی روز ... میر محمد خان کلان کو مع ... دس ہزار سوار کے بطور ہراول ... کے آگے کو روانہ کیا پھر ... سے متواتر کوچ کرتا ہوا ... نوین جمادی الاول کو ... مین پہونچا اجمیر مین دوسرے ... جمادی الاول کو شیخ دانیال ... نامی ایک مجاور کے مکان پر ... شاہزادہ پیدا ہوا اکبر کو ... ناگور سے دو منزل ورے ... یہ خوشخبری پہونچی جشن ... ہوکر اس شہزادہ کا نام ... بھی دانیال کہا +

[اک]بر بادشاہ کی والدہ نے شیخ حسین کی سفارش کی مگر سفارش قبول نہ ہوئی۔ مصنف کتاب
[درگ]اہ خواجہ صاحب کے متولی مقرر ہونے کی نہایت آرزومند تھے +

[ان]تخاب اصل کتاب منتخب التواریخ مطبوعہ مطبع منشی نول کشور صاحب علی ۲۸۴	ترجمہ حصہ اردو صفحہ ۱۹۱
صفحہ ۱۴۷ بتاریخ ہشتم جمید الاول سنہ ۹۶۹ تسع وستین و تسعمائۃ بعزم زیارت مرقد متبرک قطب المشائخ و اولیا خواجہ معین الدین چشتی قدس اللہ سرہ العزیز متوجہ شدند و انعامات و خیرات بمجاوران آنجا دادند +	آٹھویں جمادی اول سنہ ۹۶۹ نوسو انہترمیں اکبر نے حضرت معین الدین چشتی قدس اللہ سرہ العزیز کی زیارت کے لئے اجمیر کا قصد کیا اور وہاں کے مجاوروں کو بہت سے انعامات دیئے +
صفحہ ۱۶۷ بجہت ایفای نذر آن راہ را پیادہ طی کردہ بتاریخ یکشنبہ ہفتم ماہ رمضان باجمیر رسیدہ زیارت مزار متبرک فائض الانوار حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس اللہ سرہ العزیز نمودہ و در صدقات و مبرات و خیرات افزود بعد از دہ روز پائے در رکاب دولت آوردند +	
صفحہ ۱۶۸ و خود جریدہ بایلغار بزیارت مزار فائض الانوار حضرت خواجہ اجمیری عازم شدند	
صفحہ ۱۷۳ و روز جمعہ دوازدہم شہر شعبان بموجب نذری کہ بجہت شکرانہ طلوع این کوکب اقبال فرمودہ بودند از آگرہ پیادہ بجانب اجمیر روان شدند و ہر روز شش ہفت کروہ راہ طی میکردند و بعد از اتمام مراسم زیارت مراجعت نمودہ رملہ رمضان المبارک ظاہر دہلی را معسکر ساختند و چند روز بزیارت اولیاء اللہ پرداختہ از آب جون گذشتہ شکار افگنان بدار الخلافت نزول فرمودند +	
صفحہ ۱۷۶	

وبعد از تاهل هفت سال در ششم ماه رجب سنه ثلث وستمائة ۶۳۳ از قید حیاتی
بالکلیه وارسته بعالم قدس بپیوست غرضکه مدت عمرش نود و هفت سال
رسیده بود از وفات او جمیع بادشاهان نذر بر روضهٔ او فرستاده تبرک
می جستند خصوص جلال الدین محمد اکبر بادشاه غازی که او بیش از دیگران
اعتقاد بآنحضرت داشت و در ایام بادشاهی خود چنانکه گذشت در اکثر سنوات
پیاده باجمیر رفت و زیارت او [illegible] و سید سلیمن مشهدی المشهور بجنگ سوار در تاریخ
و در تاریخ حاجی محمد قندهاری مسطور است که پیر خواجه معین الدین چشتی یعنی
شیخ حضرت عثمان هارونی در عهد شمس الدین چون مرید او بود در تعظیم و
تکریمش دقیقه فرو نگذاشت و در آمدن حضرت خواجه معین الدین محمد چشتی در اجمیر
توطن داشت درینصورت هیچ معلوم نشد که میان ایشان در هندوستان
ملاقات شده باشد و از شیخ عثمان هارونی خوارق عادت بسیار نشان میدهند
و از انجمله یکی اینست که چون خواجه معین الدین چشتی ازو رخصت گرفته
متوجه سیر بغداد گردید شیخ عثمان هارونی از مفارقت او بیتاب گشته در
طلب او از مقام خویش سفر اختیار کرد و دران سفر بمقامی رسید که مغان
آنجا ساکن بودند و آتشکده داشتند هر روز صد خروار هیزم در آن میسوختند
و شیخ عثمان هارونی دران نزدیکی زیر درختی نزول کرده خادم خود را
فخر الدین نام را فرمود که جهت افطار نان مهیا سازد و خادم چون برای
آتش نزدیک مغان رفت آتش ندادند خادم برگشته بخدمت حقیقت
حال عرض نمود شیخ متوجه آتشکده شد مختار نام مغی پیر را دید که پسر هفت
ساله در آغوش کنار آتش ایستاده بود پس بدو گفت که این آتش را که
بمنت الی معدوم میگرد چرا می پرستید خدایرا که خالق آتش است باید
پرستید مغ جواب داد که در کیش ما آتش را وجودیست عظیم چرا نه پرستیم شیخ
گفت چندین سال است این آتش را بصدق دل می پرستی میتوانی که دست

خواجه عثمان هارونی رضی
عنه بغداد کو بنا بر ملاقات
حضرت خواجه معین الدین
چشتی رضی الله عنه جب
تشریف لیگئے تو سا
فخر الدین انکے ساتھ
تھے

تشریف آورد و چون ازدحام خاص و عام از حد گذشت و آن بزرگواران
مستقر بود هر آئینه از انجا نیز متوجه بلده اجمیر شد و دهم ماه محرم سنه احدی
وستین وخمسمائه سایه وصول بر آن خطه انداخت وسید السادات سید
حسین مشهدی المشهور به خنگ سوار که شیعه مذهب بود و بصلاح و تقوی آراسته
در سلک اولیاء الله انتظام داشت و سلطان قطب الدین ایبک ورا
داروغه آن ساخته بودند و هم شیخ را باعزاز و اکرام تلقی فرمود و چون از حلیه
تصوف و اصطلاحات صوفیه بهره تمام داشت صحبت خواجه را نعمت
شگرف دانسته اکثر اوقات بمجلس شریف حاضر میشد و بسیاری از کفار
اجمیر ببرکت انفاس آن پیر طریقت بشرف ایمان مشرف گشتند و آنانکه
ایمان نیاوردند محبت خواجه را در دل جای داده پیوسته فتوح بجهت [illegible]
بحضرت اجمیر فرستادند و خواجه در عهد شمس الدین دو مرتبه جهت دیدن
مرید خود قطب الدین بختیار کاکی بدهلی تشریف برد اما در کرت دوم که از
دهلی مراجعت کرد او را تاهل واقع شد و شرح آن چنین است که سید وجیه الدین
محمد مشهدی داروغه اجمیر بود دختری داشت در کمال حسن و عفت و چون
بحد بلوغ رسیده بود میخواست که او را بحباله یکی از دودمان بزرگ در آورد
در تعیین آن متردد بود تا آنکه شبی امام همام جعفر صادق علیه الصلوة والسلام
را در خواب دید که بدو میفرمایند که ای فرزند وجیه الدین اشارت حضرت
رسالت پناه محمد صلی الله علیه و آله و سلم بر آن است که این صبیه را بخواجه
معین الدین چشتی بسپاری و بحباله نکاح او در آوری که او از واصلان درگاه
الهی و محبان خاندان رسالت پناهی است و چون سید وجیه الدین منتبه
بخواجه معلوم نمود خواجه گفت عمرم بآخر رسیده اما چون اشارت حضرت
رسالت است و امام همام بجز اطاعت چاره ندارم پس بمقتضای شریعت
مصطفوی آن عفیفه را جفت خویشتن ساخت چنانچه از و فرزندان شدند

وزن عقدی را نیز طلاق داده همراه خواجه شد تا حصار شادمان رفت چون
از بلاد واصلان گشته بود خواجه آنجا و بجماعت رجوع کرده در آنجا نگاهداشته
خود به بلخ تشریف برده در مقام معالی فرجام شیخ احمد حضرویه چند گاهی
اقامت نمود و در آن عصر فاضلی بود که او را مولانا ضیاء الدین حکیم میگفتند
و در جمیع علوم فلاسفه مهارتی تمام داشت و بعلم تصوف اعتقادی نداشت و
بشاگردان خود میگفت تصوف هذیان است و شیخ و گدان مسالیب العقول
بر زبان آرند و او در یکی از دهات حوالی بلخ مدرسه و باغ خوب داشت و
درس حکمت میگفت و خواجه معین الدین چشتی را عادت بود که همواره یکدو
دسته تیر و کمانی و چقماقی و نمکدانی با خود میداشت تا وقتی اگر گذر او
از آبادانی دور افتد شکاری کرده از لقمه بی شبه افطار کند پس ناگهان عبور خواجه
بدان موضع افتاد که مولانا ضیاء الدین حکیم میبود و در آن روز کلنگی به تیر زده
زیر درختی فرود آمد و بخادم اشارت کرد که کباب کند و خود بعبادت مشغول
گشت درین اثنا به تقریبی مولانا ضیاء الدین حکیم بدانجا رسیده دید که درویشی
بنماز مشغول است و خادمی کباب میکند و چندان توقف نمود که خواجه از نماز
فارغ شد آنگاه سلام کرده بنشست پس خادم کباب پیش آورده خواجه
بسم الله کرده رانی از آن کلنگ جدا کرده پیش مولانا گذاشت و از آن
پاره گوشت خود تناول نمود چون از آن کباب لقمه برداشت و بکار برد
فلسفه از سینه او زدوده گشت و مدهوش گردید خواجه قدری
خورده خود در دهنش انداخت تا بحال آمد الحاصل آنگاه مولانا ضیاء الدین
ام کتب را در آب انداخته با تفاق شاگردان در سلک مریدان منتظم گردید
شهرت خواجه در آن دیار از حد گذشت مردم شروع در هجوم کردند مولانا
ین را خرقه داده همانجا گذاشت و خود بغزنین آمده شمس العارفین
را که پیر شیخ نظام الدین ابو المؤید است دریافته بلاهور آمد و از آنجا بدهلی

نقل کرده که پوشش خواجه معین الدین چشتی دوتائی بود اگر جائی پاره شدی آن را
بخیه زدی و اگر بغل بند پاره شد از پارچهای پاک از هر نوعیکه یافتی بدان
پیوند کردی و چون باصفهان رسید شیخ محمود اصفهانی او را دریافت
و صحبتها داشت و خواجه قطب الدین بختیار کاکی که در آن وقت در اصفهان
بود میخواست مرید شیخ اصفهانی شود لیکن چون خواجه معین الدین محمد چشتی
را دید فسخ عزیمت نموده مرید خواجه شد و خواجه آن دوتائی را بخواجه قطب الدین
ارزانی فرموده همان دوتائی بود که خواجه قطب الدین در وقت وفات
بشیخ فرید الدین گنجشکر عنایت فرمود و او بشیخ نظام الدین اولیا عطا کرد و
او بشیخ نصیر الدین چراغ دهلی مرحمت نمود و چون خواجه بخرقان آمد دو
سال آنجا مانده از آنجا باستراباد رفت و بصحبت شیخ ناصر الدین استرابادی
مشرف شد و او شیخ عظیم القدر بود و صد و بیست و هفت سال عمر داشت
و حضرت شیخ ناصر الدین استرابادی بدو واسطه پیوند بحضرت سلطان العارفین
شیخ طیفور شیخ بایزید بسطامی داشت پس خواجه مدتی در صحبت او بوده
کسب فیوض لاتعد و لاتحصی نموده متوجه هری شد و بنا بر آنکه خواجه را عادت
بود که در یک موضع کم قرار گرفتی روزها در سیر میبود و شبها در اکثر اوقات
در بقعه خواجه عبد الله انصاری می آسود و زیاده از یکدو درویش ملازم او نبودی
اغلب نماز فجر را بوضوی عشا ادا میکرد و چون در هرات شهرت یافته مردم
بر او هجوم آوردند از آنجا بسبزوار شتافت و در آنجا حاکمی بود که یادگار محمد نام
داشت بد مزاج و فاسق و در رفض غلو داشت [illegible] باشت اصحاب کبار که هر گاه
که ابا بکر و عثمان و عمر نام بودی آنها [illegible] سیدی و در چند تلف کردی
شدی و این یادگار محمد در حوالی [illegible] طرح انداخته بود و در وسط آن
حوضی در نهایت صفا و لطافت پرداخته خواجه از گرد راه بدان باغ رفته
بکنار حوض فرود آمد و غسل کرده دوگانه بجا آورده به تلاوت قرآن

محمد یادگار سبزوار میں حاکم
تھے حضرت خواجہ معین الدین
چشتی رضی اللہ عنہ کی کرامت سے
تمام کار خانہ چھوڑ
تجرد اختیار کیا اور
داخل ان حق سے ہوئے

شد و چنانچہ عادت او بود از یک کروہی پیادہ گشتہ بروضۂ منورہ خواجہ
در آمد و زیارت کردہ +

صفحہ ۲۶۴

و در سنہ مذکورہ عرش آشیان اجمیر رفتہ بفتحپور سیکری مراجعت کرد +

مقالہ پنجم صفحہ ۲۵۱

اتفاقاً روزی عریضۂ قومی کہ بطرف ماروار تعین شدہ بود رسید و مضمونش
آنکہ ابتدای طلوع آفتاب اسلام در ممالک ہندوستان از افق اجمیر بودہ
و حضرت مرشد الطوائف شیخ معین الدین سنجری قدس سرہ نیز درین بقعہ
تشریف آسودہ اند حالا چون بتصرف کفار در آمدہ اثر اسلام و مسلمانی
نماندہ و چون مضمون عریضہ بعرض رسید ہمان روز متوجہ صوب اجمیر گردید
و بکوچ متواتر محاذی مزار فائض الانوار نزول فرمودہ استمداد از روح
فتوح حضرت خواجہ قدس سرہ نمودہ بلشکر حکم کرد کہ باتفاق امرا احاطۂ قلعہ
نمودہ مورچل تقسیم نمایند درین اثنا گجادہر کہ سردار اہل قلعہ بود با فوجی از
راجپوتان نامی بجنگ بر آمدہ و از صدمۂ افواج محمودی تاب نیاوردہ بقلعہ
در آمدہ و تا چہار روز معرکۂ قتال و جدال گرم بود در روز پنجم گجادہر با تمام لشکر
خود بر جنگ بر آمد در جنگ مغلوبہ کشتہ شد و جمعی از سپاہیان محمودی با
گریختہ ہا مخلوط گردیدہ بدروازہ در آمدند و فتح قلعہ نصیب گشت و در
ہر کوچہ از کشتۂ راجپوتان پشتہ پدید آمد و سلطان محمود خلجی مراسم
شکر الٰہی بتقدیم رسانیدہ شرف طواف آن بزرگوار دریافت و مسجد عالی طرح
انداختہ خواجہ نعمت اللہ را سیف خان خطاب دادہ حکومت آنجا بوے
تفویض نمود و مجاوران آن بقعۂ شریفہ را بانعام و وظیفہ خوشدل
ساختہ بصوب قاعد منڈل گڈہ مراجعت کرد +

مقالہ دوازدہم صفحہ ۳۷۵

سلطان محمود خلجی اجمیر آئے
اور اجمیر کو فتح کر کے
درگاہ میں مسجد بنوائی
اور درگاہ حضرت خواجہ
صاحب کے مجاوروں کو
ساتھ انعام اور وظیفہ
کے خوش کیا

صفحه ۲۵۸

انگاه آنحضرت باجمیر شتافته بزیارت خواجه معین الدین چشتی قدس سره دریافت
و باگره تشریف حضور فرمود بدیدن حضرت شیخ سلیم چشتی قدس سره بقصبه
سیکری رفت و چون چند مرتبه عرش آشیانی را تولد شده نمانده بود شیخ
مژده قدوم فرزندان طویل العمر داده خوش حال ساخت قضارا در بهار عیش زودی آثار
حمل ظاهر شده صباح روز چهارشنبه هفدهم شهر ربیع الاول در سنه ثمان سبعین و
تسعمائه کوکب ولادت شاهزاده سلطان سلیم بطالع بیست و چهار درجه میزان بمقام
سیکری در منزل شیخ سلیم چشتی قدس سره از افق جاه و جلال طلوع نمود
خاقان اکبر بشکرانه آن موهبت عظمی جمیع زندانیان را خلاص ساخت و خواجه
حسین ثنائی قصیده گفت که مصرع اول تاریخ جلوس جلال الدین محمد اکبر
بادشاه است و مصرع ثانی تاریخ ولادت شاهزاده جهانگیر این مطلع از آنست
مطلع لله الحمد از پی جاه و جلال شهریار * گوهر تجرید از محیط عدل آمد بر
کنار * عرش آشیانی جهت ایفای نذری که در باب فرزند کرده بود پیاده پا
باجمیر شتافت و زیارت خواجه معین الدین چشتی بجا آورده دستار زرفشان
بانعام و احسان گشاده و از راه عدل شکارکنان برگشت

صفحه ۲۵۹

در غره صفر سنه ۹۷۹ تسع و سبعین و تسعمائه بتفرج حصار فیروزه تشریف برد
باز باجمیر آمده شرائط زیارت پیر بزرگوار را بتقدیم رسانیده باگره تشریف برد
دران هنگام سکندر خان اوزبک که در جنگلهای بنگاله سرگردان میگشت منعم خان
المخاطب بخانخانان او را بپای بوس بادشاه آورده شفاعت گناهان او را
نمود و دران سال چون مقام سیکری بران حضرت مبارک شده بود در آنجا
شهری عظیم بنا فرموده دران زودی چون بگجرات فتح شد آنرا موسوم بفتحپور گردانید
و در شهور سنه ثمانین و تسعمائه چون در ملک گجرات خلل و فساد کلی

ضرت خواجه معین الدین قدس سره میرفتند و در ضمن این نیت حسنه و عمل
صالح فایده بسیار به بندگان خدا میرسید و در این سال بجهت بعضی از امور
توجه زیارت عالی میسر نشد شاهزاده دانیال از نزد و کیلان مثل شیخ جمال
و شیخ فیضی که نسبت اخوندی و سائر مردم همراه تعین فرموده بودند مبلغ
بست و پنجهزار روپیه مدد خرچ فقیران آن دیار را مرحمت فرموده بودند شاهزاده
جوان بخت زیارت فرموده معاودت فرمودند -

که در اجمیر تشریف داشتند هر روز بزیارت شتافته بفقراء و مساکین خیرات
میفرمودند۔

صفحه ۳۳۸

ذکر عزیمت موکب جهانگیر بزیارت اجمیر چون حضرت خلیفه الهی هر سال
بزیارت مزار فائض الانوار خواجه معین الدین چشتی قدس سره را التزام نموده بودند
در ماه رجب که ایام عرس حضرت خواجه معین الدین است قریب رسید متوجه
خطه مبارک اجمیر گردیدند و از انجا بکوچ متواتر متوجه اجمیر شده چون باجمیر
رسیدند لوازم زیارت بتقدیم رسانیده فقراء و مساکین آن بقعه شریفه را از
انعام عام بهره مند ساخته و در کشف عزت و اقبال مراجعت فرموده۔

صفحه ۳۴۰

چون ششم ماه رجب ایام عرس خواجه معین الدین قدس سره بعزم زیارت
اجمیر فرمودند و غره رجب از کشتی بیرون آمده بسرعت سیر راه استقبال فرمودند
و هر روز سی کروه راه طی کردند و بتاریخ روز ششم شهر مذکور که روز عرس خواجه
بود در آمدند و از روی خشوع و خضوع زیارت نموده فقراء و مساکین آن
بقعه شریفه را بانعام خوشدل گردانیدند۔

صفحه ۳۴۴

چون هر سال التزام زیارت مزار فائض الانوار خواجه معین الدین قدس
سره پیش نهاد خاطر خسرو جهان گیر بود در شانزدهم ماه رجب از دار الخلافت
فتحپور بجانب اجمیر نهضت فرمودند۔ القصه در تجهیز بیست و چهارم
ماه شعبان از پنج کروهی اجمیر پیاده شده بمزار پرنور الانوار آمده بشرائط طواف
قیام نمودند۔

صفحه ۳۴۸

چون حضرت خلیفه الهی هر سال از راه اخلاص بزیارت مزار فائض الانوار

تسکارکنان متوجہ شدند و در حد قصبہ نارنول خانجہان کہ لاہور بعزم تہنیت مبارکباد متوجہ شدہ بود احمدآباد خود را بایلغار رسانیدہ باحراز سعادت عتبہ بوسی مشرف گشت و در اوایل رمضان المبارک ہوای اجمیر از غبار نعال مراکب مشک بیز و عنبر آمیز گردید و از گردراہ بمزار مورد الانوار خواجہ معین الحق والدین قدس سرہ فرمود و لوازم زیارت و شرائط طواف بجا آوردند و از غنائم بنگالہ یک جفت دمامہا فرا درا کہ روز اول نذر حضرت خواجہ قدس سرہ جدا فرمودہ بودند نذر آوردہ داخل نقارخانہ حضرت قدس سرہ فرمودند و ہر روز بدستور قدیم بمزار فائض الانوار تشریف بردہ از صدقات و نذر و خیرات فقرا و اہل احتیاج از نوالی نیاز میگردانیدند

صفحہ ۲۳۲

ودر اخراین سال ہفتم ذیقعدالحرام سنہ اربع وثمانین وتسعمائہ یورش اجمیر در میان آمد و آنحضرت بتاریخ مذکور از فتحپور متوجہ طواف گشتند و تمام راہ انبساط فرمودہ روز دوشنبہ چہارم ذیحجہ بسال پنج کروہ کروہی اجمیر مخیم خیام فلک احتشام گردید و از انجا بدستور مقرر پیادہ روی ارادت بمزار مہبط الانوار آوردہ پنج کروہی راہ پیادہ رفتند و از گرد راہ بمزار فائض الانوار درآمدہ نیازمندی شرائط زیارت و لوازم طواف تبقدیم رسانیدند و روز اول مبلغ دہ ہزار روپیہ بمجاوران بقعہ شریفہ و خدام آستانہ رفیعہ عنایت فرمودند۔

چوتھی ذی الحجہ کو حضرت بادشاہ زیارت کے واسطے تشریف لائے اور اول دن دس ہزار روپیہ مجاوران و خادمان کو عنایت فرمائے

صفحہ ۲۳۵

وچون ہر سالہ حضرت خلیفۂ الہی بزیارت مرقد منورہ خواجہ معین الدین تشریف میبردند و از فتحپور متوجہ شدہ روز پنجشنبہ پنجم ماہ رجب سال مذکور باجمیر نزول اجلال شد بعد از زیارت مزار فقرا و مساکین انمقام را از خرد و بزرگ بانعام زر سرخ و سفید و سیاہ بہرہ مند ساختند و چندروز

صفحه ۳۱۱

بکوچ متواتر روز چهارشنبه سوم جمادی الثانی احدی و ثمانین و تسعمائة
بهوای صحرای اجمیر از غبار مراکب عنبربیز و عطرآمیز گردید و از گرد راه بمزار
مورد الانوار حضرت خواجه معین الدین چشتی قدس سره فرمود شرائط طواف
و لوازم استمداد بجا آورده مجاوران اجمیر را غنی و مستغنی گردانیدند و عصر
روز دیگر کوچ فرموده خود بایلغار متوجه گشتند ٭

سوم جمادی الثانی کو حضرت محمد اکبر بادشاہ زیارت کیواسطے اجمیر تشریف لائے اور زیارت کرکے مجاوران اجمیر کو غنی اور مالدار کردیا

صفحه ۳۱۲

هم درین سال عاقبت مآل حضرت خلیفهٔ الهی شانزدهم شوال عازم زیارت
مزار فیض الانوار حضرت خواجه معین الحق والدین قدس سره گردیدند ٭

صفحه ۳۱۳

دوازدهم ذیقعده بهفت کروهی اجمیر مخیم سرادقات عزت گردیده و شیوهٔ
مرضیه خود روز دیگر از آن منزل از روی نیازمندی پیاده متوجه مزار
گشتند و شرائط طواف بتقدیم رسانیده از آنجا بدولتخانهٔ عالی خرامیدند
و در عرض دوازده روز که خطهٔ اجمیر معسکر همایون بوده هر روز بمزار انور
شریف برده مجاوران بقعهٔ شریفه و عموم متوطنان خطهٔ اجمیر را از خوان خیر و
احسان بهره ور و بیگر دانیدند - ذکر وقایع سال هژدهم الهی ابتدای این سال روز
پنجشنبه هفدهم ذیقعده سنه احدی و ثمانین و تسعمائة بود چون از راه فتحپور
ولادت نیک لکهنوتی پیش نفاذ همت نهمت حضرت خلیفهٔ الهی گشت و بجهت
میسر و تسخیر این ممالک فسیح از روح پر فتوح حضرت خواجه بزرگوار که دایم معین
و ناصر پادشاه موید و کامگار بوده استمداد خواستند و بتاریخ بست و سوم
ذیقعده متوجه دارالخلافت گردیدند ٭

حضرت بادشاہ زیارت کو آئے اور مجاوروں کے ساتھ بہت کچھ احسان کیا -

صفحه ۳۲۲

چندانکه شعبان المعظم لوای عظمت از دارالملک دهلی بصوب خطهٔ اجمیر افراشته

بہی در اجمیر بعد گذشتن دو گھڑی و چار پل لطالع حوت حق سبحانه تعالی عقد
دری ازینجای شاهی و گوهری از درج بادشاهی کرامت فرموده در
سلطنت و سلک خلافت گوهری گرانمایه افزود و حضرت از استماع این
بشارت مژده شکر الهی بتقدیم رسانیده و چندروز بر بزمگاه عیش و عشرت
تکیه زده عموم خلایق را از خوان احسان خود کامیاب گردانیدند و چون
این ولادت با سعادت در منزل شیخ دانیال که از مشایخ وقت در صلاح
و تقوی ممتاز بود شرف وقوع یافته بود شاهزاده خجسته قدم صاحب
اقبال را شاهزاده دانیال نام نهادند۔

حضرت جلال الدین محمد اکبر
بادشاہ ناگور میں تشریف
رکھتے تھے کہ اجمیر میں شیخ
دانیال کے گھر بادشاہ بیگم
کے بطن سے شاہزادہ پیدا ہوا
اور اسکا نام شاہزادہ دانیال رکھا

صفحہ ۳۰۴

القصه حضرت خلیفه الهی روز دهم محرم الحرام سنه احدی و ثمانین و تسعمائه
موافق سال شانزدهم الهی از گرد راه بمزار مورد الانوار حضرت قطب الواصلین
خواجه معین الدین چشتی قدس سره نزول فرموده باداء شرائط طواف پرداخته
مجاوران روضه و عموم متوطنان آنجا را از نذر و صدقات غنی و مستغنی گردانیدند
و یک هفته دران بقعه شریفه توقف نموده بودند هر صبح و شام بزیارت آن مقام
سعادت فرجام تشریف برده در مهام کلی و جزوی استمداد میخواستند
بیت: کسی کاستعانت بدرویش برد ۞ اگر بر فریدون زد از پیش برد
بعد از آن عنان عزیمت بصوب مرکز دائره خلافت معطوف ساختند۔

حضرت جلال الدین محمد اکبر
بادشاہ اٹھارویں سال کو
زیارت کے واسطے آئے
اور زیارت کرکے مجاوران
درگاہ کو اسقدر نذر و نیاز
دی کہ غنی اور مالدار ہوگئے

صفحہ ۳۰۶

و روز سه شنبه از گرد راه بمزار قطب الواصلین خواجه معین الدین چشتی
قدس سره خرامیده لوازم طواف بجا آورده رسم فقراء بر آئین سوال از
مجاوران روضه جنت مثال بلکه از سائر متوطنان خطه اجمیر برداشتند
زبانی و دولتخانه پایه عالی که جهت نشیمن خاص بنا نموده بودند استراحت
فرمودند آخر روز از اجمیر سوار شده رو براه نهادند۔

حضرت جلال الدین محمد اکبر
بادشاہ زیارت حضرت خواجہ
معین الدین چشتی کے واسطے
آئے اور مجاوران کو اسقدر نذر و نیاز
دی کہ پھر سوال کرنیکی انکو تمنا نہیں رہی

وبجهت ترفیه حال برایا که در معجون طینت آن بادشاه عالی نژاد تخمیر
یافته حکم فرمودند تا بر دور خطهٔ اجمیر حصاری محکم و مضبوط طرح انداختند
وبجهت نشیمن خاص قصر عالی بر زمین نهادند و امرا و خوانین و سایر
مقربان درگاه در تعمیر منازل بر یکدیگر سبقت جستند و حضرت عالی
مواضع و قریات حوالی اجمیر را میان امرا قسمت فرمودند تا محصول
آنرا صرف عمارات نمایند و روز جمعه چهارم ماه جمادی الاخر سنه مذکور و
کنف صحت و عافیت از اجمیر کوچ نموده شانزدهم ماه مذکور ظاهر در قصبه
ناگور مخیم عساکر جاه و جلال گردید۔

صفحه ۲۹۱

و عازم اردو گشتند و چند روز که نواحی لاهور مضرب خیام فلک احتشام
بود اوقات گرامی شکار میشد از انجا از راه حصار فیروزه متوجه زیارت
روضهٔ قدسیه معینهٔ خواجه معین الدین گشتند۔

صفحه ۲۹۲

بتاریخ بستم شهر صفر سنه ثمانین و تسعمائة موافق هفدهم سال الهی پای
دولت در رکاب سعادت نهاده شکار کنان متوجه اجمیر گردید و روز
سه‌شنبه پانزدهم ربیع الاول سنه مذکور از گردار بحزار فائض الانوار حضرت
خواجه معین الدین شتافته لوازم زیارت بتقدیم رسانیدند و مشائخ خدام
و مجاوران بقعه شریفه را با انعام وافر مسرور و خوشوقت ساختند روز دیگر
زیارت سید حسین خنگ سوار قدس سره که از اولاد امام همام زین العابدین
رضی الله عنه است و بر بالای کوه اجمیر مدفون است تشریف بردند۔

صفحه ۲۹۲

و در دو منزلی ناگور منهیان خوشخبر بمسامع عز و جلال رسانیدند که در شب
چهارشنبه دوم ماه جمادی الاول سنه ثمانین و تسعمائة موافق سال ... الهی

حضرت جلال الدین محمد
اکبر بادشاه زیارت مزید
تشریف لیگئے اور مشائخ و
خدام و مجاوران درگاه کو
بہت سا انعام دیکر خوش کیا

اقامت فرموده عنان عزیمت بجانب مستقر سریر خلافت معطوف فرمودند-

صفحه ۲۸۸

و حضرت فتحپور را پای تخت قرار داده قلعه سنگین بر دور شهر فرمودند و
عمارات عالی بنا یافته شهر عظیم شد پیش از تولد مبارک شاهزاده فرخنده
مولد حضرت در باطن فیض موطن خود گزرانیده بودند که اگر حق سبحانه تعالی
دری از درهای بادشاهی و گوهری از درج نامتناهی کرامت فرماید پیاده
بزیارت مزار مورد انوار حضرت قطب الواصلین خواجه معین الدین چشتی
قدس سره تشریف فرمایند حضرت بالقای نذر پرداخته روز جمعه دوازدهم
شعبان سنه سبع و سبعین و تسعمائة از دار الخلافت اگره پیاده متوجه اجمیر
گشتند و هر روز شش کروه و هفت کروه طی میفرمودند و هم از گرد راه بمزار اخرا
مبارک
رسیده و مراسم طواف پرداخته چند روز در آن مقام فرشته
ولیشرایط زیارت مراسم طواف پرداخته چند روز در آن مقام فرشته
احترام اوقات با نعام و انصاف گزرانیدند و بعد از چند روز از اجمیر معاود
متوجه دهلی گشتند و در رمضان سنه سبع و سبعین و تسعمائة ظاهر دهلی
مخیم عساکر جاه و جلال گردید-

صفحه ۲۸۹

(ذکر نهضت اعلام جهان گیر بخطهٔ اجمیر) چون حضرت خلیفه الهی
هر سال منذور بود ... از هر جا که می بودند خود را بطواف مزار قطب الواصلین
معین الحق و الدین حسن سنجری قدس سره بخطه اجمیر میرسانیده و درین
سال فرخنده فال بجهت شکرانه این موهبت بتاریخ بستم ربیع الآخر
سنه ثمان و سبعین و تسعمائة پای دولت در رکاب سعادت نهاده عازم
اجمیر گشتند و دوازده روز بوساطت اسامان بعضی ضروریات در فتحپور
توقف نموده بکوچ متواتر خطهٔ اجمیر را رشک ریاض جنان گردانیده
و سکان آن روضه رضیه را از انفعال تام کامیاب و محظوظ ساختند

کتاب طبقات اکبری

خلاصہ اس کتاب کا یہہ کہ حضور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ حضرت خواجہ صاحب سے نہایت اعتقاد رکھتے تھے۔ کئی بار پیادہ پا تشریف لائے۔ جتنی دفعہ آئے خادم صاحبان درگاہ کو نذر نیاز دی۔ شاہزادہ دانیال شیخ دانیال صاحب مجاور کے گھر پیدا ہوا۔ دیوان کا یا اولاد کا کہیں ذکر نہیں۔

انتخاب کتاب طبقات اکبری مطبوعہ مطبع منشی نولکشور صاحب بلکھنؤ سنہ ۱۲۹۲ ہجری	ترجمہ اردوی ضروری
صفحہ ۲۵۶ وبتاریخ ہشتم جمادی الاوّل سنہ تسع وستین وتسعمائۃ بعزم زیارت مرقد منور مطلب الاولیا خواجہ معین الدین چشتی قدس اللہ سرہ روان شدند واعلام ظفر انجام باجمیر رسیدہ ساکنان آن قلعہ بقلعہ شریفہ را بصلات وصدقہ و وظیفہ و ادرار بہرہ مند گردانیدند۔ **صفحہ ۲۸۵** وچون حضرت در ہنگام توجہ بتسخیر قلعۂ چیتور نذر کردہ بودند کہ بعد از حصول این مرام بزیارت مرقد منورۂ خواجہ معین الدین چشتی سنجری کہ در خطۂ اجمیر واقعست توجہ فرمایند جہت وفای این نذر از ہمان راہ بجانب اجمیر توجہ نمودہ تمام آن راہ پیادہ طی فرمودہ وبتاریخ یکشنبہ ہفتم رمضان باجمیر رسیدہ شرائط طواف وزیارت بجای آوردہ فقراء وساکنین آن بقعہ را بصلات وصدقات شاد ساختند و دہ روز دران مقام متبرک	

کتاب آئین اکبری

خلاصہ اس کتاب کا یہ ہے کہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ حضرت خواجہ صاحب سے نہایت اعتقاد رکھتے تھے کوئی کتاب اُنکے ذکر سے خالی نہیں۔

انتخاب آئین اکبری مطبوعہ مطبع منشی نولکشور لکھنؤ	خلاصہ ترجمہ اردو میں
صفحہ ۲۰۷ جلد دوم خواجہ معین الدین چشتی پور غیاث الدین حسن از سادات حسنی حسینی است در سال پانصد و سی و هفت در قصبه سجز از دار سجستان بزاد و در پانزده سالگی پدر اوران جهانی شد ابراهیم قندوزی را که از آگهی ربودگان بود بروی نظر افتاد و برق و اسوختگی در خرمن وابستگیها در زد و جستجوی رهنمون شد در هرون که دهی است از نیشاپور بصحبت خواجه عثمان چشتی رسید و بریاضت گری نشست و خرقهٔ خلافت یافت سپس در بغداد و پیرطلبی به آمد و از شیخ عبدالقادر جیلانی و بسیاری بزرگان فیض اندوخت و در سالیکه معزالدین سام دهلی برگرفت بدانجا رسید و بسگالش عزلت گزینی باجمیر شد و فراوان چراغ برافروخت و از دم گیرائی او گروهاگروه مردم بهره برگرفتند روز شنبه ششم ماه رجب سال ششصد و سی و سه و جهان تقدس خرامش فرمود و در دامنه کهسار خوابگاه شد و امروز زیارتگاه خرد و بزرگ	حضرت خواجہ بزرگ کی پیدائش پانچسو سینتیس ۵۳۷ ہجری میں ہوئی اور چھ سو تینتیس ۶۳۳ میں وفات پائی ۹۶ برس کی عمر تھی

درین هنگام نوازش فرمودید برین بنگاه فرستادند بتیمارداری گذشته نشینان آن قدسی برین و سرانجام آشخانه بدو بازگردید۔

آپکو خواجہ صاحب کی اولاد دختری سے جانتا ہے شیخ حسین اپنی نالائقی سے یعنی نابکاری سے عرصہ تک قید رہا۔ اور پھرتا رہا (یعنی سنہ ۱۴ جلوس سے سنہ ۴۶ جلوس تک جسکو ۳۲ سال ہوتے ہیں) اب قصور معاف کرکے نوازش فرمائی اور درگاہ میں بھیجا کہ وہاں کے لوگوں کی خدمت کرتا رہے اور لنگر خانہ کا سرانجام اسکے سپرد ہے

صفحہ ۸۶ - جلد سوم

و چون لبسہ منزل دار الخلافت مورد سرادقات جلال شد عزیمت طواف اولیا دہلی و اجمیر در خاطر خدا پرست آن یگانۂ عالم یزدان شناسی در جوش آمد۔

صفحہ ۸۷ - ایضاً

در اوایل دیماہ الٰہی خطۂ دلکشا اجمیر مطلع انوار شاہنشاہی شد آداب طواف و مراسم زیارت بتقدیم رسید و لوازم داد و دہش بظہور آمد۔

صفحہ ۱۸۵ - ایضاً

نہضت موکب ہمایون بصوب اجمیر بار دیگر

بآیین ہر سال عزیمت خطۂ فیض بخش اجمیر مصمم شد و شب با دلست و دوم شہریور ماہ الٰہی سمند اقبال را بکرای مرقد قدسی گردانیدند۔

ایضاً

و درین سال مہ کہ رایات جہان کشا بصوب اجمیر نہضت میفرمود۔

صفحہ ۱۸۸

و فرخی و فرخندگی چہارم مہر ماہ الٰہی شہر دلکشای اجمیر از ورود رایات ہمایون نورآگین شد بآیین بزرگان ژرف نگاہ بآن مشہد مقدس شتافتہ ایزد بیچون را پرستش نمودند و منتظر آن قدوم قدسی کامیاب خواہش شدند و ہم درینولا کہ زبانۂ سعادت دہش و روزگار الش اقبال فرمان پذیران بارگاہ خلافت شہریار والا گوہر را لبطلا و سائر جلایل امور برکشیدہ بجز ایل بخشش داقبال آرزومندی جہانیان لبسہ نیاز گردانیدند نخستین آن دریای نوال عالی فطرت جلسۂ گردآوری رضامندی ایزدی خرمن خرمن دامن دامن از زر سرخ و سفید کرامت فرمود و پس از ان کار بزدان خدمت

شد آنحضرت بروضهٔ معینیه ورود سعادت فرموده خدای خویش را پیش
خاص نمودند و بروح قدسی خواجه استمداد اعانت نموده منتسبان آن
بقعه خیر را به تفقدات بادشاهانه اختصاص بخشیدند وازانجا منازل
آسمانی ارتفاع راکه دران شهر بهجت نشیمن خاص اساس یافته بود
اجلال کرامت داده استراحت فرمودند وآخرهای روز سوار دولت
شده شبدیز اقبال تیز راندند+

صفحه ۲۴ - ایضاً

و روز سروش هفدهم مهرماه الٰهی شهر فیض بخش اجمیر نزول موکب مقدس
افتاد و شه الله زیارت روضهٔ منورهٔ خواجه معین الدین تقدیم رسیا
و منسوبان آن مقام متبرک و سائر غبار آلودگان راه احتیاج از
انعام بادشاهی احتظاظ وافر یافتند+

صفحه ۵۵ تا ۵۶ - ایضاً

و روز هشتاد سب و ششم اسفندارمذ ماه الٰهی در هفت کروهی اجمیر
سر اوقات عظمت بعد رد دیگر پیاده بمرقد منوره توجه نمودند و در آخر
روز بان بقعه معینیه رسیده لوازم بجا آوردند و ارباب احتیاج و سایر
منسوبان بقعه گرامی بجزائل عطاهای شاهنشاهی حظ وافر بردا
بعد از استیفای مراسم زیارت بمنازل دلکشا که در نیولا نزدیک با
پیوسته بود بفرخی و خجستگی نزول اجلال فرمودند+

صفحه ۵۶ - ایضاً

آغاز سال نوزدهم از دور دوم بخورمی و فرخندگی شد آن گوهر یکتا
خلافت در روضهٔ معینه جشنی بزرگ ترتیب داد و مجلس والا انتظا
یافت و در نیولا که موکب همایون خطه دلکشا اجمیر را بنور معدلت

جلد دوم
صفحه ۶۵۴ تا ۶۶۴

دران هنگام که موکب معلی از اجمیر نهضت میفرمود یکی از پردگیان سرادق
عصمت راز مان دولت ولادت و وقت انکشاف صبح سعادت نزدیک رسیده
بود و نقل و حرکت مزاج آن عفت سرشت بر نمی تافت تیمن و تبرک جسته
خانهٔ اشرف منتسبان روضهٔ منیفه و اعز معتکفان بقعه قدسیه دانیال
نام که نور صلاح و فلاح از ناصیهٔ او میتافت خالی ساخته در انجا گذاشته بود چو
موکب اقبال پیوند در حوالی بیلو دار مضافات رلی از سرکار ناگور نزول
اجلال فرموده بود که قاصدان خجسته مقدم از اجمیر رسیدند و نوید نصرت بخش
مسرت افزای آوردند که بعد از گذشتن چهل و یک پل از شب آسمان
بست و هفتم شهریور ماه الهی موافق شب چهارشنبه دوم جمادی الاولی سبب
رویت و شب سوم امرا وسط بطالع حمل بحاسبهٔ حکیمان یونان و بطالع
حوت بحساب دانایان هندوستان در خطهٔ فیض نمای اجمیر که طولش
صد و یازده درجه و پنج دقیقه و عرضش بست و شش درجه است او از جهان
آفرین جهان آرا حضرت شاهنشاهی را فرزندی بلند اختر کرامت فرموده و
بطلوع این کوکب نورانی منت بر انفس و آفاق نهاد گیهان خدیو از
استماع این نوید سرور پیشانی صبح پر نور را زمین سای سجدهٔ شکر فرموده
بسپاس و ستایش الهی کامیاب دولت گشتند و ظهور این امر را بشیر فتوحات ابی انداز
و بستند و جشنهای عالی ترتیب داده انجمن آرای عشرت شدند خلائق بصلای
عام نشاط تازه از سر گرفتند و نقود افضال در دامن عالی ریختند **شعر**

گلی بشگفت جان پرور درین باغ — که بویش صد گلستان را کند داغ
ازین شمشاد بن کازاد برخاست — زهفت اختر مبارکباد برخاست
خدیوانه سر طرب بال بر داد — صلای بهفت اقلیم در داد

حضرت محمد اکبر بادشاہ ناگور کیطرف جاتے ہوئے اپنی ایک بیوی کو شیخ دانیال کے گھر چھوڑ گئے جب شاہزادہ کے پیدا ہونے کی خبر بادشاہ کو پہونچی شاہزادہ کا نام شیخ دانیال کے نام پر سلطان دانیال رکھا۔

مصلحتِ ملک و حمیت معدلت و دریافت حقائق احوال و مالش ستمگاران
و غمخواری مظلومان و برآوردن مستعدان و معموری عالم که خلاصهٔ عبادات
نشأه تعلق است سیر و شکار را پرده این کار ساخته روز رام بست دیکم آبان
ماه الهی موافق چهارم جمادی الاخری بدولت و اقبال نهضت والا
فرموده متوجه صوب ناگور گشتند

جلد دوم
صفحه ۴۶۳ تا ۴۶۴

روز کوس چهاردهم امرداد ماه الهی موافق شنبه پانزدهم ربیع الاول
مابین مقررآنکه از منزلی اجمیر پیاده شده متوجه طواف روضهٔ معینیه
شدند در اثنائے راه قراولان عرضهٔ شکار خبر آوردند که در آن نزدیکی
شیر لیست قوی هیکل که همواره در کمین شیرد این راه بوده قصد مینماید
از انجا که استیصال آزار رسانان لازم آئین سلطنت است شهریار شیر
شکار متوجه دفع او شدند و بروشنی دل گزین آن درنده قوی پیکر را
شکار فرموده متوجه آن خطهٔ دلکشا شدند از برکات قدوم شاهنشاهی
رونقی تازه یافت آداب نیازمندی و رسوم زیارت تبقدیم رسید و دریای
افضال بجوش آمد طبقات مردم از عطایائے بزرگ بهره وافر برگرفتند
و روز دیگر بتماشای قلعه که بر قله کوهچه لقع است متوجه شدند و در آن عالیمقام
زیارت سید حسین خنگ سوار که در زبان عوام از اولاد امام زین العابدین است
دانسته بتبرک میستند و تحقیق آنست که سید از ملازمان شهاب الدین غوری
است هنگامیکه فتح هندوستان کرده مراجعت نموده او را بشقداری اجمیر گذاشت
انجا نقد حیات سپرد و بمرور ایام و بجوم عوام بولایت مشهور گشت و تربتش
ف عالمیان شد

صفحه الضاً

و بدولت و اقبال از خطهٔ فیض اساس اجمیر نهضت فرمودند

پیروی کے ظاہر ہوا کر خوی اولاد کا چھوٹا ہے

شغل فرموده مسرت پیرائی خاطر خویش و بیگانه شدند +

جلد دوم

صفحه ۴۴۵ تا ۴۴۶

خدیو معلی ازان منزل تا اجمیر کامیاب بدایع نشاط خصوصاً نشاط زیارت پیرای
شکار بوده منزل بمنزل بوادی مراحل بقدم شوق طی میفرمودند - چون
عرصهٔ اجمیر بظل چتر اقبال شاهنشاهی نور پذیر شد روزی چند آداب زیارت
تقدیم رسانیده معتکفان ان حواشی و منتسبان آن دیار را بجلایل درار و
انعام توانگر ساختند و صلای افضال چنان عام شد که هیچ فردی ازین سماط
احسان محروم نمانده و درهمین ایام سعادت انتظام حکم رفعت اساس
بایجاد و احداث حصار شهر اجمیر ممکن شرف ارتفاع یافت بنایان کاردان و معماران
دانشور طرح عالی کشیده منظر سپهر صعود در آوردند و در ساعت مسعود که بنا
کار را شایسته باشد آن عمارت والا را از سنگ و چونه بنیاد نهادند و تمام منزل
و مساکن خواص و عوام شهر را احاطه نموده در اندک فرصتی کار را بپیش برده
مورد آفرین شاهنشاهی گشتند و بجانب شرقی شهر دولت خانهای فلک اساس
ابداع یافت و بفرخی و فیروزی در عرض سه سال جمیع عمارت قلعه و منازل
شاهنشاهی صورت اتمام یافت و در سال آینده که درین شهر نزول اجلال
فرمودند آن منازل رفعت پیوند بورود مقدس شاهنشاهی مطارح انوار قدسی
شد و همچنین بموجب حکم معلی جمیع اعیان دولت و ارکان خلافت و سایر
ملتزمان رکاب نصرت اعتصام بقدر اندازه و دستگاه منازل و بساتین
ساختند و از میامن قدوم اشرف و فرصتی قلیل چنان شهری عظیم صورت
بست و حضرت شاهنشاهی بعد طرح اساس این عمارت شگرف بجهت
نموده پیدا کرد که در آئینهٔ خیال مهندسان جادو کار تمثال ان صورت نتوان

سهونه نزول دولت شد و از انجا موضع چاک نزدیک معز آباد عساکر فیروزی مآثر
آسایش گزیده و از انجا ساکهون مخیم سرادقات اقبال شد و از انجا موضع [illegible]
ورود موکب اقبال گشت و از انجا بمقعد قدسیه خواجه که در اجمیر واقع است توجه فرمود
هم از گرد راه بمرقد منور رسیدند و جبین اخلاص بران سرزمین آسمانی رفعت
رسانیده استمداد همت فرمودند روزی چند دران مقام کریمه شرایف اوقات
را بعبادات مبرات معمور داشته بفیض غیبی و انتباه مقرون بودند زمره عاکفان
روایای مرقد اطهر را بصلات و ادرارات بهره مند میگردانیدند و چون همواره در
اوقات تقسیم نذورات کم مبلغ وافر بود جمعی که دعوی فرزندی خواجه داشتند و
عهدهٔ تولیت بایشان مفوض بود و ریاست این طایفه بشیخ حسین و شست
تمام زرهای نذرها متصرف میگشتند و میان او و مجاوران آن رفیع مقام مناقشات
و نزاع بهم رسیده منجر باین شد که مشایخ مزار را که متصدی تولیت روضه بوده اند
بودند و در دعوی فرزندی تکذیب کردند و این گفت و شنید مدتی در میان بود
آنحضرت خاطر اشرف را به تحقیق حق و انکشاف احوال نفس الامر گماشته ثقات
و عدول را بدان داشتند که از قرار واقع تحقیق نموده بعرض اشرف رسانند بعد از
پیروی بسیار ظاهر شد که دعوی فرزندی اصلی نداشت بنابران تولیت آن محل
مقدس بشیخ محمد بخاری که از اکابر سادات هندوستان بدانش عقیدت
ممتاز بود تفویض فرمودند تنسیق مناظم بقعه متبرکه و ترویج مآثر مراغات آینده
و رونده اهتمام تمام فرمودند و عمارت عالی بنا از مسجد و خانقاه دران حوالی
طرح انداخته آسایش عبادت نهادند و بالجمله بعد از فراغ خاطر از مستوی دعا
نذور قدم عزلت در مسالک مراجعت نهاده بعزم طواف مراقد اولیای دهلی
رایت نهضت افراختند و عنان توجه بصوب آن دار الملک معطوف گردانیدند
و در اسفندارمذ ماه الهی موافق رمضان این سال ظاهر دهلی مخیم سرادقات
اردوی عالی گردید و چند روز دران خطه دلگشا بزیارت اولیاء داد و دهش

حضرت جلال الدین محمد اکبر
بادشاہ پیادہ زیارت کیواسطے
فتحپور سیکری سے اجمیر تشریف
لائے اور کئی دن اجمیر میں
رہے بہت سی نذر نیاز دی
شیخ حسین کو عہدۂ تولیت کا
سونپ دیا تھا۔ نذر کا روپیہ
شیخ حسین تمام کھا جاتے تھے اور
دعوی فرزندی خواجہ صاحب کا
رکھتے تھے۔ درمیان انکے
اور مجاور صاحبان درگاہ کے
تکرار اور لڑائی مدت سے تھی
متصدی تولیت روضہ کو بھی
شیخ حسین کو کہتے تھے کہ اولاد
خواجہ صاحب کی نہیں ہیں حضرت
بادشاہ نے اپنے دل میں تحقیق حق
اور احوال نفس الامر کے دریافت
خیال کر کے ثقہ اور عادل لوگوں
کو مقرر کیا کہ قرار واقعی تحقیقات
کر کے ہمسے عرض کریں۔ بعد بہت سی

جلد دوم

صفحه ۴۰۴ تا ۴۰۹

توجه فرمودن حضرت شاهنشاهی پیاده از دار الخلافت اجمیر و کامیاب شدن شهسوار عرصهٔ اقبال بمطلب صوری و معنوی

چون شاهنشاهی شعار اقدس پادشاهی آسمان سمت از بزرگان آگاهی داران هنگام جویای فرزند ارجمند بودند معامله‌ها ایزد و خود درخواست بود که چون این امنیت بحصول انجامد از ابواب شکر عملی که نفس مقدس متعلق بشود آن بوده باشد که از دار الخلافت اگره پیاده بمزار منار روضهٔ متبرکه خواجه معین الدین چشتی که مقربان درگاه الهی اندر رفته لوازم اطاعت ایزدی بمقدم رسانند و مقرر بود در رجب که ماه عرس گرامی ایشان است این منیت از مکامن قوه بفعل آید و چون آنچنان گوهر شب‌تاب درج خلافت بر ساحل امید آمد ایفای نذور از شرائط حق گذاری شناخته در روز آبان دهم بهمن ماه الهی موافق روز جمعه دوازدهم ماه شعبان از دار الخلافت اگره پیاده قدم در وادی مرحله پیمائی و بیابان نوردی نهادند و بادی شوق را روزی ده دوازده کروه کم و زیاده قطع میفرمودند.

تفصیل منازل قدسیه شاهنشاهی باین تنسیق و ترتیب بود

از دار الخلافت اگره که کوچ رایات اقبال در ساحت موضع مندا گر نزول اجلال فرمودند از انجا بفتح پور اتفاق منزل افتاد و از انجا از خانوه گذشته نزدیک به بیجه مضرب خیام اقبال گشت و از انجا بمنزل کردیه نزول رایات دولت فرود آمدند و از انجا بقصبهٔ باوره و موکب جلال روی نمود و از انجا بمنزل توده فرود از انجا بقصبهٔ باور و ذروهٔ محل اردوی معلی گشت و از انجا کهاندی اتفاق آمدند و از انجا موضع کلاولی محل گذشته نزدیک بهول محل نزول افتاد و از انجا بدانه آمدند و از انجا سیس محل گذشته نزدیک هبط رایات اجلال شد و از انجا بیکانیر مورد خیام ظفر ارتسام شده نزدیک

لیگئے تھے بادشاہ بیگم کو شیخ دانیال صاحب مجاور درگاہ کے مکان پہ چھوڑ گئے تھے بیگم
کے شاہزادہ پیدا ہوا اُس شاہزادہ کا نام شیخ دانیال صاحب مجاور کے نام پہ بادشاہ نے
سلطان دانیال رکھا۔

	خلاصہ ترجمہ اردو ضروری
انتخاب اکبر نامہ مطبوعہ مطبع منشی نولکشور صاحب لکھنؤ سنہ ۱۲۸۴ ہجری	

جلد دوم
صفحہ ۱۹۹

ازانجا کہ موکب عالی بسرعت ہرچہ تمامتر متوجہ اجمیر گشت و لباخت مسعود
دران شہر فیض بخش نزول رحمت فرمود و زیارت روضہ منور حضرت
خواجہ بتقدیم آمد و منسوبان آن شہر مقدس کامیاب دولت گشتند و باہم
آنکہ محل قدس را بآئین لائق ازراہ میوات در اجمیر آوردہ بحسن خدمات
کرامت توفیق یافت۔

ایضًا
صفحہ ۴۰۸ تا ۴۰۹

...ن در مبادی این عزیمت والا نذر فرمودہ بودند کہ از حصول فتح پیادہ
روضۂ منورۂ خواجہ معین الدین چشتی قدس اللہ سرہ کہ در اجمیر نور گستر
است توجہ فرمایند زمانے کہ از قلعہ چتور مراجعت فرمودند بہ تو ضمیر آن شاہوار
دولت بالقاے نظرے کہ از صدق عقیدت مرکوز خاطر اقدس بود تا فت
و تا اردوے ظفر قرین پیادہ آمدند در روز فروردین نوزدہم اسفندار ماہ الٰہی سنہ
بست و نہم شعبان کوس مراجعت بلند آوازہ ساختہ اردوے معلی ہمچنان
بپا و قدم صدق در راہ نہادند و منزل بمنزل ورشارت حرارت ہوا التفات نکردہ

کتاب اکبر نامہ

خلاصہ اس کتاب کا یہ ہے کہ حضرت جلال الدین محمد اکبر بادشاہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی (ر)
رضی اللہ عنہ سے نہایت معتقد تھے کئی بار پیادہ پا زیارت کے واسطے اجمیر تشریف لائے -
لاکھون روپئے نذر کے خادم صاحبان درگاہ کو دیئے اجمیر مین شہر پناہ اور محل شاہی تعمیر
کرائے جسکو اب میگزین کہتے ہین درگاہ کے آگے بازار بنوایا اکبری مسجد بنوائی جب اجمیر آئے عرصہ
تک قیام فرمایا اجمیر اور یہان کے لوگون کے حالات سے بخوبی واقفیت حاصل کی اکبر بادشاہ
کے روبرو شیخ حسین نے جو دیوان حال درگاہ کے مورث تھے دعوی خواجہ صاحب کے
اولاد ہونے کا کیا مگر خادم صاحبان درگاہ نے کہا کہ یہ اولاد خواجہ صاحب کی نہین
ہین۔ بادشاہ نے اس جھگڑے کی تحقیقات فرمانی ضروری خیال کرکے معتبر اور منصف
آدمیون کو مقرر کیا کہ اسکی کامل تحقیقات کرکے جو اصلی حال ہو اس سے بادشاہ کو اطلاع
دین۔ ان لوگون نے نہایت محنت کرکے تحقیقات کی اور انکو جو حال معلوم ہوا بادشاہ سے
عرض کیا انکی تحقیقات کا خلاصہ بادشاہ نے یہ تحریر فرمایا کہ دعوی فرزندی اصلی نداشت
شیخ حسین صاحب کے اولاد ہونیکے دعوی کا یہ فیصلہ ہوا کہ انکا دعوی خارج ہوا
دوسری یہ بات ہوئی کہ عہدہ تولیت انکو سونپ دیا تھا اسمین جو خادم صاحبون کے
واسطے نذر کا روپیہ آتا تھا وہ شیخ حسین کھا جاتے تھے اسکے عوض وہ متولی کے عہدہ سے
موقوف ہوئے اور اپنی ناہنجاری کے سبب قید کئے گئے اور شیخ محمد بخاری انکی جگہہ مقرر ہوئے۔
سنہ ۲۴ جلوس مین یہ واقعہ ہوا سنہ ۴۶ جلوس تک شیخ حسین قید رہے اور سرگردان پھرتے رہے
آخر سنہ ۴۶ جلوس مین ۲۳ برس کے بعد انکا قصور معاف ہوا اور بادشاہ نے لنگرخانہ کا داروغہ
مقرر کرکے اجمیر بھیجا اور درگاہ کے لوگون کی تیمارداری (یعنی ہر طرح کی خدمت) انکے ذمہ
مقرر کی اور یہ بھی ثابت ہے کہ شیخ حسین یہ دعوی کرتے تھے کہ مین خواجہ صاحب کی دختری
یعنی بیٹی کی اولاد سے ہون - یہ دعوی نہین تھا کہ پسری یعنی لڑکے کی اولاد سے ہون
پسری اولاد ہونیکا دعوی تو حال مین شروع کیا گیا۔ جب بادشاہ ناگور کی طرف تشریف

ہو سکے اسکی تحقیقات بلا طرفداری کیجاوے اور جو حال دریافت ہو وہ دوستون تک بہی
بعینہ پہونچایا جاوے - لہذا مینے یہہ مناسب جانا کہ اوّل کل بادشاہون کی تصنیفات یا بادشاہی
حکم سے جو تصنیف و تالیف ہوئی یا کسی مورخ نے لکہی ہون انمین جس مقام پہ درگاہ یا حضرت
خواجہ صاحب یا اولاد خواجہ صاحب یا خادم صاحبون یا مجاور صاحبون کا خاص ذکر لکہا ہے
اسکا انتخاب کرکے ایک رسالہ مین درج کردون - اپنی طرف سے کچہہ کم و زیادہ نکرون - کہ دیکہنے والے
خود اسکا نتیجہ نکال لیوے - دیکہنے والے جانین اور کتاب بنانے والے جانین - اور ہر ایک کتاب
کے انتخاب کے اوّل اسکا خلاصہ مطلب بہی انہین لفظون مین جو اس کتاب مین لکہے ہون لکہدون کہ
دیکہنے والون کو آسانی ہو - سوائے کتابون کے جو اور کاغذات اولاد کی بحث مین ہین انکو بہی
رسالہ مین درج کردون - مگر مین کم فرصتی سے مجبور ہون اور یہہ امر وقت طلب - تلاش و محنت کا
محتاج - اسواسطے مینے ایسا انتظام کیا کہ جو کچہہ بہم پہونچتا جاوے اسکو درج رسالہ کرکے ناظرین
کی خدمت مین پیش کرتا جاؤن جسقدر تیار ہو جاویگا نہین ہونے سے بہتر ہوگا اسواسطے اوّل
بادشاہون اور مورخین کی تصنیفات سے شروع کرتا ہون - اگر کسی جگہہ ناظرین غلطی پاوین تو
مہربانی سے مطلع فرماوین کہ خوشی اور ممنونی کے ساتہہ اسکی درستی کردیجاویگی - اس رسالہ کا نام
تحقیقات اولاد خواجہ صاحب رکہا اور یہ اس رسالہ کا حصہ اوّل ہے +

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم والہ و اصحابہ اجمعین

حافظ محمد حسین اجمیری چشتی بخدمت محققان واقعات گزشتہ عرض کرتا ہے کہ اجمیر میں ہمیشہ ایک واقعہ اولاد حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ کا ایسا لائق ہے کہ جو کوئی یہاں وارد ہو اُس سے واقفیت حاصل کرے بخصوص علم تاریخ کے شائق اور سلسلہ چشتیہ کرام کے پیرو اور دیگر اہل اسلام کو تو ضرور ہے کہ اس حال سے خبردار ہوں۔ اس جھگڑے کی بنیاد عرصہ سے قایم ہوئی ہے اولاد کا دعوی کرنیوالوں نے جب سے دعوی شروع کیا آجتک کسیطرح اپنے دعوی کی پیروی کرنے سے غافل نہیں رہے۔ مگر دعوی کے تردید کرنیوالوں نے بھی ایسی تردید کی کہ حد کو پہونچا دیا اور کوئی بات اس دعوی کے رد کرنے میں باقی نہیں چھوڑی۔ اس اولاد کی بحث انگریزی عملداری میں مسٹر وایٹ صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر اجمیر میں بھی پیش ہوئی تھی اور اکثر ہوتی رہتی ہے۔ جو اولاد کا دعوی کرتے ہیں وہ دیوان کہلاتے ہیں۔ جو گروہ دیوان کے اولاد خواجہ صاحب ہونے سے انکار کرتا ہے وہ صاحبزادے یا خادم خواجہ صاحب یا مجاور خواجہ صاحب کہلاتے ہیں انمیں دو گروہ ہیں۔ ایک گروہ سیدوں کا جو سید فخر الدین صاحب بہائی و پیر بہائی حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ کی اولاد ہے۔ دوسرا گروہ شیخوں کا جو شیخ محمد یادگار صاحب مرید حضرت خواجہ صاحب کی اولاد ہیں یہہ دونوں گروہ سید و شیخ ملکر صاحبزادے یا خادم خواجہ صاحب یا مجاور خواجہ صاحب کہلاتے ہیں۔ چونکہ یہہ بحث صحیح حال دریافت کرنیکے لائق ہے اسواسطے مینے ارادہ کیا کہ جہانتک

مضمون	صفحہ
مجاورصاحبون کا ذکر	۲۶
دس ہزار روپئے مجاورصاحبونکو دئے	۲۷
انتخاب تاریخ فرشتہ	۳۰
شاہزادہ دانیال کا تولد	۳۲
خادم صاحبون کو دو لاکہ روپئے دینے کا ذکر	”
مجاورصاحبون کو سلطان محمود خلجی کے انعام و وظیفہ دینے کا ذکر ..	۳۳
شیخ محمد یادگار صاحب کا ذکر	۳۶
سید فخرالدین صاحب کا ذکر	۴۰
انتخاب خلاصہ منتخب التواریخ	۴۲
مجاورصاحبون کا حال	۴۳
شاہزادہ دانیال کا شیخ دانیال مجاورصاحب کے گھر پیدا ہونا	۴۴
مجاورصاحبان درگاہ کے سبب عبادتخانۂ فتحپور مین ذکر قال اللہ و قال الرسول رہتا تھا	۴۶
شیخ حسین مورث دیوان حال کے اولاد خواجہ صاحب نہونے پر مشایخان فتحپور کے سب گواہیان گزرین اور صدر عالم و قاضی القضات نے محضر لکھدیا کہ شیخ حسین اولاد خواجہ صاحب نہین ہین۔ شیخ مین قید ہوئے	۴۸
انتخاب تزک جہانگیری و خلاصۂ کتاب مذکور	۵۲
شاہزادہ دانیال کے پیدایش کا ذکر شیخ دانیال مجاور کے گھر	۵۲
اکبر بادشاہ کے اخلاق و مذہب کا ذکر	۵۳

فہرست مضامین رسالہ تحقیقات اولاد خواجہ صاحب

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا
حصہ اول رسالہ
تحقیقات اولاد خواجہ صاحب
مؤلفہ منشی محمد حسین صاحب اجمیری حنفی چشتی
در مطبع ابو العلائی آگرہ محلہ باہتمام محمد بخش طبع گردید

جوکیان بھرتے ہین نذرین چڑہاتے ہین غرض کہ چہہ دن تک
تمام شہر مین خلق کا انبوہ اسقدر رہتا ہے کہ کان پڑی آواز
سنی نہین جاتی اگرچہ تفصیل کل حال اس میلے کا لکھون تو
ایک کتاب دوسری طیار ہوجاوے واسطے ناظرین کے اسیقدر بس ہے
واضح ہو کہ اندنون دیوان محمد غیاث الدین علیخان صاحب سجادہ نشین
جو اولاد حضور خواجہ بزرگوار قدس سرہ العزیز سے ہین مسند نشین
ہین علاوہ دیہات جاگیر درگاہ کے انکے یہان بھی بہت کچہ
جاگیر و پادشاہان اہل اسلام و مرہٹون وغیرہ کے نذر کے ہوئی
ہین فی زماننا سرکار انگلشیہ دام اقبالہ بھی صاحب سجادہ درگاہ کی
وہی قدر و منزلت جو شاہان سلف کیوقت مین تہی فرماتی ہے۔
دوسرا خاندان درگاہ حضرت خواجہ غریب نواز کے متعلق حضرت خدام
کا بھی ہے یہ لوگ بھی سادات عالیخاندان خدمتگذار خواجہ غریب نواز سے ہین
اور اپنی خدمت کو نیک نیتی سے انجام دیتے ہین چنانچہ اس خاندان سے
جناب میر حفیظ علیصاحب درگاہ شریف کی تولیت کی کام پر قدیم الایام سے
ممتاز ہین۔ یہ خاندان حضرت سید فخر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کی
ہے جو خواجہ بزرگوار کے خلفاء رشید سے ہے
دام برکاتہم

بازدو صد پیرزادہ خاص اولاد امجاد حضرت
سوای انفاحاصل و واکر خاندان کنز
باجلاد تا مہ نشت
علی

جمعہ و ششم رجب بودہ	گر جہان خواجہ نقل فرمود
نود و ہفت سال عمرش بود	کان زمان نقل از جہان فرمود
سال نقلش بعزت و تمکین	گو سراج جنان معین الدین
روضہ پاک اوست در اجمیر	زایرش جن و انس از ورد و شمیر

ر آفتاب ملک ہند بھی آپ کی رحلت کی تاریخ ہے کتاب اخبار الاخیار
ر دوسرے ملفوظات خواجہ صاحب مین لکھا ہے کہ آپکی
وفات کے بعد پیشانی نورانی پر بخط سبز یہ عبارت لکھی ہوئی تھی
ا حبیب اللہ مات فی حب اللہ اور دوسرے روایت پر یعنی
ولادت سن پانسو چھتیس فرض کیجاوے تو عمر آپکی ایک سو
چھبیس سال تھی اور ایک یہہ بھی روایت ہے کہ سن ہجری چھہ سو تینتیس مین
پیر کے دن تاریخ چھٹی ماہ رجب کو آپ انتقال فرمایا اور دوسری
روایت یہہ ہے کہ اتوار کے دن ذالحجہ کے مہینے مین ہجری چھہ سو تینتیس
مین لیکن پہلا قول صحیح ہے کہ حضرت نظام الدین اولیاء اور بھی اس
خاندان کے بزرگون نے تصحیح اس کی کی ہے

ہر سال رجب کی چاندرات سے چھٹی تاریخ تک آپ کا عرس ہوتا ہے
اکثر ملکون سے غریب و امیر سید فقرا اجمیر مین آپہونچتے ہے بیوپاری بھی اس
میلے مین دور دور سے آتے ہین اور اقسام کی چیزین لاتے ہین بہ نسبت
اور قصبون کے میلوا بیشتر آتے ہین

لگا کہ یہہ درویش غیب کی باتین کرتا ہے اس سے کہدو کہ
میرے شہر سے چلا جاوے جب یہہ حقیقت آپ نے سنی
ہنس کر یا نا سے کہلا بھیجا کہ تین روز کی مہلت ہمکو دیوے اس
مین یا تو وہ خود چلا جاوے گا یا ہم اوسی عرصہ مین سلطان
اسلام معزالدین بن محمد بن سام کا لشکر یورش کر کر آیا اور
راجا پتھورا اوسکے مقابلہ کو گیا اور زندہ گرفتار ہوا اور یہ بھی
ایک روایت ہے از عدوی غضب کے آپ نے یون فرمایا کہ
پتھورا کو ہم نے زندہ پکڑا اور دیدیا چنانچہ ظہور اوس کا ہوا
اور وہ شخص کہ جو مرید ہونے کے واسطے آپ کی خدمت
مین آیا تھا قصداً پانی مین ڈوب کر مر گیا ۔

واضح ہو کہ روز تشریف آوری خواجہ صاحب سے تہتر سال تک
مردمان دیار وامصار کو آپ سے فیض حاصل ہوتا رہا کتاب
سیر العارفین مین لکھا ہے کہ خواجہ صاحب بعد کرنے نکاح کے
سات برس زندہ رہے بعد اسکے انتقال فرمایا تو اریخ آرایش
محفل مین لکھا ہوا ہے کہ زندگانی آپ نے دنیا مین ستانوے برس
کی آخر رجب کی چھٹی کو ہفتے کے دن سن چھ سو چھتیس ہجری مین
وفات پائی کتاب مخبر الواصلین مین یہہ قطعہ آپ کی تاریخ وفات کا
لکھا ہوا ہے وہو ہذا ۔

اور یہہ عرض کی کہ امیدوار اس بات کا ہوں یعنی قیامت تک زندہ
رہوں آپ نے دعا کی اور اپنا ہاتھہ اچیپال کے سر پر پھیر کر فرمایا
کہ انشاء اللہ تعالی تو زندہ رہیگا اور راے پتھورا کو بھی ہدایت
اسلام کی فرمائی لیکن راے مذکور ایمان نہ لایا المختصر اجمیر
اور شادی جن خواجہ صاحب کو مقام شادی پر بہشت لا گئے
آپ نے وہ جگہ مسجد جماعت خانہ اور عبادت خانہ اور باورچی خانہ
بنوایا جس مقام پر کہ باورچی خانہ آپ کا تھا اب وہاں روضہ
مبارک آپ کا ہے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے جو مرید
اور خلیفہ خواجہ صاحب کے تھے نقل ہے کہ ایک شخص پتھورا کی
پاس سے بہ نیت مرید ہونے کے خواجہ صاحب کے پاس آیا
آپ نے اوسکو مرید نہ کیا اوسنے آکر شکایت پتھورا کی روبرو
کری راے مذکور نے کسی آدمی کو بھیج کر سبب مرید نہ کرنیکا
دریافت کرایا آپ نے جواب دیا کہ تین چیز کے سبب جو اوس شخص
میں ہیں اور نہ کبھی اوس سے جاوینگی اول تو یہ گنہگار بہت بڑا
ہے دوسرے ہماری طریقہ کا نہیں ہے اور ہم اوس شخص کو کلاہ نہیں
دیتے جو غیر کے روبرو سر جھکاوے تیسرے لوح محفوظ پر ہم نے
لکہا دیکہا ہے کہ وہ اس جہان سے بے ایمان جاوے گا۔
جب یہ جواب راے پتھورا نے سنا برہم ہو کر کہنے

کہ اوس چھاگل کو اوٹھالاوے چند اجیپال نے ارادہ اوٹھانے چھاگل
کا کیا نہ اوٹھی نہایت لاچار ہوا آپ نے فرمایا کہ یہ سحر اور جادو
نہیں ہے جو رد ہو جاوے یہ چھاگل مردان راہ خدا کی ہے کتاب
مونس الارواح سے منقول ہے کہ ایک جن تھا جس سے تھوڑا اپنا
اعتقاد رکھتا تھا اور باعث دولت و اقبال اوس جن کی طفیل سے
جانتا تھا بجرد تشریف آوری خواجہ صاحب کے جن مذکور خدمت
مین حاضر ہو کر مسلمان ہوا آپ نے اوسکو مسلمان کر کر نام اوسکا
عبداللہ عرف شادی کہا اوسدم آپ نے اوس جن کو حکم چھاگل
لانے کا دیا شادی جن چھاگل اوٹھالایا آپ نے تھوڑا سا پانی
تالاب میلہ اور اناساگر کی طرف ڈالدیا فرمان الہی سے کل چاہ و
چشمے پُرآب ہو گئے اور بہی آپ نے دعا کی کہ تھوڑا کے اونٹ
اوٹھہ کہڑے ہوئے مشاہدہ اس کرامات سے جو بضرورت خواجہ
صاحب سے ظاہر ہوئی اور مسلمان ہو جانے جن کے مخالف کف افسوس
ملنے لگے اور نہایت حیران ہو کر کہنے لگے کہ ہم نے تمام عمر پرستش اوس
جن کی اور خدمت گذاری اجیپال کی کری خزانہ کثیر انکے اصراف
مین خرچ کیا لیکن حیف ہے کہ ان سے کچھہ بہی مطلب نہ نکلا الغرض
بعد مشاہدہ کرامت خواجہ صاحب کے جوگی اجیپال بہی
مسلمان ہوا

تھا جادوگری میں کامل علم سحر کا عامل پندرہ سو جادو کے
چیلا اور سات سو ناشدنی خونخوار سے جن پر ہر ایک ساحر سوا اس کے تھا
سحر کی نیرنگیاں دکھاتا بعد اجلاس خواجہ صاحب پر یہ بات ظاہر
ہوئی کہ جوگی اجیپال بڑے زور شور سے واسطے مقابلہ کے چلا
آتا ہے پہلے آپ نے وضو کیا اور حصار دور تک کھینچا جسکے
اندر تمامی خدمتگار بیٹھ گئے یکایک غول کا غول ساحروں کا
ظہور ہوا اور انواع انواع کی سحر کرنے لگے الغرض عرصہ تک
کوئی وقیقہ جادو کا باقی نہ رکھا جب کوئی منتر اور جادو موثر نہ ہوا
تو اون پندرہ سو چیلوں کو ایک بارگی آپ کی طرف پھونک مارا کہ وہ
بھی سب رد ہو کر زبالہ جان ساحروں کے ہوئے اور جسقدر
اژدہا آتش افشاں تھے سب زمین پر سر مار مار کر مر گئے
کہتے ہیں کہ اجیپال جوگی کے چکروں میں تاثیر سحر اس درجہ تھی کہ
جو کسی جادوگر سے لڑتا یا کوئی اوس سے مدد طلب کرتا تھا اپنے
چکروں کو جانب مخالف پھینکتا وہ سو کوس تک معلق ہوا میں جاکر
دشمن کو قتل کرتے تھے القصہ جب راجا پتھورا اور اجیپال جوگی
نے یہ حال دیکھا اور تمام آدمی بہ نسبت نایابی آب کے قریب
ہلاکت کے پہونچے عاجزی کرنی شروع کی حضرت خواجہ نے
اجیپال جوگی سے فرمایا

گھبرایا اور تمام حال اپنی ماں سے جا کر بیان کیا اوسنے سب حقیقت
سنکر جواب دیا کہ یہ وہی درویش ہے جسکی آنے کی خبر نجومیوں نے دی
تھی مگر کسطرح کی ایذا اور تکلیف اسکو نہ دینا بلکہ تعظیم اور تواضع
سے پیش آنا چاہیے کہ یہ موجب تیرے فائدہ کا ہے اور تکلیف
دینے سے تمام نقصان ملک و مال کا اوٹھانا ہوگا پھر گفتگو
سنکر راجا پتھورا نے واسطے خبر پہونچانے اس حادثہ کی کسی
آدمی کو پاس اجیپال جوگی کے کہ بڑا جادوگر تھا بھیج کر مدد
چاہی اجیپال نے جواب دیا کہ راجا سے کہدو کہ یہ جادوگر ہے
ہین تدبیر اسکی مدافعہ کی کرتا ہون الغرض راجا ابھی حاجات منتظر
ہین راجے پتھورا نے دوسرا آدمی جوگی مذکور کے پاس بھیج کر
کہلایا کہ مین تو اوس درویش کو دیکھے جاتا ہون تم اپنی تدبیر
کر کے جلد آؤ جسوقت راجے مذکور اپنے محل سے نکلا راہ مین
کوئی امر بیہودہ نسبت خواجہ صاحب کے تجویز کیا اسوقت اندھا ہوگیا
جب اوس قصد کو دل سے دور کیا آنکھیں بدستور روشن پائین
چنانچہ سات دفعہ نابینا اور بینا ہوا آخر کار اوس ارادہ باطل کو
دل سے دور کر کر خدمت خواجہ صاحب مین حاضر ہوا
اودہر تو راجے پتھورا ایکی خدمت مین حاضر ہوا اوس طرف سے
جوگی اجیپال

ٹہالرنے ہمین تم اور جگہ پر ٹہیرو آپ نی فرمایا کہ راجا کے
اونہون سے ہمکو کیا غرض ہے بیٹھے رہنے دو اوسوقت خواجہ صاحب
معہ مردمان ہمراہی بالائی اناساگر اوس مقام پر کہ جہان اب
آپ کا چلہ بنا ہوا ہے مشہور ہے ایک درخت سایہ دار کے نیچے ٹہیرے
آپ کے ہمراہیون مین بعضون نے شکار کے کباب طیار
کئے اور بعضے سیر کرتے ہوے تالاب بیلہ پر جانکلے اوسوقت
کنارہ تالاب بیلہ کے بت خانہ تہے کئی من تیل اور پہول
روشنی و خوشبوئی مین صرف ہوتا تہا انہون نے ارادہ طہارت
کا کیا برہمن لوگ منع کرنے لگے اور مستعد فساد ہوئے ناچار
وہون سے واپس آکر تمام حال بتخانون کا اور آمادہ ہونا
قوم برہمن کا فساد پر روبرو خواجہ صاحب کے بیان کیا آپ نی چہاگل
مین پانی تالاب بیلہ اور اناساگر کا بزور کرامت بند کر دیا فورا
آب تالاب اناساگر اور بیلہ کا خشک ہوگیا چونکہ حوالی شہر مین
کوئی چشمہ بجز ان دونون چشمون کے نہ تہا بلکہ اور جو حوض
تہ؟ مین تہے سب کے سب دفعتاً سوکھ گئے یہانتک کہ شیر زنان طفل
دار اور چہارپایون کا خشک ہوگیا الغرض جب خبر آئی خواجہ صاحب کے اوٹہ
اور ٹہنے اونکی جای نشست سے اور خشک ہو جانے آب تالاب بیلہ و اناساگر
اور شدت پیاس ... اہی رعیت نے اسے تہورا بنے سمنہ ..

پتہورا نے اوس حلیہ کو جا بجا بہجوا دیا اور راجا بابوون کے نام
فرمان جاری کیے کہ جو کوئی نووارد حلیہ کے مطابق تمہاری یہان
آوے بہت جلد اطلاع اسکی کرو بلکہ بحفاظت و حراست روانہ
اجمیر کردو القصہ اکثر راجا جو مطیع اور فرمانبردار تہے درپی تلاش
آپکے رہے جب کہ آپ قطع منازل کرتے ہوئے قصبہ سمانہ حوالے
پٹیالہ مین پہونچے - راے پتہورا کے آدمی جو اسجگہ موجود تہے انہون
نے آپکو دیکہا اور حلیہ سے مطابق پایا براہ فریب التماس کرنے
لگے کہ آپ کے لئے رہنے کی جگہہ تجویز کرین اوس جگہہ آپ کو
سب طرح کا آرام ملیگا اوسوقت خواجہ صاحب نے مراقبہ کیا
تو کیا دیکہتے ہین کہ جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین
اے معین الدین قول ان لوگون کا ہرگز منظور نکرنا کس لئے
کہ انکی نیت مین شر ہے پس آپ اون سے مخاطب ہوکر فرمانے
لگے کہ درویش کو بجز ذات خدا کے کسی سے غرض نہین ہے
بعد اسکے جو واقعہ اپنے مراقبہ مین مشاہدہ کیا یاران ہمراہی سے
ظاہر کیا اور اجمیر کی طرف روانہ ہوئے بعد طے منازل کے محرم
کی دسوین تاریخ کہ اوسوقت سن ہجری پانسو اکسٹہہ ۵۶۱ تہے اجمیر
مین پہونچ کر ایک سایہ دار درخت کے نیچے ارادہ قیام کا کیا
[illegible] آدمی نے آواز دی کہ یہان راجا کے اونٹ

ٹہا کرتے ہین ہم اور جگہ پر ٹہیرو آپ نے فرمایا کہ راجا کے
اونہون سے ہمکو کیا غرض ہے بیٹھے رہنے دو اوسوقت خواجہ صاحب
معہ مردمان ہمراہی بالای اناساگر اوس مقام پر کہ جہان اب
آپ کا چلہ بنا ہوا ہے مشہور ہے ایک درخت سایہ دار کے نیچے ٹہیرے
آپ کے ہمراہیون مین بعضون نے شکار کے کباب طیار
کئے اور بعضے سیر کرتے ہوے تالاب بیلہ پر جانکلے اوسوقت
کنارہ تالاب بیلہ کے بتخانہ تہے کئی من تیل اور پہول
روشنی و خوشبو مین صرف ہوتا تہا انہون نے ارادہ طہارت
کا کیا برہمن لوگ منع کرنے لگے اور مستعد فساد ہوئے ناچار
خادمون نے واپس آکر تمام حال بتخانون کا اور آمادہ ہونا
قوم برہمن کا فساد پر ہمہ و برو خواجہ صاحب کے بیان کیا آپ نے چہاگل
تالاب بیلہ اور اناساگر کا بزور کرامت بند کر دیا فوراً
اور بیلہ کا خشک ہو گیا چونکہ اہالی شہر مین
شہرون کے نہ تہا بلکہ اور جو حوض
سوکھ گئے یہانتک کہ شیر زنان طفل
یاالغرض جب خبر آئی خواجہ صاحب کے اونہ
سی اور خشک ہو جانے آب تالاب بیلہ و اناساگر
پیرای رعیت خدا سے پہوراپنے سنی بہرت

تہورا نے اوس حلیہ کو جا بجا بھیجوا دیا اور راجا بابوون کے نام
فرمان جاری کئے کہ جو کوئی نووارد حلیہ کے مطابق تمہارے یہان
آوے بہت جلد اطلاع اسکی کرو بلکہ بحفاظت و حراست روانہ
اجمیر کردو القصہ اکثر راجا جو مطیع اور فرمانبردار تھے درپی تلاش
اسکے رہے جب کہ آپ قطع منازل کرتے ہوئے قصبہ سمانہ حوالے
پٹیالہ مین پہونچے ۔ راے تہورا کے آدمی جو اسجگہ موجود تھے اونہون
نے آپکو دیکھا اور حلیہ سے مطابق پایا براہ فریب التماس کرنے
لگے کہ آپ کے لئے رہنے کی جگہہ تجویز کرین اوس جگہہ آپ
سب طرح کا آرام ملیگا اوسوقت خواجہ صاحب نے مراقبہ کر
تو کیا دیکھتے ہین کہ جناب رسول صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے
اے معین الدین قول ان لوگون کا ہرگز منظور نکرنا کس
کہ انکی نیت مین شر ہے پس آپ اون سے مخاطب ہوکر فرما
لگے کہ درویش کو بجز ذات خدا کے کسی سے غرض نہین ہے
بعد اسکے جو واقعہ اپنے مراقبہ مین مشاہدہ کیا یاران ہمراہی سے
ظاہر کیا اور اجمیر کی طرف روانہ ہوئے بعد طے منازل کے محرم
کی دسوین تاریخ کہ اوسوقت سن ہجری پانسو اکسٹھ ۵۶۱ تھے اجمیر
مین پہونچ کر ایک سایہ دار درخت کے نیچے ارادہ قیام کا کیا
اوسی وقت [illegible] آواز دی کہ یہان راجا کے اونٹ

روضہ شریف کی خدمت کرتے رہے ایک روز روضہ حضور
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے آواز آئی کہ ای معین الدین حسن
ولایت ہند ہم نے تمکو بخشی اجمیر کو جاؤ کیونکہ کفر اوس سرزمین
بہت ہے تمہارے جانے سے حق سبحانہ تعالی اسلام کو قوت
دے گا یہہ حکم سنکر آپ کو حیرت دامنگیر ہوئی کہ بارخدایا
اجمیر کہان ہے اسی تردد مین آنکھہ لگ گئی اور حضرت رسول خدا
نے طرفۃ العین مین تمام عالم مشرق سے مغرب تک اور جنوب
سے شمال تک آپکو دکہلایا اور قلعہ اور کوہسار اجمیر کا بھی
نشان بتلایا اور ایک انار بہشتی آپکو دیکر رخصت کیا جب ہم
آپ بیدار ہوئے ہندوستان کا قصد کیا ہر ایک بلاد وامصار
کا مل کامل بزرگون سے ملاقات کی اوسوقت چالیس درویش ہمراہ
آپکے تھے کہ آپ براہ غزنین ولاہور دہلی جانب اجمیر راہ
نورد ہوئے اوس زمانہ مین پتھورا تخت نشین اجمیر کا تھا ما
اوسکی علم نجوم مین بہرہ کامل رکھتی تھی اوسی نے بارہ سال
پہلے راے پتھورا کو یہہ خبر دی تھی کہ ایک درویش تیرے ملک
مین آوے گا اور راج تیرا اسکے ہاتھ مین جاوے گا اس وجہ سے
راے مذکور ہمیشہ غمگین رہتا تھا بلکہ راجا کی مان نے حلیہ تک
خواجہ صاحب کا علم نجوم کی رو سے بتادیا تھا الغرض راے

ابراہیم بن ادہم بلخی کے اور وہ مرید شیخ ابوالفیض کے اور
وہ مرید شیخ ابوالفضل عبدالواحد بن زید کے اور وہ مرید
شیخ حسن بصری انصاری کے اور وہ مرید حضرت امیرالمومنین
علی ابن ابیطالب کے اور حضرت علی مرید حضرت محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ الغرض بیس برس اور چھہ مہینے تک
ریاضت اور مجاہدت کرکر خرقہ خلافت کا پایا بعد اسکے سنجار پہونچے
پندرہ روز وہان قیام فرمایا پھر قصبہ جیل مین آئے کہ وہ بغداد
سے سات کوس ہے اور کشتی حضرت نوح پیغمبر علیہ السلام
کی اسی جگہہ طوفان آب مین ٹھیرے تھے سات دن حضرت
شیخ عبدالقادر گیلانی کی خدمت مین رہے مگر تاریخ آرایش
محفل مین لکھا ہے کہ خواجہ معین الدین چشتی کی جب بیس برس کی
عمر ہوئی تب شیخ عبدالقادر گیلانی سے فایدہ حاصل کیا
مونس الارواح مین لکھا ہے کہ حضرت خواجہ کا حجرہ متبرکہ اب تک
قصبہ جیل مین موجود ہے پھر [illegible] سے ہمدان اور ہمدان
[illegible] گئے نقل ہے
سے تبریز اور استرآباد [illegible]
[illegible] رہے رخصت حاصل
کہ حضرت خواجہ خدمت [illegible]
ہاتھہ چلے زیارت روضہ
[illegible] مکہ شریف [illegible]
[illegible] آگئے [illegible] مدینہ مین گئے [illegible] حضرت
ملکر اجیب سے نکا

ہوے آپکے والد کا نام سید غیاث الدین اور والدہ کا اسم
حضرت بی بی ماہ نور ہے اور بعضوں نے تاریخ تولد خواجہ
صاحب کی عاشق لکھی ہے اس سے تولد آپ کا سن
ہجری پانسو ستائیس میں معلوم ہوتا ہے اور نسب نامہ
آپ کا کتاب بحر الانسان میں اسطرح لکھا ہے کہ خواجہ معین الدین
حسن سنجری ابن خواجہ غیاث الدین ابن سید ضیا الدین
ابن سید ابو المعالی بن سید عبد العزیز بن سید ابراہیم بن
امام موسی کاظم ابن امام حضرت جعفر صادق ابن امام محمد
باقر ابن امام زین العابدین ابن امام حضرت ابو عبد اللہ حسین
ابن اسد اللہ الغالب حضرت علی ابن ابیطالب آپ سادات
حسنی حسینی سے ہیں پندرہ سال کے سن میں پدر عالی مقدار
آپ کے قضای الہی سے فوت ہوئے ایک باغ اور کارخانہ
پن چکی باقی چھوڑا اوس موضع میں ابراہیم قندوزی مجذوب
کامل تشریف رکھتے تھے ایک دن گذر اون کا خواجہ صاحب کی باغ میں
ہوا اوسوقت خواجہ صاحب درختوں کو پانی پلا رہے تھے جب
ابراہیم قندوزی کو دیکھا دوڑے اور ہاتھ چوما اور زیر درخت
بٹھلایا اور خوشہ ہا انگور آگے اونکے لا رکھے ابراہیم
قندوزی نے ایک کہل کا ٹکڑا جیب سے نکالا اور اوسکو دانتوں

تشریف لا کر کرامات دکھلانا و تاریخ وفات وغیرہ مفصل مندرج ہون
کیونکہ یہہ کل حالات فارسی عربی کے بڑی بڑی کتابون مین
درج ہین اور وہ کتابین عوام الناس کو دستیاب نہین ہو سکتین
اور اگر میسر بھی ہون تو بسبب اسکی کہ غیر زبان ہے سمجھنا کسقدر
مشکل ہے چونکہ مثل مشہور ہے جوینده یابنده بڑی تلاش
کے بعد کتاب احسن السیر مصنفہ جناب منشی بے بدل تاریخ دان منشی
محمد اکبر جہان شگفتہ البیان جناب فیضمآب مولوی محمد ضیاء الحق صاحب
راقم کو دستیاب ہوئی چونکہ جناب منشی صاحب ممدوح کی کتاب
موصوف کی تالیف و تصنیف کرنے مین نہایت کوشش اور جانفشانی
فرمائی ہے اور بڑی بڑی مستند کتابون سے نکال
کر بطور انتخاب کے خواجہ غریب نواز کا کل حال صحیح صحیح لکھا
لہذا راقم نے بھی اوس کتاب کا انتخاب اس رسالہ مین مومن
بھائیون اور خواجہ غریب نواز کے مریدون کے واسطے درج
کیا ہے جو صاحب اسکو پڑہکر فیض اوٹھائین وہ جناب منشی صاحب
موصوف و اس ہیچمدان و کاتب کتاب کو دعا سے یاد فرماوین
غرض نقشیست کز ما یاد ماند * کہ ہستی را نمی بینم بقاے *
مخفی نرہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی قصبہ سجستان مین
سن ہجری پانسو سینتیس (۵۳۷) مین پیر کے دن پیدا
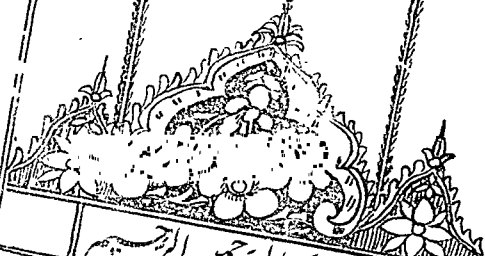
بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبت للمتقین والصلواۃ والسلام
علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین
اما بعد فقیر حقیر سید محمد مراد علی المتخلص بیمار مالک اخبار چراغ
راجستان اجمیر ابن سید کرم علی صاحب متوطن رای سنگھپورہ
پرگنہ لونہر علاقہ بیکانیر اہل اسلام دینداران خصوصاً مریدان
ومعتقدان خاندان چشتیہ کی خدمت مین گذارش کرتا ہے کہ
ایک عرصہ سے راقم کے دل کو یہہ تمنا تھی کہ کوئی رسالہ
ایسا ملے جسمین کل حالات علی الخصوص خاص خاص باتین
یعنے حضور خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمتہ کی اصلی سکونت
و تاریخ پیدائش وسوانح عمری و ہندوستان وغیرہ مین

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

رقیمہ معہ نقش و نگار عصمت علی خلف مولوی
سید محمد امداد علی صاحب
مرحوم اکبر آبادی

رسالہ نایاب الموسوم

بوستان خواجہ

جسمیں حضور خواجہ حضرت خواجہ معین الدین
چشتی ثم الاجمیری کے اکثر خاص خاص حالات پیدایش
سے لیکر فوت ہونے تک کے معہ دیگر مطالب ضروری
کے درج کیے گئے ہیں مریدان خواجہ غریب نواز کے لئے

بفرمایش جناب محمد یوسف صاحب کتب فروش اجمیری
در مطبع [illegible] شہر آگرہ مطبوع شد